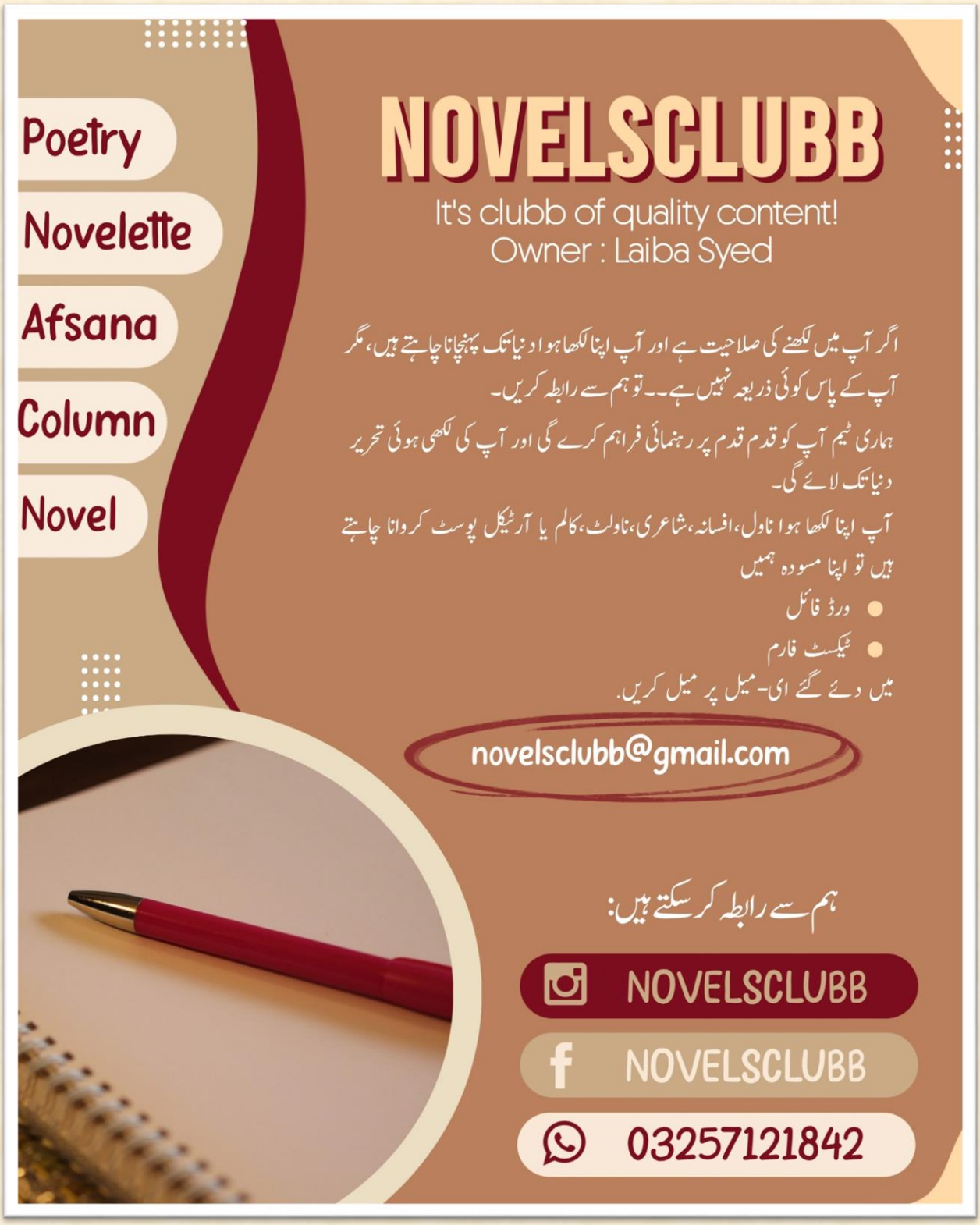
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دیے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

رنگِ جاں

از قلم

ملائکہ فرمان

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

رنگِ جاں

از قلم

ڈاکٹر ملائکہ فرمان

Episode 15 & 16

صبح کی روشنی کھڑکی کے پردوں سے کمرے میں پھیل رہی تھی۔ صبح ہوتے ہی رمیز سعد کے گھر کے لیے نکل گیا۔

دروازہ ناک کرنے لگا، تو ہاتھ لگانے سے دروازہ خود ہی کھل گیا، رمیز اندر آیا۔اس کا چہرہ زرد، آنکھیں سوجھی ہوئی، قدم بھاری جیسے زمین سے جڑے ہوں۔ وہ کل پوری رات سویا نہیں تھا، اُس کے ضمیر نے اُسے سونے نہیں دیا تھا۔

سعد بیڈ پر بیٹھا موبائل دیکھ رہا تھا۔ سعد کی وائف گھر پر نہیں تھی۔اس لیے رمیز سیدھا اُسکے کمرے میں ہی آیا تھا۔

قدموں کی چاپ سن کر سعد نے موبائل سے نظریں ہٹائیں۔ جیسے ہی اس نے رمیز کو دیکھا، ہنسی چہرے سے اتر گئی۔ وہ سنبھل کر سیدھا ہوا۔

"خیریت؟؟ آج صبح صبح ہی میرے گھر؟؟" سعد بلکل نارمل انداز میں بول رہا تھا۔

رمیز کافی دیر خاموش کھڑا سعد کو دیکھتا رہا۔ سعد کو رمیز کا یوں دیکھنا عجیب لگ رہا تھا۔ اُس نے موبائل سائیڈ پر رکھا اور رمیز کی طرف متوجہ ہوا،

"یار، تو ٹھیک ہے نا؟ یہ کیا حال بنا رکھا ہے؟"

"کال کیوں نہیں اٹھا رہا تھا؟ کہاں غائب تھا اتنے دن؟"

رمیز نے کوئی جواب نہ دیا۔ بس دھیرے دھیرے چلتا ہوا کمرے کے اندر آتا گیا۔، جیسے ہر قدم کے ساتھ اس کے اندر کا بوجھ اور بڑھ رہا ہو۔ وہ ایک لمحے کو رکا، پھر بھاری آواز میں بولا۔

سعد!!

"یار، میں بہت برا انسان ہوں۔ بہت گندہ۔ وہ سر جھکائے بول رہا تھا۔"

سعد کی پیشانی پر بل پڑے۔

"کیا بول رہا ہے تو؟ سیدھی بات کر۔ ہوا کیا ہے؟ سعد کو اُس کو یوں دیکھ کر جہاں پریشانی ہو رہی تھی وہاں اُسکے ایسے بات کرنے پر خفگی بھی ہو رہی تھی۔"

رمیز دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر نیچے بیٹھ گیا۔ چہرہ سفید، آنکھیں لال جیسے ساری رات سویا نہ ہو۔ سانس بھاری، اور آواز میں لرزش۔

"میں نے رابیل کو دھوکہ دیا۔ اس کے جذبوں کے ساتھ کھیلا۔ اس پر جھوٹ کے جال بُنے۔"

سعد کی آنکھیں ایک لمحے کو کھولی کی کھولی رہ گئیں۔ وہ حیرت سے اُسے دیکھ رہا تھا۔

"مزاق کر رہے ہو ناں؟؟ سعد نے جیسے یقین ہانی کرنا چاہی۔"

"بولو ناں رمیز تم مذاق کر رہے ہو ناں۔ وہ تو تمہاری محبت تھی۔ سعد رمیز کے پاس آیا اُس کے ساتھ گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔ رمیز اس وقت ایک معصوم بچہ لگ رہا تھا۔"

رمیز جواب دو؟؟؟ سعد اب کی بار غصے سے بولا،

"یہ تم جو بول رہے ہو یہ جھوٹ ہے ناں؟؟ تم نے بھابھی کو دھوکہ نہیں دیا ناں؟؟ سعد کو اپنی سماعتوں پر شک ہونے لگا،"

رمیز نے سر جھکا لیا۔

"سچ ہے یہ؟؟ میں جھوٹ نہیں بول رہا۔ وہ جب مجھے اپنا مانتی رہی میں اس وقت اسکو جھوٹے خواب دکھاتا رہا۔۔"

"اس نے مجھ پر اعتبار کیا۔۔"

اور میں؟؟ میں اسے اندھیرے میں دھکیلتا رہا؟؟

اپنے انتقام کے چکروں میں۔۔ بابا کے کہنے پر۔

وہ مجھ پر بھروسہ کرتی تھی... اور میں اپنے باپ کے کہنے پر اس بھروسے کو روندتا رہا۔

سعد کا لہجہ تلخ اور سخت ہو گیا۔ اُسے رمیز پر انتہا کا غصہ آ رہا تھا۔

تو حرامی ہے رمیز۔ سعد غصے سے بولا،

"میں جانتا تھا تم غلط کام کرتے ہو،، پر یہ سوچا بھی نہیں تھا کہ اپنے گندے کھیل میں ایک لڑکی کو مہرہ بناؤ گے۔" رمیز کی آواز لرزنے لگی۔ آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

"مجھے خود سے نفرت ہو گئی ہے سعد۔ رات بھر نیند نہیں آئی۔ جب بھی آنکھیں بند کرتا ہوں، رابیل کا چہرہ سامنے آ جاتا ہے۔"

اس کی آنکھیں... اس کا یقین

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

دل چیرنے لگتا ہے۔وہ دونوں ہاتھوں سے چہرہ چھپا کر رونے لگا۔یار، میں بدلنا چاہتا ہوں۔رابیل کے لیے۔وہ میری زندگی کا سچ بن گئی ہے۔اور سچ کے ساتھ اب جھوٹ نہیں چل سکتا۔

سعد تلخ مسکراہٹ کے ساتھ سر ہلاتا رہا،

"محبت؟"

"یہ لفظ اب زبان پر آیا ہے؟جب سب کچھ جلا چکا ہے،اب راکھ سے عشق اٹھا رہا ہے؟"

رمیز نے سر اٹھایا۔آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو تھے،لہجے میں ٹوٹا ہوا یقین۔

ہاں...اب محبت ہوئی ہے۔جب وہ مسکراتی ہے تو دل دھڑکنے لگتا ہے۔جب روٹھنے کا خیال آتا ہے تو سانس رک جاتی ہے۔جھوٹ کھیلتے کھیلتے،رابیل میری حقیقت بن گئی ہے۔

اس کے لفظ کمرے کی فضا میں بوجھ کی طرح ٹک گئے۔وہ فرش پر گر گیا،جیسے اپنے بوجھ تلے دب گیا ہو۔

"بتا سعد...میں کیا کروں؟کس دروازے پر جا کر اپنے گناہ دھوؤں؟کہاں جاؤں اس نفرت سے نجات لینے کے لیے؟"

سعد لمبی سانس لیتا ہے،نظریں فرش پر،لہجہ بھاری۔

"مجھے تم سے نفرت ہو رہی ہے رمیز۔ تم اتنا کیسے گر سکتے ہو۔ مجھے تمہیں اپنا دوست کہتے ہوئے بھی شرم آ رہی ہے۔ وہ غصے سے چیخا۔"

"سعد پلیز تم میرے ساتھ ایسا مت کرو، میں بڑی امید سے تمہارے پاس آیا ہوں۔ تم تو میرے بچپن کے دوست ہو میرا سب کچھ تمہیں پتہ ہوتا۔"

"تم نے جو کیا ہے نہ اس کی معافی ملنا ناممکن ہے۔" سعد اُس کے پاس سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"پلیز کوئی راستہ بتا دے سعد، نہیں تو میں گھٹ گھٹ کر مر جاوں گا۔ بتا میں کیا کروں؟؟" سعد کو رمیز پر اس وقت جتنا غصہ آ رہا تھا اُس سے زیادہ اُسے اپنے جگری دوست پر ترس بھی آ رہا تھا۔ سعد کی آنکھوں میں نمی آئی لیکن اُس نے اُسے پیچھے دھکیل دیا۔

صرف ایک ہی راستہ ہے رمیز۔ سعد بھاری آواز میں بولا،

رمیز نے سر اٹھایا، یقین سے سعد کی طرف دیکھا۔

"جاؤ، اس کے پاس جا۔ سب کچھ سچ بولو، ایک ایک جھوٹ، ایک ایک فریب۔"

رمیز ساکت سن رہا تھا۔ سعد کی آواز سخت مگر سچی تھی۔

"اگر اس نے تجھے معاف کر دیا تو سمجھ لینا، تو قسمت والا ہے۔"

اور اگر نہیں۔۔۔

کمرے میں ایک لمحے کو سناٹا پھیل گیا۔ باہر ہوا کے ساتھ درختوں کی سرسراہٹ سنائی دی۔

"تو پھر تڑپ۔ ساری زندگی۔ بھابھی کی ایک نظر کو ترس۔ اس کی آواز، اس کے یقین، اس کے پیار کے لیے جل۔"

"اور یہی تیری سزا ہو گی... خاموش، مگر ہر پل جیتے جی مرنے والی سزا۔"

رمیز کے ہونٹ لرزے، اس نے آہستہ سے کہا۔

میں سب کچھ سچ بتاؤں گا۔

"چاہے اس کے قدموں تلے میری عزت چلی جائے، مگر اب میں جھوٹ کے سائے میں نہیں جی سکتا۔ نہ اس کے سامنے، نہ اللہ کے۔"

سعد کی آنکھوں میں ہلکی نمی آئی، مگر وہ چھپا گیا۔ رمیز اٹھا، کندھے سیدھے کیے، کمرے میں روشنی پوری طرح پھیل چکی تھی، مگر رمیز کے چہرے پر جو اندھیرا تھا، وہ اب مٹنے لگا تھا۔

جیسے اس نے فیصلہ کر لیا ہو کہ اب وہ روشنی کی طرف چلے گا، چاہے وہ روشنی اسے جلا ہی کیوں نہ دے

سعد نے رمیز کو زور سے گلے لگایا۔

تم نے کیوں کیا ایسا رمیز؟؟

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تمہیں زندگی میں پہلی دفعہ اگر اپنی محبت مل رہی تھی تو کیوں تم نے یہ سب کیا؟؟"

مجھے نہیں پتہ بھابھی تمہیں معاف کریں گی یا نہیں۔ لیکن اگر انہوں نے تمہیں معاف نہ کیا تو؟؟؟؟ سعد نے رمیز کو زور سے اپنے سینے سے لگایا ہوا تھا۔

پتہ نہیں؟؟ رمیز نے اپنی ہتھیلی سے آنسو صاف کیے۔

میں دعا کرونگا، کہ تمہاری محبت تمہیں مل جائے رمیز۔ تم اس اندھیری دنیا سے نکل کر اب اچھے سے زندگی گزارو۔

(*****)

سرمد کے کیبن میں ہمیشہ کی طرح نظم وضبط چھایا ہوا تھا۔ میز پر فائلوں کا ایک ڈھیر، سامنے لیپ ٹاپ کی سکرین پر رپورٹیں، اور سرمد کی آنکھوں میں وہی خاموش گہری سنجیدگی۔ وہ کرسی پر بیٹھا دھیان سے کچھ فائلز دیکھ رہا تھا، انگلیوں میں پین گھماتا ہوا، جیسے ہر لفظ، ہر حساب کے پیچھے چھپی غلطی کو تلاش کر رہا ہو۔

اسی وقت دروازہ آہستہ سے کھلا۔

رابیل اندر آئی، ویلوٹ کا بلیک لانگ فراک پہنے ساتھ لیدر کی جیکٹ پہنی ہوئی تھی۔ وہ ایک لمحے کو دروازے پر رکی، پھر دھیرے سے بولی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سر!!

سرمد نے نظریں فائل سے نہیں اٹھائیں۔بس ہلکے سے ہاتھ کے اشارے سے اسے بیٹھنے کو کہا۔کمرے میں چند لمحوں کے لیے خاموشی رہی۔

رابیل آہستہ سے بولی، لہجے میں نرمی اور شرمندگی تھی۔"سر، باقی کے جو آرڈرز ہیں... میں چاہتی ہوں کہ انہیں اپنی پوری لگن سے مکمل کروں۔اب کی بار آپ کو مجھ سے کوئی شکایت نہیں ہو گی۔"

"میں وعدہ کرتی ہوں، آپ جیسے کہیں گے ویسا ہی کروں گی۔بس ایک بار میری نئی پینٹنگز دیکھ لیں۔"

سرمد نے آہستہ سے نظریں اٹھائیں۔کچھ لمحے تک وہ اسے دیکھتا رہا۔سردی سے اُس کی ناک سرخ ہو رہی تھی وہ اس سرخ ناک کے ساتھ معصوم شکل بنائے سرمد سے بات کر رہی تھی۔

"بھروسہ؟"سرمد نے جان بوجھ کر مصنوعی غصے والا چہرہ بنایا۔

"کیسے کروں؟!"اُس نے کندھے اچکا کر رابیل کو غور سے دیکھا، وہ اُس کے چہرے کو دیکھ رہا تھا جو سردی کی وجہ سے سرخ ہوا تھا لیکن پرکشش لگ رہا تھا،

"چلیں مان لیتے ہیں کہ میں نے آپ پر بھروسہ کر لیا۔ س" رمد نے اُس سے نظر نہیں ہٹائی،

"تو کیا آپ اس بات کی ضمانت دیتی ہیں کہ وہ بھروسہ ٹوٹنے نہیں دیں گی؟"

رابیل کے چہرے پر شرمندگی کے ساتھ سنجیدگی اتر آئی۔

"سر، میں آپ کو مکمل یقین دلاتی ہوں۔ میں اب ایسا کچھ نہیں کروں گی جس سے آرٹ ہاؤس کو نقصان ہو۔"

سرمد نے کرسی پر ٹیک لگاتے ہوئے ہاتھ سینے سے باندھ لیے، رابیل آج پہلی بار اُس کے سامنے بہت معصومیت سے بولہ رہی تھی نہیں تو ہمیشہ ہر وقت اُسے الٹے جواب دیتی رہتی تھی اور نہ سیدھے منہ بات کرتی تھی۔

"اور آپ مجھے یقین کیسے دلائیں گی؟" سرمد نے ٹیک ہٹائی، کہنی ٹیبل پر رکھی اور ہاتھ کو مٹھی کی شکل میں کر کے تھوڑی کے نیچے رکھا۔

رابیل نے ایک لمحہ سوچا، پھر بولی۔

"سر، آپ چاہیں تو مجھ سے زیادہ کام کروالیں۔ سزا کے طور پر مجھے اوور ٹائم دیں۔ میں مان لوں گی۔" وہ معصومیت سے بولتی جا رہی تھی۔

سرمد کے لبوں پر ایک ہلکی سی دبی مسکراہٹ آئی، مگر اس نے کنٹرول کی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اور ان سب سے میرا کیا فائدہ؟"

رابیل نے الجھ کر اسے دیکھا۔ فائدہ... وہ کچھ لمحے سوچنے لگی اور پھر بولی،

"فائدے کا تو پتہ نہیں، لیکن ایک بار مجھ پر یقین کر کے تو دیکھیں۔ میں آپ کا یقین کبھی نہیں توڑوں گی۔"

سرمد مسلسل ٹکٹکی باندھ کر اُسے دیکھ رہا تھا۔

"کبھی نہیں؟" سرمد نے دہرایا

رابیل نے فوراً کہا۔

جی سر، کبھی نہیں۔ کمرے میں خاموشی اتر آئی۔ کچھ لمحے بعد سرمد نے پاس پڑی فائل بند کی، اور سنجیدگی سے بولا۔

"چلیں ٹھیک ہے۔ میں آپ کے کہنے پر آپ پر بھروسہ کرتا ہوں۔ لیکن اگر مجھے دوبارہ شکایت ملی تو... اس کی سزا آپ خود طے کریں گی۔ سرمد نے نظر ہٹا کر موبائل کی سکرین پر دیکھا جہاں کوئی نوٹیفیکشن نے اُس کا دھیان بھٹکایا تھا۔"

رابیل نے کچھ دیر سوچا، پھر ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"سزا کے بدلے... آپ مجھے کہیں کہ میں پورے اسٹاف کے لیے اپنے ہاتھ سے کھانا بنا کر کھلاؤں۔"

سرمد نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"آپ کو معلوم ہے کہ یہاں کتنے لوگ کام کرتے ہیں؟"

رابیل نے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں سر۔"

پانچ سو۔ سرمد بولا

"پانچ سو لوگ اس ہاؤس میں کام کرتے ہیں۔ تو آپ اتنا کھانا اکیلی بنالیں گی؟"

رابیل نے لمحہ بھر کے لیے حیرت سے آنکھیں پھیلائیں۔

پانچ سو؟؟؟ پھر مسکراتے ہوئے بولی۔

"جی سر، بنالوں گی۔"

سرمد کے لبوں پر دھیما سا قہقہہ آیا۔

"اتنا ظالم تو میں بھی نہیں ہوں کہ آپ کو اتنی بڑی سزا دوں۔ سرمد کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ابھی آپ کام کریں، سزا کا بعد میں سوچیں گے۔ سرمد نے جیسے بات ہی ختم کر دی۔"

پکا سر؟ رابیل نے ہلکی شوخی سے پوچھا۔

"پکا۔اب جائیں، اور کام کریں۔"

رابیل نے خوشی سے سر ہلایا، جلدی میں کرسی سے اٹھی، مگر جاتے ہوئے دروازے کے کنارے سے اس کا سر زور سے لگا۔

آہ۔۔۔

سرمد کے چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔ وہ آہستہ سے بولا۔ کچھ بھی ہو جائے، آپ کلمزی ہی رہیں گی۔

رابیل شرمندہ سی مسکراہٹ کے ساتھ دروازہ تھامے بولی۔ سر، بس جلدی میں تھی۔

سرمد نے فائل دوبارہ اٹھاتے ہوئے کہا۔ جلدی نہیں، جذبہ زیادہ لگ رہا تھا۔

"جائیں، کام کریں، شاید اب واقعی بھروسے کی ایک لکیر بننے لگی ہے۔"

رابیل کے لبوں پر مسکراہٹ آئی۔ وہ دھیرے سے باہر چلی گئی۔ سرمد نے اسے جاتے دیکھا، پھر کھڑکی کے پار روشنی پر نظر ڈالی

(*****)

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رابیل اپنے کینوس کے سامنے کھڑی تھی۔ہاتھوں میں برش، چہرے پر سنجیدگی،اور آنکھوں میں وہ بوجھ جو کئی دنوں سے اس کے دل پر رکھا تھا۔فون ایک بار پھر کانپتی روشنی کے ساتھ بجنے لگا۔اسکرین پر لکھا تھا رمیز کالنگ۔نہ جانے کب سے رمیز کال کر رہا تھا، لیکن سائلینٹ پر ہونے کی وجہ سے رابیل کو پتہ نہیں چلا تھا، وہ تو اچانک اُس کی نظر چمکتی ہوئی موبایل سکرین پر پڑی تو اُسے پتہ چلا،

وہ ایک لمحے کے لیے رکی، پھر آہستہ سے فون کان سے لگایا۔رمیز میں مصروف ہوں، بعد میں بات کرتی ہوں... پلیز۔رابیل نے بغیر کوئی تمہید باندھے اُس سے معذرت کی تھی، کیونکہ اس وقت وہ واقعی ہی بہت مصروف تھی۔رابیل کے الفاظ تھکے ہوئے تھے، جیسے دل نے کہنے سے پہلے کئی بار سوچا ہو۔

فون بند کر کے وہ دوبارہ کینوس کی طرف متوجہ ہو گئی، مگر ہاتھ کی حرکتوں میں اب تھوڑی لرزش تھی۔

دوسری طرف، شیشے کے پار اپنے کیبن میں سرمد فائلز کے ڈھیر میں الجھا ہوا بیٹھا تھا، مگر نظریں بار بار سامنے والے شیشے سے رابیل پر جا ٹھہرتی تھیں۔وہ اسے کام میں ڈوبا دیکھتا، پھر فائل بند کر کے صائم کو بلاتا ہے۔

صائم کے آنے پر سرمد دھیمے لہجے میں بولا

ہر ایک گھنٹے بعد رابیل کے پاس کچھ نہ کچھ کھانے کو بھجواتے رہنا۔فروٹ، کپ کیک، کچھ بھی۔بس پوچھنا نہیں، دینا ہے خاموشی سے۔

صائم نے الجھ کر سرمد کو پوچھا، وہ سرمد سے یہ پوچھنے کی غلطی تو کر نہیں سکتا تھا کہ کیوں؟؟اس لیے اُس نے تھوڑی دیر سوچنے کے بعد پوچھا،

سر اگر انہوں نے منع کر دیا تو؟

سرمد نے ہلکی سنجیدگی کے ساتھ جواب دیا

"کہنا۔۔۔آرٹسٹ بھوکا ہو تو پینٹنگ خراب ہو جاتی ہے۔"

صائم نے اثبات میں سر ہلایا اور چلا گیا۔

کچھ دیر بعد وہ رابیل کے پاس آیا، ایک ٹرے میں سینڈوچ اور فریش جوس رکھ کر اُس کے سامنے پڑے ٹیبل پر رکھ دیا، حالانکہ یہ کام صائم کا نہیں تھا یہ کام آرٹ ہاوس کے کک کو یہ کسی ہیلپر کو کرنا چاہیے، لیکن سرمد ایسا نہیں چاہتا تھا اس لیے صائم کے ذریعہ وہ یہ سب کروا رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

رابیل نے برش روکا، حیرت سے صائم کو دیکھا جو ہاتھ میں ٹرے پکڑے ٹیبل کی طرف بڑھ رہا تھا۔

یہ کس نے بھجوایا؟ رابیل نے ایک نظر صائم پر اور نظر اُسکے ہاتھ میں پکڑی ٹرے پر ڈالی جو وہ میز پر رکھ چکا تھا۔

صائم نے مسکرا کر بس اتنا کہا

"آرٹسٹ بھوکا ہو تو پینٹنگ خراب ہو جاتی ہے۔"

رابیل خاموش رہی، مگر اس کے ہونٹوں کے کنارے ہلکے سے مسکرائے تھے۔ صائم کی اس بے تکی بات پر۔

اس نے برش پھر اٹھا لیا، مگر اب ہاتھوں کی رفتار پہلے سے زیادہ تیز تھی۔

ایک گھنٹے بعد صائم پھر آیا۔ اس بار اس کے ہاتھ میں ڈرائی فروٹس اور ایک چھوٹا سا نوٹ تھا۔

نوٹ پر لکھا تھا"، **دماغی کام کے لیے دماغی خوراک لازمی ہے۔"**

رابیل نے کاغذ کو دیر تک دیکھا۔ نہ چاہتے ہوئے بھی اس کے ذہن میں سرمد کا خیال آیا کہ کہیں وہ یہ سب تو نہیں کر رہے۔ پھر آہستہ سے رابیل نے نگاہ اٹھا کر شیشے کے پار سرمد کے

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کیبن کی طرف دیکھی۔ سرمد ویسا ہی مصروف، ویسا ہی سنجیدہ لگ رہا تھا۔ جیسے اسے خبر ہی نہ ہو کہ اس کی چھوٹی سی فکر نے کسی کے دن کا وزن ہلکا کر دیا ہو

رابیل کے لبوں پر ایک خاموش، مگر شکر گزار سی مسکراہٹ آئی۔ پھر وقت گزرتا گیا۔

رابیل لگن سے کام کرتی رہی۔ ایک کے بعد دوسری تیسری پینٹنگ بناتی رہی۔ دوپہر ایک بجے صائم ایک کپ کیک کے ساتھ آیا، ساتھ ایک اور نوٹ بھی تھا۔

"کبھی کبھی میٹھا اندر کی تلخی مٹا دیتا ہے۔"

رابیل نے نوٹ کو آہستہ سے پڑھا، پھر مسکرا کر کپ کیک کا پہلا ٹکڑا اٹھایا۔ میٹھا واقعی دل کے اندر کچھ نرم سا کر گیا۔ اُس نے پینٹنگ کے ساتھ ساتھ کپ کیک کو کھانا شروع کیا، وہ پھر سے اپنے کام کی طرف متوجہ ہوئی۔

چار بجے کے قریب صائم ایک چاکلیٹ بار کے ساتھ آیا، اور ایک آخری نوٹ رکھ گیا۔

محنت ضرور کرو، لیکن خود کو بھولو مت۔

رابیل نے اس بار برش رکھ دیا۔ کرسی پر بیٹھ کر چاکلیٹ کو دیکھا، پھر ایک گہری سانس لی۔ آنکھوں میں تھکن کے ساتھ ایک اطمینان تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کچھ دیر خاموش بیٹھنے کے بعد وہ ادھر اُدھر ٹہلنے لگی جیسے اگلی پینٹنگ سے پہلے اپنے آپ کو تھوڑا سکون دے رہی ہو۔ تھوڑی دیر ٹہلنے کے بعد وہ پھر سے پینٹنگ کرنے لگی، اب کی بار اس نے ایک دفعہ بھی نگاہ پینٹنگ سے نہیں ہٹائی وہ پوری توجہ پینٹنگ پر مرکوز کیے ہوئی تھی۔

کچھ لمحوں کے لیے اس نے کینوس سے نظریں ہٹا کر باہر شام کی روشنی دیکھی، جو اب مدھم پڑنے لگی تھی۔ وقت جیسے رنگوں کے ساتھ بہتا گیا۔ آٹھ بج چکے تھے۔

پوری بلڈنگ سنسان ہو چکی تھی، لائٹس مدھم، صرف اسٹوڈیو کے ایک کونے میں رابیل موجود تھی۔ کینوس پر آخری اسٹروک لگاتے ہوئے اس نے پیچھے ہٹ کر پینٹنگ کو دیکھا۔ چہرے پر تھکن، مگر آنکھوں میں سکون تھا۔ وقت کتنی جلدی اور کیسے گزرا اسے کچھ خبر نہ ہوئی کیونکہ وہ آج کافی مصروف تھی۔

اسی وقت سرمد اپنے کیبن کا دروازہ بند کرتے ہوئے باہر نکلا۔ قدم روکے، اس نے رابیل کو دیکھا۔ وہ اب بھی اپنے کینوس کے پاس کھڑی تھی۔ وہ آہستہ آہستہ اس کے قریب آیا۔ آواز نرم تھی، مگر لہجے میں وہی وقار تھا۔

"رات ہو گئی ہے۔ سب لوگ جا چکے ہیں۔ آپ ابھی تک یہاں ہیں؟" سرمد کو معلوم تھا کہ وہ نہیں گئی لیکن اس کے سامنے وہ انجان بنتے ہوئے حیرت سے پوچھ رہا تھا، جیسے وہ یہ شو کروانا چاہتا ہو کہ وہ بھی اپنے کام میں بہت مصروف تھا۔

رابیل نے کینوس سے نظریں ہٹائیں۔ سرمد کو دیکھا جو اُسے ہی دیکھ رہا تھا۔

پینٹنگ ابھی مکمل ہوئی۔ اب جا ہی رہی ہوں۔ رابیل نے برش کو سائیڈ پر رکھتے ہوئے سکون سے جواب دیا۔

سرمد نے گھڑی دیکھی۔

"ڈرائیور آ گیا ہے؟" سرمد کے لہجے میں فکر صاف نظر آ رہی تھی۔

ابھی کال کی ہے۔ تھوڑی دیر تک آ جائے گا۔ رابیل ان سب سے انجان بیگ میں چیزیں رکھتے ہوئے بولی

"چلیں، میں چھوڑ دیتا ہوں۔" سرمد نے اپنی ٹائی ڈھیلی کرتے ہوئے اُسے نرم لہجے میں آفر کی۔

نہیں سر، میں چلی جاؤں گی۔ رابیل ابھی بھی اپنی چیزیں بیگ میں ڈال رہی تھی۔

سرمد نے ایک قدم آگے بڑھاتے ہوئے تھوڑے رعب سے کہا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میرے ساتھ نہیں جانا چاہتیں تو صائم کو کہہ دیتا ہوں کہ وہ چھوڑ دے۔"

"سب جا چکے ہیں۔" سرمد نے اس پر تھوڑا زور دے کر کہا،

"آپ کا ڈرائیور پتہ نہیں کب آئے، اس لیے بہتر ہے آپ اکیلی نہ رہیں۔"

رابیل نے لمحے بھر کو اس کے چہرے کی طرف دیکھا۔

اس کی آنکھوں میں احتیاط اور فکر نمایاں تھی۔

رابیل تھوڑا سوچنے کے بعد سرمد کے ساتھ چلنے پر آمادہ ہو گئی۔

اس نے ہلکی سے سر رضامندی کے لیے ہلایا۔ رابیل نے اپنا بیگ ٹیبل سے اٹھایا موبائل ہاتھ میں پکڑا اور سرمد کے پیچھے پیچھے چلنے لگی۔

وہ دونوں آہستہ آہستہ بلڈنگ سے باہر نکلنے لگے۔ پارکنگ ایریا سے ڈرائیور نے گاڑی نکال کر آرٹ ہاوس کے اینٹرس پر آکر روکی، دروازہ کھولا، پہلے رابیل بیٹھی پھر سرمد دوسری طرف سے آکر خود گاڑی میں بیٹھ گیا۔ سرمد نے اپنا کورٹ گاڑی کی پچھلی سیٹ پر رکھا اور گاڑی چلانا شروع کر دی۔

گاڑی دھند میں دھیرے دھیرے آگے بڑھ رہی تھی۔ باہر کی دنیا مدھم سی لگ رہی تھی، لائٹس کے ارد گرد دھند کی ہلکی ہالہ بنی ہوئی تھی۔ اندر کی فضاء خاموش مگر بھاری تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رابیل ساتھ والی سیٹ پر بیٹھے ہاتھ اپنی گود میں جمع کیے ہوئے، نظریں کھڑکی سے باہر دھند میں کھوئی ہوئی تھیں۔ سرمد ڈرائیونگ سیٹ پر، چہرہ سخت اور سنجیدہ، سڑک پر نظریں جمائے ہوئے تھا۔

رابیل نے آہستہ سے بات کا آغاز کیا، سرمد کی نرمی دیکھ کر اُس میں یہ ہمت آئی تھی بات کرنے کی۔ ورنہ وہ اُس کے سامنے ایسی کوئی بات نہیں کرتی تھی۔

"یہ زندگی بھی عجیب ہے نہ؟ کبھی سادگی ہوتی ہے، کبھی الجھنیں۔" رابیل باہر دیکھتے ہوئے آہستہ سے بولی،

سرمد نے ایک نظر رابیل کو دیکھا جو باہر دیکھ رہی تھی، سرمد نے اُس نے نظریں ہٹا کر پھر جواب دیا،

"زندگی ایسی ہی ہوتی ہے۔ جو دکھتی ہے، وہی کبھی کبھی سچ نہیں ہوتا۔"

رابیل کی آنکھوں میں اداسی اور سوچ کا ملا جلا رنگ تھا۔ وہ سامنے دیکھ رہی تھی، جہاں کچھ غبارے والے چھوٹے بچے دھند میں ادھر سے اُدھر چکر لگا رہے تھے۔ ٹریفک بہت تھی اس لیے اُن کے غبارے اور ان کا ہلکا سا عکس رابیل کو نظر آیا تھا۔ رابیل نے اُن بچوں کا دور تک آنکھوں سے پیچھا کیا، اور چند ہی لمحے میں گاڑی آگے نکل گئی اور وہ بچے پیچھے رہ گئے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کبھی کبھی میں سوچتی ہوں، لوگ کتنا کچھ برداشت کرتے ہیں۔اس دنیا میں جینے کے لیے کتنا کچھ کرتے ہیں۔اپنے کمفرٹ زون سے نکلے ہیں، اپنی خواہشات کو مار دیتے ہیں صرف اس ایک زندگی کو گزارنے کے لیے۔رابیل اپنی ہی سوچوں میں کھوئی ہوئی بات کر رہی تھی۔پھر وہ ایک لمحہ رک کر بولی۔"

"کیا کبھی کوئی آسانی بھی آئے گی؟ کیا کبھی سب ایک دم ٹھیک ہو جائے گا، جینے کے لیے کوئی جبر نہیں خود پر کرنا پڑے گا، کیا زندگی کو ہم پر رحم آئے گا؟؟؟"

سرمد کی آواز مدھم، لیکن پختہ لہجے میں رابیل کی بات کا جواب دیا،

"کبھی کسی چیز میں آسانی نہیں آتی۔محنت کرنی پڑتی ہے۔اپنا آپ مارنا پڑتا ہے۔کندن سے سونا بننے کا سفر آسان نہیں ہوتا۔اور ایک عام انسان سے بہترین انسان بننے کا سفر بھی آسان نہیں ہوتا۔خود کو روز نہ جانے کتنی تکلیفوں سے گزارنا پڑتا ہے، خود کو خود ہی موٹیویٹ کرنا پڑتا ہے، سب کچھ انسان کو خود ہی کرنا پڑتا ہے۔تب جا کر زندگی میں کہیں سکون آتا ہے، آسانی ملتی ہے۔جب تک ہم خود کو تراشیں گے نہیں ہم نکھریں گے بھی نہیں۔"

"زندگی کو ہم پر کیوں رحم آئے گا؟ یہ سب ہم نے خود فیصلہ کرنا ہوتا ہے کہ ہم کیسی زندگی چاہتے ہیں۔اگر ہم زندگی میں کچھ بننا ہی نہیں چاہتے کچھ کرنا ہی نہیں چاہتے تو پھر ہمیں ہر

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

دن ایک جیسا ہی لگتا ہے۔ہر دن میں ہمیں کوئی تبدیلی نظر نہیں آتی۔لیکن جب ہم سوچتے ہیں کہ ہم نے اپنے لیے کچھ کرنا ہے اپنی زندگی بہتر بنانی ہے تو پھر آہستہ آہستہ ہم اس روٹین میں ڈھلتے جاتے ہیں جو ہمیں ہمارے خوابوں تک لے کر جاتی ہے۔اور پھر ایک دن ہمیں اس خوشی سے سرخرو ہونا پڑتا ہے کہ ہم نے کر دکھایا۔"

سرمد بہت سکون سے بات کر رہا تھا۔اس کی بات رابیل کے دل، پر اتر رہی تھی۔رابیل نے آہستہ سے سرمد کی طرف دیکھا،ایک لمحے کے لیے رک گئی اور پھر بولی،

سر،آپ کبھی تھکتے نہیں؟روز کی روٹین اور اتنے سٹریس سے.؟؟

سرمد نے ہلکی سی سانس لی، سڑک پر نظریں جمائے ہوئے کہا،

"تھکن سب کو ہوتی ہے، مگر کام کو ایمانداری سے ختم بھی کرنا ہوتا ہے۔اگر میں تھکن دیکھوں گا تو میرے خواب پورے نہیں ہونگے۔کچھ پانے کے لیے کچھ کھونا بہت چھوٹا لفظ ہے۔کچھ پانے کے لیے بہت سی چیزوں کی قربانی دینی پڑتی ہے اور اپنے خوابوں کو حقیقت کی شکل میں دیکھنے کے لیے تو اپنا آپ بھی کئی دفعہ مارنا پڑتا ہے۔سب کچھ آسانی سے نہیں ملتا۔اور جن کو سب آسانی سے مل جائے وہ قدر نہیں کرتے۔اور بغیر قدر کی ہر چیز بے مول ہوتی ہے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اور بے مول چیزیں کسے چاہیے ہوتی ہیں زندگی میں؟؟"

"انمول بننے کے لیے بے مول سے نکلنا پڑتا ہے۔خود کو کبھی بھی اتنا بے مول نہیں کرنا چاہیے کہ آپ اپنی نظروں میں ہی سر نہ اٹھا سکیں۔"

رابیل نے ایک نظر سرمد کو دیکھا،اس کی باتوں میں گہرائی تھی،رابیل کو آج پتہ چل رہا تھا کہ یہ بزنس یہ نام سرمد نے آسانی سے تو نہیں حاصل کیا،اس کا لہجہ اس کی محنت اس کی باتیں سب بتا رہی تھی کہ وہ کتنا کچھ قربان کر کے یہاں تک آیا ہے۔

تھوڑی دیر کے لیے دونوں کے درمیان مکمل خاموشی چھا گئی تھی۔

گاڑی خاموشی کے ساتھ آگے بڑھتی رہی۔دھند کے بیچ دونوں کے درمیان بھی ایک سکون سا چھایا ہوا تھا،جو الفاظ کے بغیر بھی دلوں میں سمجھ بوجھ پیدا کر رہا تھا۔

کچھ دیر بعد،رابیل کا گھر آجاتا ہے،سرمد گاڑی رابیل کے گھر کے بلکل سامنے روکتا ہے۔رابیل گاڑی سے نکلنے سے پہلے سرمد کو دیکھتی ہے اور کہتی ہے۔

شکریہ سر۔

سرمد صرف ہلکا سا سر ہلاتا ہے، رابیل گاڑی سے اتر جاتی ہے۔ گاڑی سے باہر نکلتے ہی وہ دھند میں آہستہ آہستہ غائب ہو جاتی ہے، اور سرمد اپنی گاڑی کے ساتھ خاموشی سے راستے پر نکل جاتا ہے۔

(********)

دوپہر سے رات ہو گئی تھی رمیز رابیل سے بات کرنے کے لیے اسکی کال کا انتظار کر رہا تھا۔ سخت سردی میں وہ گھر کے باہر ایک سنسان سڑک پر تھا۔

رمیز گاڑی میں بیٹھا تھا، ہاتھ میں موبائل تھامے ہوئے، نظریں سڑک کے تاریک راستے پر جمائی ہوئی تھیں۔ سردی کی ہوا اس کی جلد میں اتر رہی تھی، کپڑوں کو گیلا کر رہی تھی اور جسم میں ایک بے آرامی پیدا کر رہی تھی۔ آنکھوں کے نیچے گہرے حلقے اس بات کی گواہی دے رہے تھے کہ نیند اسے کئی دنوں سے چھوڑ چکی تھی۔

موبائل کی سکرین پر رابیل کے نام کے ساتھ سو سے زائد کالز کی فہرست تھی، سب کالز اٹھائی نہیں گئی تھیں۔ رمیز اسے گھورتا رہا، مگر اب کال کرنے کی ہمت نہیں رہی تھی۔ دل کے اندر ایک درد تھا جو زبان پر نہیں آ رہا تھا، صرف دل کو جکڑ رہا تھا۔

رمیز اپنا سر سٹیرنگ پر رکھ کر آہستہ سے بولا

بس ایک بار میری بات سن لو۔۔۔میری کال کا جواب دے دو۔۔۔رابیل۔میں سب سچ بتانا چاہتا ہوں۔

کچھ دیر کے لیے خاموش ہوا، پھر گاڑی سے باہر نکلا۔دھند کی نمی نے اس کے کپڑے اور بالوں کو اور گیلا کر دیا تھا۔سردی کی کڑک اس کی ہڈیوں میں اتر رہی تھی، مگر وہ سڑک پر چلتا رہا۔ہاتھ جیکٹ کی جیبوں میں، قدم بھاری اور بے جان۔ہر قدم کے ساتھ دل مزید ٹوٹتا محسوس ہوتا۔خاموشی میں رمیز بولا

میں مزید دھوکا نہیں دے سکتا۔۔میرا سب سے بڑا جرم یہی ہے کہ میں نے سچ چھپایا،اب میں سب بتانا چاہتا ہوں۔۔

آنکھوں میں نمی، ہونٹ کانپ رہے تھے، ہاتھ بے اختیار لرز رہے تھے، مگر وہ رکا نہیں۔ سڑک کنارے ایک درخت کے پاس آکر جھک کر بیٹھ گیا۔آنکھیں بند کر کے خود کو سنبھالنے کی کوشش کرتا رہا، مگر ہر سانس کے ساتھ دل میں درد بھرتا جا رہا تھا۔وہ کافی دیر اُدھر بیٹھا رہا۔

کچھ دیر کے بعد رمیز دوبارہ گاڑی کے پاس آگیا۔تھکن ابھی بھی اس کے چہرے پر چھائی ہوئی تھی۔خاموشی کے ساتھ گاڑی میں بیٹھا، موبائل کی سکرین کو ایک بار اور گھورتا رہا، دل کی

دھڑکنیں شدید مگر بے صدا تھیں باہر دھند اور سردی کا عالم، اندر دل کی بے قراری، سب کچھ ایک لمحے میں اس کی پوری کیفیت بیان کر رہا تھا۔

وہ کتنی دیر ایک سکتے کی کیفیت میں تھا۔ گاڑی کے اندر بیٹھ کر اس نے گاڑی کی سیٹ سے ٹیک لگالی، وہ گھر جانے کا خیال ہی دماغ سے نکال چکا تھا اُسے یاد تھا تو بس رابیل کا چہرہ، اور اس سے بات کرنا، اس کے علاوہ وہ دنیا کی ہر چیز بھلائے بیٹھا تھا۔ وہ کتنی دیر گاڑی کی سیٹ سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند سوچتا رہا۔ نہ جانے کب اُس کی آنکھ لگ گئی اور وہ وہی سو گیا۔

صبح کی پہلی کرن دھند میں لپٹی ہوئی تھی اور گاڑی کے اندر سے رمیز کے تھکے ہوئے چہرے پر پڑ رہی تھی۔ وہ ساری رات سنسان سڑک پر گاڑی میں ہی بیٹھا رہا، اندھیرا اور خاموشی اس کے ارد گرد چھائی ہوئی تھی۔ روشنی سے رمیز کی آنکھ ایک دم کھلی، اس نے ارد گرد دیکھا پھر اپنا آپ دیکھا وہ خود کو گاڑی میں دیکھ کر رات کا منظر یاد کرنے لگا۔ کافی دیر تو وہ بے سدھ پڑا دیکھتا رہا،

پھر اُس نے اپنی تھکن کو دھکیلا، دل میں جمع بوجھ کے ساتھ خود کو سنبھالا، اور گاڑی چلانا شروع کی۔ وہ ابھی بھی گھر جانے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا تھا۔

رمیز نے گاڑی کو ایک ایسی جگہ روکا، جہاں اسے منہ ہاتھ دھونے کا پانی مل سکے۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ ایک ڈھابے کے باہر گاڑی کو روکتا ہے۔ گاڑی سے باہر نکلتے ہی وہ اندر گیا، سست ہاتھوں سے منہ اور ہاتھ دھو کر اپنی ساری تھکن اتارنا چاہی جو کہ ناممکن تھی۔ ٹھنڈ برف پانی اس کے اعصابوں کو بلکل سُن کر رہا تھا، وہ کوئی فائیو سٹار ہوٹل نہیں تھا جہاں گرم پانی کی سہولت ہوتی۔ رمیز نے جیسے بھی کر کے اُس ٹھنڈے پانی سے اپنا منہ ہاتھ دھویا۔ بالوں پر گیلا ہاتھ پھیرا اور وہاں سے نکل گیا۔ گاڑی میں بیٹھتے ہی اُس نے گاڑی کا رخ آہستہ آہستہ رابیل کے گھر کی طرف موڑنا شروع کیا،، مگر اندر سے ایک اضطراب اسے روکے جا رہا تھا۔

کہ کیا اتنی صبح جانا صحیح رہے گا؟

بی جان کیسے ری ایکٹ کریں گی۔ اور رابیل وہ کیا سوچیں گی؟؟

ان ساری سوچوں نے ایک بار پھر اس کے اعصابوں کو جکڑ لیا تھا۔

کچھ دیر کے لیے رمیز نے گاڑی کا رخ کسی اور طرف موڑ لیا، کیونکہ اتنی صبح جانا اُسے مناسب نہیں لگا، نہ جانے وہ کیسے ادھر اُدھر فضول میں گاڑی کو گھماتے ہوئے وقت گزار رہا تھا، اور جب دوپہر کے بارہ بجے وہ دوبارہ سے گاڑی کا رخ رابیل کے گھر کی طرف موڑ کر تیز سپیڈ سے گاڑی چلانا شروع کر گیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

گھر کے دروازے تک پہنچتے ہی وہ جلدی سے گاڑی سے نکلا،اپنی حالت درست کی اور دروازے پر دستک دی۔

اس وقت کوئی ملازم دروازے پر نہیں تھا۔اس لیے بی جان دروازہ کھولتی ہیں،دروازہ کھولتے ہی اُن کی نظر رمیز پر پڑی۔

رمیز کی حالت دیکھ کر ایک لمحے کے لیے بی جان وہیں رک گئیں۔

رمیز تم؟؟بی جان کو اُسے اس وقت وہاں دیکھ کر واقعی ہی حیران تھیں

رمیز نے رسمی سلام دعا کیا۔

اور اُسے اندر آنے کا کہا،

"بی جان،مجھے رابیل سے بات کرنی تھی۔" رمیز کی آواز تھکی ہوئی اور اداس لگ رہی تھی، چہرہ سنجیدہ مگر مشکل سے قابو پاتا ہوا۔

بی جان کو وہ بلکل بھی ٹھیک نہیں لگ رہا تھا۔

بی جان اسے اندر لے کر لاونج میں بیٹھنے کا کہتی ہیں،اور رابیل کو آواز دینے لگیں۔رابیل فریش ہو کر کمرے سے نیچے آئی، تھوڑی حیرت اور الجھن کے ساتھ لاونج میں دیکھنے لگی جہاں رمیز بیٹھا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

تم؟رابیل کو بھی اُسے یہاں دیکھ کر حیرت ہو رہی تھی۔اس سے زیادہ حیرت تو اس کا حلیہ دیکھ کر ہو رہی تھی جو صاف ظاہر کر رہا تھا کہ وہ ٹھیک نہیں ہے۔الجھے ہوئے بال،آنکھیں تھکی تھکی سی،اور چہرہ جو ہر وقت کھلا رہتا تھا آج مرجھایا ہوا تھا۔

"بات کرنی ہے مجھے؟"رمیز نے آہستہ سے کہا،

رابیل کو کل کی بات یاد آنے لگی جب رمیز اُسے کالز کر رہا تھا اور بزی ہونے کی وجہ سے وہ بات نہ کر سکی،

رابیل اُس کے سامنے والے صوفے پر آکر بیٹھ گئی اور بولی،

"ہاں،کل میں مصروف تھی اس لیے جواب نہ دے سکی۔رات کو گھر لیٹ آئی تھی اور پھر سو گئی۔"رابیل تفصیل سے سب بتانے لگی۔

بی جان رمیز کے اداس چہرے کو دیکھ رہیں تھیں۔رمیز نے بی جان کی طرف دیکھا اور ادب سے کہا،

"بی جان اگر آپ کو برا نہ لگے تو کیا رابیل میرے ساتھ کچھ دیر باہر چل سکتی ہے؟بات ضروری ہے۔"

باہر؟بی جان سوچ میں پڑتے ہوئے بولیں،

"روز روز اچھا نہیں لگتا، ابھی صرف بات پکی ہوئی ہے رمیز۔ نکاح ہوا ہوتا تو روز روز ملنا بھی ٹھیک تھا۔" بی جان اُس کے باہر جانے کا سن کر بہت پیار سے اُسے سمجھاتے ہوئے بولی، رابیل بس رمیز کو دیکھ رہی تھی جو کافی پریشان لگ رہا تھا۔

میں جانتا ہوں بی جان، بس ایک آخری دفعہ۔ رمیز کی اداس آنکھیں رابیل پر جم گئیں۔

آخری دفعہ ؟؟ اُس نے کیوں ایسا کہا اُسے نہیں پتہ۔ یقیناً جلدی سے اُس کے منہ سے نکل گیا تھا۔ کیونکہ وہ رابیل کے ساتھ ساری زندگی گزارنا چاہتا تھا پھر ایسے کیسے ممکن تھا وہ یہ کہتا کہ آخری دفعہ۔

بی جان نے ایک نظر رابیل کو دیکھا، جو خاموشی سے بیٹھی ہوئی تھی، اور پھر ایک نظر رمیز پر ڈالی، جو بلکل بھی ٹھیک نہیں لگ رہا تھا۔

"اچھا ٹھیک ہے، لیکن گھر جلدی آنا، شام ہونے سے پہلے۔ بی جان نے مسکرا کر رضامندی دی۔"

جی بی جان، رمیز اتنا کہہ کر اٹھ کھڑا ا

میں اپنا بیگ لے کر آتی ہوں۔ رابیل صوفے سے اٹھ کر کمرے کی طرف جانے لگی تھی کہ بولی،

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس کی ضرورت نہیں، جیسی ہو ویسے ہی ساتھ چلیں۔رمیز اپنی حالت کو درست کرتے ہوئے بولا

مگر؟؟رابیل کچھ بولنا چاہتی تھی لیکن رمیز نے اسرار کیا۔

رابیل خاموشی سے اس کے ساتھ چل پڑی،دل میں عجیب سی تشویش لیے۔

گاڑی میں بیٹھتے ہی وہ خاموشی سے گاڑی چلانے لگا۔

رمیز سے گاڑی بہت مشکل سے چل رہی تھی۔رمیز کا تھکا ہوا جسم، نیند کی کمی اور بھوک کی شدت نے اُسے جسمانی طور پر کمزور کر دیا تھا۔رابیل کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی۔،لب سلے ہوئے،ماتھے پر ہلکی سی الجھن۔رمیز کے چہرے پر کشمکش اور آنکھیں اندر کے طوفان سے بھیگی ہوئی تھیں۔

ابھی تھوڑی دیر ہی گھر سے نکلے ہوئی تھی جب رابیل نے خاموشی توڑی،۔اور ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ رمیز کی طرف دیکھا،

تم ٹھیک ہو؟

کبھی تم چپ نہیں رہتے،اور آج ایسے لگ رہا ہے جیسے تم ہو ہی نہیں، جیسے لفظوں نے تمہارا ساتھ چھوڑ دیا ہو۔رابیل نے اُس کی حالت دیکھ کر کہا،

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رمیز نے ایک نظر رابیل کو دیکھا اور پھر سامنے دیکھنے لگا،، کسی جواب کے بغیر۔

کیا ہوا ہے رمیز؟ کوئی بات ہے؟ رابیل کو اب پریشانی ہونے لگی تھی۔

رمیز نے مشکل سے سانس لیا،، ہاتھ اسٹیئرنگ پر مضبوطی سے جمائے، دل میں بے صبری اور درد کی لہر کے ساتھ گاڑی دھیرے دھیرے آگے بڑھاتا جا رہا تھا۔

آج مجھے کچھ ایسا بتانا ہے کہ جو میں کب سے خود میں دفن کیے ہوئے تھا۔

رابیل نے حیرانی سے رمیز کو دیکھا جو اُس کی بات کا بلکل بھی مطلب نہیں سمجھی تھی،

تھوڑی دیر بعد گاڑی ایک سنسان اور پر سکون جگہ پر رکی۔ وہاں نہ کسی کی آواز تھی نہ کسی کی ہلچل، صرف ہلکی سردی اور دھندلی روشنی ہر طرف پھیلی ہوئی تھی۔ رمیز گاڑی سے نیچے اترا، رابیل کی طرف آیا۔ اُس کی سائیڈ کا دروازہ کھولا اور رابیل کو باہر آنے کا اشارہ کیا۔

باہر آجائیں۔ رمیز نے نرمی سے کہا،

رابیل دھیرے قدموں سے گاڑی سے اترتی،، ہلکی سردی سے کپکپاتی ہوئی، اور رمیز کی حالت دیکھ کر دل میں ایک عجیب سی بے چینی محسوس کر رہی تھی۔

رمیز نے ایک گہرا سانس لیا، سرد ہوا میں اپنی سانسوں کو محسوس کر رہا تھا، اور پھر ٹوٹے ہوئے لفظوں سے اس نے رابیل کو پکارا،

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

دلربا!!

"ایک کہانی سناؤں۔رمیز بہت مشکل سے خود کو سنبھال رہا تھا۔اسے کچھ سمجھ نہیں آئی کہ وہ کیا بولے بات کا آغاز کہاں سے کرے،اُسے بس آج ہر حال میں اپنے دل کا بوجھ اتارنا تھا۔"

تم یہاں مجھے کہانی سنانے کے لیے لائے ہو؟رابیل کو جیسے اُس کی یہ بات سن کر غصہ آیا۔

رمیز تھوڑی دیر خاموش رہا،،پھر دھیرے سے بولا۔

"میں ہمت جمع کر رہا ہوں،سچ بتانے کے لیے۔مجھے کہیں سے تو شروع کرنا ہوگا،اس لیے میں باتوں کا سہارا لے رہا ہوں۔"

نہیں۔۔۔میں کچھ بتانے کے لیے آیا ہوں۔۔لیکن اس سے پہلے کہانی سنانا ضروری ہے۔

اگر کہانی اچھی نہ ہوئی تو میں نہیں سنوں گی۔رابیل ان سب سے انجان تھی کہ وہ کونسی کہانی اور کیا بات کر رہا ہے۔اس لے وہ بے اختیار بولی۔

رمیز نے ایک لمبا سانس لیا،خود کو درست کیا،اور سامنے گھنے درخت کے پاس گیا،اور ٹیک لگا کر بولنا شروع کیا،وہ درخت سے سہارا لینے گیا تھا۔

رابیل اپنی جگہ پر ہی کھڑی تھی۔وہاں بینچ ضرور تھا لیکن وہ تھوڑے فاصلے پر تھا،ارد گرد بہت کم گھر تھے۔صرف ویران کھیت اور درخت ہی تھے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جب کوئی بچہ آنکھ کھولتے ہی جھوٹ، فریب اور گناہ دیکھے،".''

" "جب اس کے کانوں میں گالیوں کا شور ہو،

"جب معصوم ہاتھوں میں کتاب نہ ہو بلکہ بندوق ہو،"

تو کیا وہ اچھا بنے گا؟ رمیز رابیل کی طرف دیکھ کر بولا، رابیل جو ابھی تک اُسکی بات کو سمجھ نہیں پارہی تھی وہ خود کو سہارا دیتے ہوئے بینچ تک لے کر گئی اور بینچ پر بیٹھ گئی۔

"تم کیا بول رہے ہو؟ رمیز؟؟ رابیل الجھتے ہوئے بولی،"

مجھے تمہاری کسی بات کی کوئی سمجھ نہیں آرہی۔

"ایسا بچہ جس نے بچپن سکول کی بجائے مار پیٹ میں گزارا ہو۔۔ جہاں ہر موڑ پر ایک نیا گناہ انتظار کر رہا ہو۔۔ جہاں کوئی اسکا ہاتھ پکڑ کر اسکو غلط راستوں پر لے جائے۔ تو وہ کیا سیکھے گا؟؟"

رمیز نے درخت سے ٹیک چھوڑی اور آہستہ آہستہ اپنا قدم رابیل کی طرف بڑھاتا چلا گیا،

رمیز جو بات ہے کھل کر کرو مجھے یوں پہلیاں نہ بجھواؤ، رابیل اب سچ میں پریشان ہو رہی تھی۔

رمیز رابیل کے بلکل پاس آیا، اس کی طرف دیکھ کر بولنے لگا،

"کوئی شخص برائی لے کر پیدا نہیں ہوتا، نہ ہی ماں کے پیٹ سے جرم سیکھ کر آتا ہے۔

چھوٹے بچے تو سب معصوم ہوتے ہیں۔"

"گناہ، جرم یہ سب تو وقت کے زخم ہوتے ہیں جو ہم پر وقت اور حالات تھوپ دیتے ہیں جو انسان کے دل پر لگتے لگتے پھر ایک دن عادت بن جاتے ہیں۔"

کوئی چور پیدا نہیں ہوتا، ضرورت اُسے چور بناتی ہے۔

"کوئی قاتل نہیں بنتا۔ ظلم اُس کے اندر کا سکون مار دیتا ہے۔"

"یہ دنیا، یہ معاشرہ یہ ہمیں سیکھاتا ہے کہ زندہ رہنے کے لیے کیا کرنا ہے۔"

"اور ماں باپ کی پرورش جب اچھائی کے سارے دروازے بند کر دیں تو انسان پھر وہی رستہ چنتا ہے جو کھلا رہ جاتا ہے۔ یا جو جان بوجھ کر کھول دیا جاتا ہے، چاہے پھر وہ راستہ اندھیرے والا ہی کیوں نہ ہو۔"

وہ رکتا ہے، رابیل کے قدموں میں بیٹھ جاتا ہے۔

"میرے ہاتھوں میں جب کھلونے ہونے چاہیے تھے۔ تب میرے باپ نے میرے سامنے دو چیزیں رکھ دی تھیں، ایک طرف نوٹوں کا انبار، اور دوسری طرف بندوق۔ اس نے کہا فیصلہ کرو، تمہیں دنیا میں کونسا ہتھیار چاہیے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں تو کھلونے ڈھونڈ رہا تھا۔ میں کسی چیز کو ہاتھ نہیں لگا رہا تھا کیونکہ مجھے تو کھلونے چاہیے تھے۔

میرے باپ نے پھر ایک دفعہ کہا کہ ان میں سے کوئی ایک چیز اٹھالو۔"

میں پہلے اپنے باپ کو دیکھتا رہا، میں جو چار سال کا تھا، کیا سمجھتا کہ دولت اور بندوق میں کیا فرق ہوتا ہے۔

"میں نے ایک نظر باپ کی طرف دیکھی جو بڑی امید سے میرے جواب کا منتظر تھا۔ میں نے خوشی سے دونوں اٹھا لیے، اور شاید اسی دن میری معصومیت دفن ہو گئی تھی۔"

اُس دن میرے باپ نے مجھے اتنی شدت سے گلے لگایا جیسے پتہ نہیں میں نے کونسا نیک کام کر دیا ہے۔ میں اپنے باپ کا مسکراتا چہرہ دیکھ کر کھل اٹھا مجھے لگا یہ سب اچھا ہے۔

تب سے میرے ہاتھوں نے لینا سیکھا، چھیننا سیکھا، مارنا، جھکانا اور دبانا سیکھا۔

"میری تربیت نے مجھے سکھایا کہ رحم کمزوری ہے اور غلطی طاقت۔ لوگ مجھے ولن کہتے ہیں، پر کوئی نہیں سمجھ پایا کہ ہر گناہ کے پیچھے ایک چیختا ہوا بچپن تھا، ہر جرم کے پیچھے ایک ادھوری تربیت تھی۔"

"مجھے سکھایا گیا کہ سچ بے وقوفوں کا ہتھیار ہے، اور جھوٹ عقل مندوں کا ہتھیار۔"

"لوگوں کو مہرہ بناؤ، دل نہیں، دماغ کا استعمال کرو۔اور جہاں دل جیتنا ہو، وہاں دھوکہ دو، کیونکہ دنیا عزت سے نہیں، چالاکی سے جیتی جاتی ہے۔"

رابیل بینچ سے اٹھ کھڑی ہوئی،، تم مجھے صاف صاف بتاؤ، تم کہنا کیا چاہتے ہو،

رمیز چند لمحے کے لیے خاموش رہا، سرد ہوا میں اس کی سانسیں بھاری ہو رہی تھی، آنکھوں میں درد، دل میں بوجھ، اور پھر آہستہ سے بولا،

، میں آپکو اپنا سچ بتانا چاہتا ہوں، سب کچھ جو میں نے خود میں دفن کر رکھا تھا۔

میں نے زندگی ایسے جانی جیسے جنگ ہو۔جیتنے کے لیے کچھ بھی کرو، چاہے کسی کا بھروسہ توڑنا پڑے یا کسی کا دل۔

چند لمحے خاموشی چھا گئی۔ہوا میں سسکیاں گونجتی رہی۔۔

اور آپ۔۔۔آپ اس کھیل کا اگلا مہرا تھی۔پتہ نہیں رمیز نے یہ الفاظ کیسے منہ سے نکالے تھے۔وہ تڑپ رہا تھا تکلیف سے۔وہ رابیل کو استعمال کر رہا تھا۔آج اُسے اپنا آپ سب سے کمتر لگا، اُسے لگا وہ اس قابل ہی نہیں کہ وہ اپنے آپ کو مرد کہے۔اُس نے اپنی دلربا کو دھوکہ دیا۔جس کے ساتھ تو زندگی گزارنی تھی اُسے۔

رابیل کا دماغ سن ہو گیا۔وہ ساکت کھڑی رہی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

بابا نے کہا، سرمد کو گرانا ہے تو اس کی کمپنی کو نقصان پہنچاؤ۔تب آپکی وجہ سے سرمد کی کمپنی کو بہت فائدہ ہو رہا تھا۔انہوں نے کہا، آپکو قابو میں کرنا ہے۔

اور میں۔۔۔وہ رکا، رابیل کو دیکھا اور بولا

میں نے وہی کیا۔بس سب ختم۔اس جملے کے بعد کوئی صفائی دینا نہیں بنتا تھا۔کوئی سچ سننا نہیں چاہتا تھا۔

رابیل ایک دم پیچھے ہٹ گئی، جیسے کسی نے اس کے سانس کھینچ لیے ہوں

رابیل آپ جب میری زندگی میں آئی تھی وہ اتفاق نہیں تھا۔وہ دل کو سنبھال کر لفظ منہ سے نکال رہا تھا۔وہ اپنی دلربا کا دل توڑنا نہیں چاہتا تھا لیکن سچ بتانا بھی ضروری تھا۔

لیکن آپکی آنکھوں میں میں نے ہمدردی دیکھی۔

آپ نے مجھے وہ سمجھا جو میں کبھی تھا ہی نہیں۔میرے کندھے پر گولی لگنے سے آپ جتنی پریشان ہوئی تھی مجھے اُس دن لگا کہ میں مزید اس جھوٹ کو چلا نہیں پاؤں گا۔اور پھر مجھے لگا کہ میں آپکے ساتھ غلط کر رہا ہوں۔میں تب ہی سب بتانا چاہتا تھا لیکن مجھے کہیں نہ کہیں ڈر تھا کہ آپ یہ سب جان کر کہیں رشتہ ہونے سے پہلے ختم نہ کر دیں۔اس لیے میں نے خاموشی اختیار کی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اگر آج میں بدلا ہوں، میری راہوں نے رخ موڑا ہے، تو اس کا سارا کریڈٹ صرف آپکو جاتا ہے۔آپ نہ ملتی، تو شاید میں کبھی خود کو تلاش نہ کر پاتا۔

رابیل اس وقت سردی سے کانپ رہی تھی۔اُس نے کوئی جیکٹ وغیرہ نہیں پہنی تھی اُس کے کندھوں پر ایک شال تھی جو نیچے گرنے والی تھی۔،آنکھوں میں آنسوؤں نے بسیرا کر لیا تھا۔

اُسے یقین نہیں آرہا تھا کہ یہ سب جو رمیز بول رہا ہے وہ حقیقت ہے یا خواب۔

بری مشکل سے خود کو سنبھالتے ہوئے رابیل نے پوچھا۔

تو جو کچھ تھا، سب جھوٹ تھا؟ وہ توڑ توڑ کر لفظ بول رہی تھی کہ کاش یہ سب سچ نہ ہو۔

میرے گھر آنا، اچھا بننا، میری آنکھوں میں محبت سے دیکھنا، یہ سب کھیل تھا؟؟ وہ لرزتے ہوئے بولی۔

رمیز دھڑکتے دل کے ساتھ بولا۔

ہاں، شروع میں سب کھیل تھا۔

لیکن کب آپ سچ بن گئی؟ کب آپ میری ضرورت، میرا سکون، میری نجات بن گئی؟ مجھے خود بھی نہیں معلوم۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رابیل کی ٹانگوں سے جان نکلتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔۔وہ زمین پر بیٹھ گرنے والے انداز میں بیٹھ گئی۔ جیسے اس کا دل دھماکے سے پھٹ گیا ہو۔

کیا ایک بار پھر سے اُس کے دل کو توڑ دیا گیا تھا؟؟ کیا ایک بار پھر سے وہ واپس اُس جگہ کھڑی ہو گئی تھی جہاں سے ابھی تک وہ ٹھیک سے نکلی ہی نہیں تھی۔ کیا ماضی پھر سے دہرایا جائے گا۔ کیا رابیل پھر سے ٹھوکرائی گئی تھی۔اُسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔وہ اتنی بے مول تھی کہ کبھی کوئی اُس کو محبت کا جھانسا دے کر دل توڑ دیتا تھا تو کبھی کوئی اُس کو اپنے مفاد اور اپنے گندے کھیل کے لیے استعمال کر رہا تھا۔آج وہ مکمل طور پر بکھر گئی تھی۔ماضی پھر سے واپس آ گیا تھا۔ایک بار پھر سے اُس کا دل کرچی کرچی ہوا تھا۔ پچھلے زخم ابھی ٹھیک سے مندمل بھی نہیں ہوئے تھے کہ ایک نیا زخم اُس کا پھر سے انتظار کر رہا تھا۔آج وہ بکھر گئی تھی۔

رابیل سسکیوں سے رو رو ہی تھی۔ کیا بولے وہ؟؟ وہ کوئی کھلونا تو نہیں تھی جو اُسے استعمال کیا جائے۔وہ بھی تو دل رکھتی تھی۔

رابیل پلیز کچھ تو بولیں۔رمیز اُسے سسکیوں سے روتا دیکھ کر بولا،اُس سے رابیل کا رونا یوں بکھرنا برداشت نہیں ہو رہا تھا۔ لیکن جتنا اُس کو ہرٹ کیا گیا ہے اس کا رونا جائز تھا۔

کیا بولوں میں؟؟ وہ آنسوؤں سے تر چہرے لیے بولی،

"تمہیں بچپن میں کھلونا نہیں ملا تو تم نے مجھے کھلونا سمجھ کر استعمال کر لیا"

"رمیز میں انسان ہوں۔ اتنی تو انسانیت رکھتے۔ میں ایک لڑکی ہوں۔ اپنا مہرہ بنانا تھا تو کسی اور کو استعمال کرتے۔ تمہیں شرم نہ آئی میرے ساتھ یہ سب کرتے ہوئے،۔" وہ روتے جا رہی تھی۔

رمیز تم نے مجھے صرف دھوکا نہیں دیا، تم نے میرا اعتبار، مجھے، میری روح کو سب کو جلا دیا ہے۔ میں نے تمہارے لیے دل سے دعا کی تھی۔ میں تمہیں دل سے اپنا ماننے لگی تھی۔ اور تم نے میرا دل ہی دفن کر دیا۔ تم نے مجھے کسی قابل نہیں چھوڑا، میں اپنی نظروں میں ہی گر گئی ہوں۔

رمیز گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا، آنکھوں سے آنسو روانی سے اُس کی گال تک کا سفر کر رہے تھے۔

دو لوگ زمین پر، ایک مجرم اور ایک مقتول، لیکن دونوں زندہ ہیں بے جان جسموں کے ساتھ۔

ہوا ایسے جیسے تھم گئی ہو، جیسے وقت رک گیا ہو۔ رابیل کی آنکھوں میں آنسو، رمیز کا دل ٹوٹا ہوا بکھرا ہوا، اور ان دونوں کے درمیان ایک سچ، جس نے سب کچھ جلا دیا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

(******)

رابیل زمین پر ابھی بھی ویسی حالت میں گری ہوئی تھی۔آنکھوں سے آنسو پانی کی طرح بہہ رہے تھے۔رمیز بھی گھٹنوں کے بل بیٹھا تھا،اُس نے رابیل کی طرف ہاتھ بڑھایا اسے سہارا دینے کے لیے۔

ہاتھ مت لگانا رمیز! ارابیل شدت ست چلا کر بولی۔ایسے جیسے اندر کا غبار کم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔

""**گرانے والے سہارا دیتے ہوئے اچھے نہیں لگتے۔**""رمیز کا ہاتھ فضا میں ہی ساکت رہ گیا،وہ پیچھے کھسک گیا اس کا دل کانپ رہا تھا

رمیز روتے ہوئے بولا،،

رابیل میں جانتا ہوں،میں نے سب کچھ برباد کیا،لیکن خدا کے لیے بس ایک موقع دو،میں بدلنا چاہتا ہوں،""آپ کے لیے""،خود کے لیے،""زندگی کے لیے۔

رابیل اپنے دونوں ہاتھ آنکھوں پر رکھ کر بچوں کی طرح رو رہی تھی۔اُس نے سر اٹھایا، آنکھیں سرخ ہو چکی تھیں۔ہونٹ کپکپا رہے تھے۔

کونسا موقع رمیز؟

کیا بدلے گا؟

تمہارا جھوٹ؟

تمہاری سازش؟

تمہاری گھٹیا سوچ؟

یا وہ لمحہ جب تم نے مجھے محبت دے کر دھوکہ دیا؟

کیا بچا ہے اب سدھارنے کو؟

تم نے صرف رشتہ نہیں مارا، ایک عورت کا بھروسہ مار دیا ہے، اور جو ایک بار مر جائے وہ دوبارہ زندہ نہیں ہوتا۔ وہ چلا کر بولی۔

رمیز آنکھوں میں آنسو لیے، دل میں طوفان لیے ایک بار پھر بولا،

رابیل خدا کی قسم، میں ٹوٹ گیا ہوں، میں پہلے کبھی اس زندگی سے بے زار نہیں ہوا تھا جتنا ان کچھ دنوں میں ہو گیا ہوں۔

میں صرف آپ کے لیے میں جینا چاہتا ہوں۔ میرے اندر جو تھوڑا بہت انسان بچا تھا، وہ آپ سے محبت کر کے پھر سے بیدار ہو گیا ہے۔ آپ سے محبت ہو جانے سے پہلے تک میں

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

انسان ہی کہاں تھا؟؟ مجھ میں انسانیت تھی ہی نہیں۔اور اگر اب میں اپنے اندر کے انسان کو زندہ دیکھنا چاہتا ہوں تو پلیز ایسے مت کریں۔

نہیں تو میں آپ کو کھو کر میں مر جاؤں گا، پلیز رابیل!! اس کی غلطی معافی کے قابل تو نہیں تھی لیکن وہ سچے دل سے معافی مانگ رہا تھا۔وہ التجا کر رہا تھا۔وہ گڑگڑا رہا تھا۔تڑپ رہا تھا رابیل آنکھوں میں نفرت اور درد لیے بولی،

دعا کرو رمیز، یا تم مر جاؤ یا میں مر جاؤں، کیونکہ مجھ میں تو اب جینے کی ہمت نہیں رہی۔ تمہارا سچ میرے اندر زہر بن چکا ہے، میری سانسوں میں آگ لگ چکی ہے۔

رمیز اپنے ہی سینے پر ہاتھ رکھ کر سسکتا ہوا بولا، ایسے مت کہیں رابیل، یہ میری غلطی ہے۔ آپ ایسا کرو مجھے مار دو، لیکن اپنے آپ کو اذیت نہ دو، یوں نہ توڑو۔مجھے اذیت ہو رہی ہے۔، مجھے خود سے نفرت ہو رہی ہے۔

رابیل خاموش ہو گئی۔آنسو مسلسل بہہ رہے تھے۔رمیز آگے بڑھا،

اگر میرے مرنے سے آپ ٹھیک ہو جاؤ گی تو میں ابھی مر جاتا ہوں، لیکن خدا کا واسطہ ہے، آپ ٹھیک رہی پلیز، یوں خود کو تکلیف نہ دیں۔میری غلطی معافی کے قابل نہیں ہے مجھے پتہ ہے۔لیکن ایک موقع، صرف ایک موقع دے دیں۔انسانیت کے ناطے بس ایک موقع

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

دے دیں۔میں آپ سے اس ایک موقع کی بھیک مانگتا ہوں رابیل، صرف ایک موقع۔وہ شدت سے بولا،

رمیز زمین پر جھک کر ماتھا زمین سے لگا گیا آنکھوں میں آنسو مسلسل تھے،اور سامنے رابیل بت بنی رو رہی تھی۔

وہ اُس کے سامنے سر زمین پر جھکائے معافی مانگ رہا تھا۔

رابیل سرد پتھریلے لہجے میں بولی، میرے سامنے کبھی مت آنا رمیز، مجھے تم سے۔۔۔۔ تمہاری شکل سے نفرت ہے۔

مر ہی جاؤ تو بہتر ہے، کیونکہ تمہارا ہونا میرے لیے کسی اذیت سے کم نہیں۔وہ حلق پھاڑ کر بولی۔

وہ آہستہ سے زمین سے اٹھی۔شال کندھوں سے نیچے گر گئی تھی۔اُسے تو شال لینے کی بھی ہوش نہ رہی۔تھر تھراتے قدموں سے چلنے لگی۔رمیز نے اُسے اٹھتا دیکھا۔اُس کی شال کو زمین سے اٹھایا اور اس کے پیچھے گیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

رابیل لڑکھڑاتے ہوئے تیز تیز قدم اٹھا رہی تھی سردی کی شدت میں اضافہ ہونے لگا تھا ہوا ایک دم سے چلنے لگی تھی۔رمیز نے شال اُسکے کندھوں پر اچھے سے ڈالی،وہ روکی نہیں چلتی جا رہی تھی۔

کہاں جا رہی ہیں؟؟وہ شال کو اچھے سے اُس کے کندھوں پر رکھتے ہوئے بولا،

مجھے ایسے چھوڑ کر مت جائیں،پلیز۔۔،میرے جینے کی وجہ کو اس خاموشی کے ساتھ مت لے کر جاو پلیز۔وہ اُس کے پیچھے آتا ہوا بولا،

رابیل پلٹی۔اپنے ہاتھ کی طرف دیکھا،جہاں پر اُس کی دی ہوئی انگوٹھی چمک رہی تھی۔رابیل نے انگوٹھی اتار کر اس کے سینے پر زور سے دے ماری۔،

یہ لو،تمہارا وہ دھوکہ جو تم نے محبت کا نام دے کر میرے ہاتھ میں پہنایا تھا۔اب دور ہو جاؤ، اور میں جہاں بھی جاؤں تم سے کوئی مطلب نہیں۔

رمیز جیسے زمین میں گڑ گیا ہو،وہ حرکت نہیں کر سکا،وہ کچھ نہیں بول پایا۔سب کچھ ختم ہو گیا تھا۔

رابیل جاتے ہوئے ایک آخری بار پلٹی

،تمہارا ہونا میرے زخموں پر نمک چھڑکنے کے برابر ہے رمیز،اب مت آنا،

کیونکہ اگر تم مجھے دوبارہ نظر آئے تو شاید میں خود کو مار دوں۔

رابیل روتے ہوئے لڑکھڑاتے قدموں سے آگے بڑھ گئی۔رمیز زمین پر بے جان ٹوٹا ہوا وہیں رہ گیا،

******) (

رابیل خاموش، شکست خوردہ، لڑکھڑاتے قدموں سے چل رہی تھی، جیسے زمین پر نہیں بلکہ کسی خالی خلا میں ہو۔آنکھوں سے بہتا پانی اس کی روح کو بگھو چکا تھا، وہ جیتی جاگتی لاش بن چکی تھی۔

پیچھے رمیز تھا، ٹوٹا بکھرا، شرمندگی سے لدے ہوئے۔رمیز ٹوٹتی ہوئی آواز میں بولا،

رابیل بس ایک بار، ایک بار موقع دے دو، لیکن پلیز مجھے چھوڑو مت۔

مگر رابیل جیسے سماعت کھو چکی ہو، نہ وہ پیچھے دیکھ رہی تھی، نہ کسی کی فریاد سن رہی تھی۔وہ بس چل رہی تھی، ایسے جیسے زندگی ختم ہو چکی ہو، اب بس کچھ پل باقی ہوں۔

اسی لمحے دور سے ایک گاڑی آتی ہوئی دیکھائی دی۔وہ گاڑی سرمد کی تھی۔سرمد پچھلی سیٹ پر بیٹھا تھا گاڑی ڈرائیور چلا رہا تھا۔کہ اچانک اُس کی نظر رابیل پر پڑی، اُسے یقین نہیں آرہا تھا

اپنی آنکھوں پر۔رابیل کوایسی حالت میں دیکھ کر سرمد جیسے پتھر کا ہو گیا ہو۔سامنے رابیل تھی، بکھری، لٹی ہوئی، اجڑی ہوئی، حالت میں۔

گاڑی رکو!! سرمد نے دھاڑ کر ڈرائیور کو کہا، ڈرائیور نے ایک دم گاڑی روک دی

تم چلے جاو میں خود آجاونگا۔اس نے اتنا کہا اور گاڑی سے نیچے اترا۔

سرمد کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔چہرہ سرخ، سانسیں بے قابو۔اور تیزی سے رابیل کی طرف بڑھا۔سرمد نرمی سے مگر کانپتی آواز میں بولا،

رابیل۔۔کیا۔۔۔۔۔ہو گیا۔۔۔۔ہے، سرمد کی آواز کانپ رہی تھی۔وہ اپنی، محبت کو ایسے کبھی دیکھنے کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔اُس سے ٹھیک سے بولا بھی نہیں جا رہا تھا۔

رابیل نے اسے دیکھا، جیسے کوئی اندھے کنویں سے ابھرنے کی کوشش کر رہا ہو، مگر ہمت باقی نہ ہو۔

آئیں۔میں آپ کو گھر چھوڑ دیتا ہوں۔وہ خود پر قابو پاتے ہوئے بولا،

رابیل بے جان آواز میں بولی، مجھے کہیں نہیں جانا، کہیں بھی نہیں۔وہ اس وقت کسی شدید صدمے کی کیفیت میں تھی۔

اتنے میں رمیز قریب آیا،

رابیل تم جو سزا دو گی مجھے قبول ہے، بس مجھے مت چھوڑو۔

سرمد کی آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے۔

دور رہو اس سے۔ سرمد غصے سے بولا،

اُسے نہیں پتہ کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے ایک تو رابیل کی یوں حالت دیکھ کر اُس کا دل پھٹ رہا تھا اور اوپر سے رمیز کو دیکھا تو اس کے غصے میں اضافہ ہو چکا تھا۔

رمیز گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھ گیا۔ مار دو مجھے، مجھے نہیں جینا!!

سرمد نے اس وقت رمیز کو مکمل اگنور کیا، گاڑی کا دروازہ کھولا، رابیل کو اندر بیٹھایا۔ آنکھیں ساکت، چہرہ بے جان، سانسیں مدھم، اور وجود ہواؤں میں تحلیل۔

رمیز گاڑی کی طرف بڑھنے لگا،، لیکن سرمد کی آنکھوں سے نکلتی آگ نے اسے وہیں روک دیا تھا۔ گاڑی چل پڑی خاموشی کے سمندر میں۔

سرمد بار بار رابیل کو دیکھ رہا تھا، لیکن کچھ کہنے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔ رابیل بس رو رہی تھی، اور سرمد کا دل ڈوب رہا تھا۔ اُس کے آنکھ سے جتنے آنسو نکل رہے تھے سرمد کو اتنی بار اپنا آپ ڈوبتا ہوا محسوس ہوا۔

سرمد دل کی شدت کو دباتے ہوئے نرم لہجے میں بولا

رابیل اگر آپ کچھ کہنا چاہتی ہیں تو میں سن رہا ہوں۔

رابیل نے اس کی طرف دیکھا اور بس ایک جملہ بولتی۔

"میرے اندر کچھ مر چکا ہے، اب لفظ بوجھ لگتے ہیں، جیسے احساس کے ملبے تلے دبے ہوں"۔ وہ رک رک کر بول رہی تھی۔

سرمد کا گلا بھر آیا، لیکن وہ کچھ نہیں بولا۔ اس کی انگلیاں اسٹئرنگ پر سختی سے جمی ہوئی تھیں، جیسے جذبات قابو میں رکھے جا چکے ہوں۔

رابیل دھیمی کٹی آواز میں بولی،

کبھی سوچا بھی نہیں تھا، جسے اپنا مانا وہی تماشا بنا دے گا، رسوا کرے گا، اور جس پر اعتبار کیا، وہی زمین پیروں تلے سے کھینچ لے گا،

شائد دھوکہ ہمیشہ وہی دیتا ہے جس پر دل سب سے زیادہ بھروسہ کرتا ہے۔

سرمد کے لب کانپے۔ اس نے ایک گہرا سانس لیا اور بس اتنا کہا،

میں بس چاہتا ہوں کہ آپ صحیح سلامت گھر پہنچ جائیں، آپ کو کوئی وضاحت کی نہیں، بس حفاظت کی ضرورت ہے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

گھر کے دروازے پر گاڑی آہستہ سے رکی۔ سرمد فوراً اپنی سائیڈ سے نکلا، رابیل کی طرف کا دروازہ کھولا، رابیل لڑکھڑا کر باہر نکلی۔ بے وزن قدم، بکھرا وجود، جیسے اپنی لاش خود لے کر جا رہی ہو۔

"کچھ زخم دکھائی نہیں دیتے۔۔ مگر وہ ہر سانس میں چیختے ہیں۔۔ اور جب چیخنا بند ہو جائے۔۔ تب انسان مرتا نہیں۔۔۔ بس جینا چھوڑ دیتا ہے۔۔"

کچھ زخم نظر نہیں آتے۔ پر ہر سانس میں چیختے ہیں۔

خاموشی میں لفظ ڈھونڈتے ہیں۔

دل میں درد کا دریا بہتا ہے۔

لفظ مر جاتے ہیں، صرف درد باقی رہتا ہے۔

یادیں زہر بن جاتی ہیں۔ خوشیاں اجنبی لگتی ہیں۔

ہر لمس درد چھوڑ جاتا ہے۔

محبت کے وعدے دھوکہ لگنے لگتے ہیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

خواب سکون دیتے ہیں، حقیقت تلخ ہو جاتی ہے۔

ہوار کی ہوئی لگتی ہے۔ جینا محال ہو جاتا ہے۔

رشتے خالی پن کے سایے بن جاتے ہیں۔

قدم قدم پر یادیں ستاتی ہیں۔

زخم صبر کے داغ بن جاتے ہیں

زندگی کی کتاب میں صرف رونا بچ جاتا ہے۔

خاموشی کا سا گرہر دن گہرا ہوتا جاتا ہے

زندگی تو چلتی رہتی ہے۔

بس۔۔۔۔۔۔۔

انسان جینا بھول جاتا ہے۔

خود کو پا کر بھی سب کچھ کھو دیتا ہے۔

(*****)

فضا میں سناٹا ایسا چھایا ہوا تھا کہ زمین اور آسمان کے درمیان آواز بھی دبتی محسوس ہوتی تھی، ہر درخت کی شاخ کانپ رہی تھی ہوا ٹھنڈی مگر بھاری تھی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

سرمد رابیل کو اس کے گھر چھوڑ کر گاڑی میں بیٹھا، مگر اس کی نگاہیں اب صرف ایک چہرہ تلاش کر رہی تھیں

رمیز۔

سڑک خالی تھی۔ سرمد اندھا دھند فل سپیڈ میں گاڑی چلا رہا تھا۔ اور کچھ ہی لمحوں میں وہ رمیز تک پہنچ گیا۔

رمیز ابھی تک وہاں تنہا کھڑا تھا۔ پاؤں زمین میں جکڑے ہوئے تھے جیسے خود سے شکست کھا چکا ہو۔

دل کے بھنور میں گھرا۔ نہ بولنے کی ہمت۔ نہ بھاگنے کا حوصلہ، وہ بے سدھ کھڑا تھا۔

سرمد گاڑی سے جلدی سے نیچے اترا، ہوا کی سردی اس کے چہرے کو جھنجھوڑ رہی تھی۔ آنکھیں شعلوں کی طرح جل رہی تھی۔

وہ رمیز کے پاس دوڑتا ہوا آیا۔ ایک ہی لمحے میں بازو سے پکڑ کر اسے جھنجھوڑ ڈالا،

کیا کیا ہے تم نے رابیل کے ساتھ؟ جواب دو۔ سرمد حلق کے بل چیخ کر پوچھ رہا تھا۔

رمیز سر جھکائے کھڑا تھا جیسے اُس کا دماغ ہی کام کرنا چھوڑ گیا ہو۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

سرمد کا غصہ کسی صورت کم نہیں ہو رہا تھا۔ سرمد نے بغیر کسی دیر کے رمیز کے منہ پر زور سے گھونسہ مارا۔

رمیز لڑکھڑاتا ہوا جیسے ہوش میں آیا ہو، اُس نے سرمد کو دیکھا جس کی آنکھیں غصے سے لال تھیں۔

رمیز پھر بھی چپ کھڑا رہا،

سرمد چیختا ہوا اُس کے بلکل قریب ہوا،

بتاو کیا کر رہی تھیں وہ تمہارے ساتھ؟؟اب کی بار سرمد پورے زور سے چیخا تھا۔

"منگیتر ہے وہ میری۔" رمیز نے بس اتنا ہی کہا کہ سرمد کے پیروں تلے جیسے زمین نکل گئی ہو۔

"وہ تمہاری منگیتر کیسے ہو سکتی ہیں۔ تجھ جیسا انسان جیسے برے کاموں سے فرصت نہیں وہ ان سب چکروں میں کیسے پڑ سکتا ہے۔ مجھے سیدھے سے جواب دو۔ بتاو مجھے۔ کیا مقصد تھا تمہارا؟؟؟"

"تم۔۔۔ تم سے بدلہ لینے ک چکروں۔" رمیز بس اتنا ہی بول پایا کہ سرمد نے ایک کے بعد دوسرا تیسرا مکا اُسکے منہ اور پیٹ پر مارنا شروع کر دیا۔

وہ آج کسی صورت بھی رمیز کو زندہ نہیں چھوڑنا چاہتا تھا۔

رمیز کی حالت بدتر ہو گئی تھی مگر سرمد کا غصہ آگ کی طرح بھڑک رہا تھا۔

بدلہ لینا تھا؟ میرے خون سے انتقام لینا تھا۔۔۔تو تم نے رابیل کو کیوں گھسیٹا؟ سرمد کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ رمیز کو مار کر اُدھر ہی دفن کر دے۔

"تمہاری دشمنی مجھ سے پھر تم نے اسے میرے انتقام کے بدلے میں کیوں گھسیٹا؟؟؟"

"بزدل ہو تم۔۔تم نے پیٹھ پیچھے وار کیا۔۔۔اور پیٹھ پیچھے وار کر کے خود کو بڑا سمجھ رہے ہو۔۔۔۔۔پتہ ہے بزدلوں کی سب بڑی کمزوری یہی ہوتی

وہ خود کو بڑا سمجھتے ہیں لیکن۔۔۔۔اصل میں وہ سب سے زیادہ گرے ہوئے ہوتے ہیں۔۔اور یہی ان کی ناکامی کی وجہ ہوتی ہے۔۔۔۔۔"

"اگر تمہیں مجھ سے بدلہ لینا تھا، یا دشمنی نبھانی تھی تو میرے سامنے آتے نہ۔۔مجھ سے ٹکراتے۔۔۔۔میری کمزوریوں کو اپنے وار کا ہدف نہ بناؤ۔"

"میرے رشتے میرے خون سے جڑے ہیں۔۔۔۔انہیں تمہاری گندگی لگنے نہیں دونگا میں۔۔۔۔"

مجھے نہیں پتہ میں کیوں اندھا ہو گیا تھا۔بس یہ جان لو۔میں بھی خود سے نفرت کرتا ہوں۔بہت نفرت۔رمیز آہستہ سے بولا،

سرمد غصے سے پھر بولا،

میں ایک بار معاف کرتا ہوں۔لیکن دوسری بار میں ایسی جگہ چھوڑ کر آتا ہوں۔۔جہاں چار لوگوں کے کندھے چاہیے ہوتے اٹھانے کے لیے۔۔

اور پھر حساب ڈائریکٹ اوپر ہی ہوتا ہے۔اور جہاں جان کا حساب سخت ہوتا ہے۔وہاں کوئی رعایت نہیں کوئی دوسرا موقع نہیں۔

سرمد نے ایک زوردار گھونسہ پھر سے رمیز کے منہ پر مارا،رمیز آج سرمد سے بلکل بھی اپنا بچاو نہیں کر رہا تھا۔

میں بہت شرمندہ ہوں۔تم چاہو تو مجھے جان سے مار سکتے ہو میں کسی قسم کی کوئی مزاحمت نہیں کرونگا،مار دو مجھے۔رمیز اپنے ناک پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولا،جہاں سے سرمد کے گھونسے کی وجہ سے خون بہہ رہا تھا۔

رمیز زمین پر کھڑا تھا،ٹوٹا ہوا،لرزتا ہوا،ہر قدم جیسے زمین سے جڑنہ پا رہا ہو،چہرہ جھکا،آنکھیں نم،اس کی خاموشی میں،شکست اور نفرت دونوں بکھر رہی تھیں

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سرمد اچانک آگ بگولہ ہوا، رمیز کے گریبان کو پکڑ لیا، اور زور سے جھنجھوڑا۔

اگر رابیل کو کچھ ہو گیا تو میں تمہیں زمین پر زندہ نہیں چھوڑوں گا۔

الفاظ تیز، کانپتے لہجے میں، جیسے ہر لفظ میں آگ بھری ہو

رمیز صرف کانپ رہا، آنکھیں پچھتاوے اور خوف سے سرخ ہو رہی تھیں۔

مجھے مار دو، میرا جسم چھلنی کر دو مار مار کر۔۔۔ لیکن میری روح کا کیا، جو کب کی مر چکی ہے۔

دعا کرو رابیل کو کچھ نہ ہو۔۔۔ ورنہ انجام اچھا نہیں ہو گا۔۔ اب کی بار سرمد پوری قوت سے

بولا تھا، اور ایک بار پھر اُس کے پیٹ پر مکا مارا تھا۔

دنیا کے سب لوگ غائب تھے۔ صرف دو انسان آپس میں لڑ رہے تھے۔

ایک آگ میں جل رہا تھا۔ دوسرا شکست کی دھند میں کھڑا۔

ہوا میں ٹھنڈک، اور دل میں طوفان۔ ہر لمحہ ایسا لگتا جیسے وقت نے رک جانا ہو۔ سناٹا چیختی

ہوئی دھڑکن بن گیا تھا۔

محبت، نفرت، اور انتقام ایک ہی جگہ پھٹ رہے تھے۔

سرمد تھوڑا سا رک گیا، ہاتھ چھوڑ کر پیچھے ہٹا۔ پھر گاڑی کی طرف بڑھا، انجن کی آواز ماحول

میں گونجی،

اس نے ایک لمحے کے لیے رمیز کی طرف دیکھا، چہرے پر سکون اور سختی کا ملا جلا اظہار تھا۔

اندھیرا بڑھنے لگا تھا نہ جانے دوپہر سے شام کب ہو گئی تھی لیکن وہ ادھر سے ہلا نہیں۔ سرمد کی گاڑی رات کے سناٹے میں غائب ہو گئی۔

محبت میں جو دغا دے، وہ صرف دشمن نہیں بنتا، وہ خود کو بھی دفنا دیتا ہے۔

کبھی کبھی انسان خود کو جلا کر روشنی دینا چاہتا ہے۔۔۔ مگر دیر ہو جائے تو صرف راکھ بچتی ہے۔اور راکھ سے رشتے نہیں بنتے، صرف قبریں بنتی ہیں۔

(*****)

رات کے دو بجے، تینوں اپنے اپنے اندھیروں میں برابر کی آگ میں جل رہے تھے۔رابیل کمرے میں بند، دروازہ مضبوطی سے بند، چاند کی ہلکی روشنی اس کے چہرے پر پڑ رہی تھی۔ وہ زمین پر بیٹھی، آنکھیں خشک، لب ہلکے، سانسیں مدھم، جیسے روح بھی تھک کر بیٹھ گئی ہو۔

اب وہ نہ چیخ رہی تھی، نہ آنسو آ رہے تھے، بس ایک ساکت درد میں گم تھی، جہاں زندگی اور موت کے بیچ کا فرق مٹ چکا تھا۔

دل میں وہ ایک سوال بار بار دہرا رہی تھی،

کیا میں واقعی صرف ایک حربہ تھی؟

کیا وہ الفاظ، محبت، عزت، سب ایک فریب تھا؟

سب کچھ منصوبہ بندی کا حصہ تھا، اور میں آنکھیں بند کر کے یقین کرتی رہی، پاگل بنتی رہی، خواب بنتی رہی۔

پھر وہ اپنے تکیے میں سر دبا کر زوردار چیخ نکالتی ہے، مگر دل ٹوٹ چکا تھا، آنسو بھی بے اثر ہو چکے تھے۔

اسی لمحے دوسری طرف فارم ہاوس کے ایک کمرے میں رمیز آئینے کے سامنے کھڑا تھا۔

آئینے میں اس کا چہرہ، وہی چہرہ جو معصومیت کے نقاب میں فریب دیتا رہا، اسے اپنی ہی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔ اس لڑکی کی روح زخمی ہوئی، اور وہ اپنے ہاتھوں سے آئینے کو زور سے ہاتھ مار کر توڑ دیتا ہے۔ شیشہ ٹوٹ کر کرچی کرچی ہو جاتا ہے۔ رمیز کے ہاتھ سے، خون بہنا شروع ہو جاتا ہے۔، مگر اندر کا درد ختم نہیں ہو رہا تھا۔

مجھے معاف کر دو، میں جانتا ہوں میں معافی کے قابل نہیں، مگر۔۔۔

وہ فرش پر بیٹھ گیا، خون آلود ہاتھوں سے چہرہ چھپائے، نہ الفاظ، نہ آواز، صرف گھٹن۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

دنیا کے ہر کونے میں خاموشی کا بھاری پردہ تھا، اور اس کے دل کی چیخیں صرف اسی خاموشی میں گونج رہی تھیں۔

تیسری طرف سرمد اپنے کمرے میں بیٹھا ہے، رابیل کی تصویر کے سامنے ٹوٹا ہوا محافظ۔ آنکھیں تصویر پر جمی ہوئی تھیں، دل میں درد، زبان پر خاموش فریاد تھی۔

میں نے وعدہ کیا تھا آپکو کبھی تکلیف میں اکیلا نہیں چھوڑوں گا، مگر میری وجہ سے آپ ٹوٹ گئی۔

انتقام میرا تھا، نشانہ آپ بنی، میری وجہ سے آپ کی زندگی برباد ہو گئی۔

اس نے اپنا ہاتھ دیوار پر مارا، ایک بار نہیں، تین چار بار۔

وہ سب میری وجہ سے تھا یا کیا؟؟ سرمد اس وقت گلٹ کی انتہا پر تھا

کیا رابیل کی اس حالت کی وجہ میں ہوں؟؟

سرمد اس وقت گہری سوچوں میں تھا۔

رمیز تم میرے دشمن تھے، تو اُسے کیوں تکلیف دی؟

کسی معصوم کی زندگی پر وار کیوں کیا؟

سرمد زمین پر بیٹھ گیا، جیسے ہار مان چکا ہو، سب بکھر گیا ہو۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رات کی ہوا میں، تینوں کی چیخیں، درد، اور شکست کی گونج کہیں کھو گئی تھی مگر دلوں کے زخم ہمیشہ کے لیے رہ گئے۔

تینوں آگ میں جل رہے تھے، مگر ہر آگ کی شدت مختلف تھی۔

رابیل کی آگ خاموش، رمیز کی آگ شرمندگی اور پچھتاوے میں، سرمد کی آگ محافظ نہ بننے پر غصے اور بے بسی میں۔

اور رات، جیسے سب کے احساسات کو اپنی سیاہی میں دفن کر رہی ہو۔

یہ وہ لمحہ تھا جب ہر دل کی حقیقت کھل گئی، محبت، دھوکہ، انتقام، اور اپنی ذات سے جنگ چل رہی ہو۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

(******)

تین کردار،۔۔ تین دکھ،۔۔۔ تین زندگیاں ساکت۔

رابیل خاموش تھی، زخموں کے ساتھ، دل کی لاش لیے، جیسے زندگی کے ہر لمحے نے اس کے اندر سے کچھ چوری کر لیا ہو۔

رمیز شرمندگی کے بھڑکتے شعلوں میں جل رہا تھا، اپنے کیے پر خود سے نفرت کر رہا تھا، جیسے ہر سانس کی قیمت اپنی غلطیوں کے خون سے ادا کر رہا ہو۔

سرمد، ہمیشہ محافظ بننے والا، آج بے بسی میں ڈوبا ہوا تھا، اپنی ناکامی کا بوجھ کندھوں پر لیے، دل میں ایک خالی پن جو ہر دھڑکن کے ساتھ بڑھ رہا تھا۔

کبھی کبھی زندگی تین دھاگوں سے بندھی ہوتی ہے۔

ایک اعتماد

ایک محبت

اور ایک محافظ

اور جب یہ تینوں دھاگے ایک ساتھ ٹوٹ جائیں، تو سانسیں باقی رہ جاتی ہیں، مگر زندگی مر جاتی ہے۔

زندگی کے کچھ لمحے ایسے ہوتے ہیں جہاں نہ الفاظ کافی ہوتے ہیں، نہ آنسو، نہ معافیاں، نہ وضاحتیں۔ بس دل کے اندر ایک ایسا زخم ابھر آتا ہے، جو نہ دیکھا جا سکتا ہے، نہ کبھی بھر پاتا ہے۔

رابیل کا دکھ صرف دھوکہ نہیں تھا۔

وہ اپنی عزت، اپنے جذبات، اپنے یقین کی لاش دل میں دفن کر کے خاموشی کی چادر اوڑھ چکی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس کی آنکھوں میں سوال نہیں تھا، کیونکہ جواب اب کسی لفظ کے قابل نہیں رہا تھا۔

رمیز، شرمندگی کی اس دہلیز پر کھڑا تھا، جہاں ایک قدم پیچھے لے کر بھی ماضی کو مٹایا نہیں جا سکتا تھا۔

آگے بڑھنے کا کوئی دروازہ نہیں کھلتا تھا، ہر راہ پر صرف اپنی غلطیوں کی گہری چھاپ تھی۔

وہ خود سے نفرت کر رہا تھا، کیونکہ جس لڑکی کی مسکراہٹ اس کی دنیا تھی، اس کی زندگی وہ خود برباد کر چکا تھا۔

آئینے میں اپنا عکس دیکھ کر اس نے ایک لمحے کے لیے خود سے آنکھیں چرا لیں، مگر اندر کے زخم چھپائے نہیں جا سکتے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

سرمد، ہمیشہ محافظ، آج خود کو مجرموں کے کٹہرے میں کھڑا پاتا تھا۔

اس کے ہاتھوں میں طاقت تھی، مگر وہ طاقت اس لمحے بے معنی لگ رہی تھی۔

ہر یاد، ہر وعدہ، ہر لمحہ جو رابیل کی حفاظت کا تھا، آج اس پر خود کی ناکامی کے وزن کی طرح سوار تھا۔

تینوں زندہ تھے، مگر اندر سے راکھ ہو چکے تھے۔

ایک چپ چیخ رہی تھی،

ایک ندامت تھی جو کچل رہی تھی،

اور ایک ضمیر تھا جو سزا مانگ رہا تھا۔

رات کی ہوا خاموش تھی، مگر اس خاموشی میں ہر سانس، ہر دھڑکن، ہر زخم کی صدا گونج رہی تھی۔

رابیل کی خاموشی ایک سنسان قبر کی مانند تھی،

رمیز کی ندامت ایک جلتا ہوا آتش فشاں،

اور سرمد کا ضمیر ایک بارود کی طرح، ہر لمحہ پھٹنے کو تیار۔

تینوں کے دل ایک، ایک ہی رات میں، ایک ہی سناٹے میں تباہ ہو رہے تھے۔

(*****)

کبھی کبھی انسان گھر پہنچ جاتا ہے۔

مگر اندر صرف اس کی لاش داخل ہوتی ہے۔

قدم زمین پر ہوتے ہیں پر دل خلا میں رہ جاتا ہے۔

ہر کمرے میں صدا خالی لگتی ہے۔ ہر دیوار پر یادیں چیختی ہیں۔

ہوا بھی سنائی نہیں دیتی۔ پر سانسوں میں درد بجتا ہے۔

Clubb of Quality Content

چائے کا کپ بھی سنگین سا لگتا ہے۔ کتابیں خاموش، مگر غم سناتی ہیں

روشنی آتی ہے۔ پر آنکھوں میں اندھیرا رہ جاتا ہے

انسان جیتا ہے۔ مگر زندگی کے وزن سے سسکتا ہے

خود کو چھپاتا ہے۔ مگر ہر لمحہ زہر اگلتا ہے

گھر پہنچتے ہیں لوگ۔ پر روح کہیں کھو جاتی ہے۔

صبح سے شام، شام سے صبح ہو جاتی تھی لیکن رمیز ابھی تک گھر نہیں آیا تھا۔ صبح ہو گئی تھی۔ نگین بیگم بار بار فون دیکھ رہی تھیں لیکن ہر کال بے فائدہ تھی۔ رمیز کا فون مسلسل بند جا رہا تھا، اور دل کے اندر ایک عجیب سا خوف بڑھ رہا تھا۔

دلاور اپنے کمرے میں بیٹھا کسی نئے مشن کی تیاری کر رہا تھا، موبائل پر آدمیوں کو ہدایات دیتا، اور اس کی ہر حرکت میں سردی اور فیصلہ کن پن صاف دکھائی دے رہا تھا۔

نگین صبر سے باہر ہوتی جا رہی تھی۔ نگین بیگم جلدی سے دلاور صاحب کے کمرے میں گئیں۔ جو ابھی بھی کسی سے فون پر بات کر رہا تھا۔

آپ کو پتہ بھی ہے رمیز کہاں ہے؟ پچھلے کئی دن سے نہ گھر آیا اور نہ فون اٹھا رہا ہے۔ اتنے بے حس باپ ہیں آپ!

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

نگین کی آواز میں غصہ اور خوف دونوں گھل رہے تھے۔

دلاور نے موبائل سے نظر ہٹائی، اور نگین بیگم کو دیکھا جو غصے کی انتہا پر پہنچی ہوئی تھیں۔

میں کچھ پوچھ رہی ہوں آپ سے؟؟ نگین بیگم غصے سے گرجدار آواز میں بولیں۔

اب تو باپ بن کے سوچیں، بیٹے کی فکر کریں۔ وہ پرسوں سے گھر نہیں آیا۔ نگین کی آواز میں بے بسی تھی۔

وہ آجائے گا، گھر آجائے گا، کہاں جاسکتا ہے۔ دلاور صاحب ابھی بھی پرسکون انداز میں بات کر رہے تھے جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔

نگین کرسی کے پاس غصے سے ہاتھ مارتی ہیں، کرسی زمین پر گر جاتی۔ اُن کی آنکھوں میں آنسو اور قہر دونوں موجود تھے۔

کب آئے گا گھر؟ پتہ بھی ہے وہ کس حال میں ہوگا؟ میرا بچہ؟

آپ نے اسکی زندگی خراب کر دی ہے، میں کہتی رہی کہ اسے اپنے غلط کاموں سے دور رکھیں، لیکن آپ نے ایک نہ سنی۔ خدا کا خوف بھی نہیں ہے کیا آپکو؟

دلاور کے چہرے پر سختی آئی، لیکن نگین کے جذبات کی شدت کو وہ نظر انداز نہیں کر سکا:۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

آواز نیچے نگین بیگم!!، ملازموں کے بھی کان ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ ہماری باتیں ان تک پہنچیں۔

نگین چیخ کر بولی۔

مجھے نہیں پروا ملازموں کی اور نہ کسی اور کی۔ مجھے میرا رمیز چاہیے، ہر حال میں، مجھے لا کر دیں۔

ابھی بحث چل ہی رہی تھی کہ دروازہ کھولا، اس کا ہاتھ خون سے جما ہوا، کپڑے مٹی سے گندے، آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے، اور لڑکھڑاتے قدم۔

دروازہ کھلنے کی دیر تھی نگین بیگم جلدی سے باہر نکلیں، جب جب بھی دروزہ کھلتا تھا انہیں لگتا تھا رمیز آیا اور ہر بار وہ خالی ہاتھ واپس آجاتی تھی۔

اب کی بار وہ گئی تو سامنے رمیز کھڑا تھا۔

نگین کی نگاہیں فوراً رمیز پر ٹک گئیں۔ نگین بیگم رمیز کی یہ حالت دیکھ کر وہی بے سدھ نیچے گر گئیں۔

رمیز۔۔۔انہوں نے آہستہ سے کہا۔

یہ تم نے کیا حال بنا رکھا ہے اپنا؟

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رمیز صرف ایک قدم آگے بڑھ پایا، لیکن دوسرے قدم پر بے ہوشی کی گرفت اسے نیچے گرنے پر مجبور کر دیتی ہے۔

نگین بیگم جلدی سے اپنا آپ سنبھالتی ہوئی رمیز کی طرف بڑھیں۔

نگین بیگم نے اسے اٹھانے کی کوشش کی، لیکن رمیز کے وزن سے اسے سہارا دینے میں مشکل پیدا ہو رہی تھیں۔

دلاور صاحب جلدی آئیں۔۔رمیز۔

رمیز کو کیا ہو گیا ہے۔

نگین بیگم نے زوردار آواز میں دلاور کو پکارا۔

دلاور صاحب جیسے ہی کمرے سے باہر نکلے رمیز کی حالت دیکھ کر ڈگمگا گئے۔

رمیز!! وہ ایک ہی لمحے میں رمیز کے پاس پہنچے، رمیز کا چہرہ تھپتھپانے لگے۔جو اس وقت بے جان لگ رہا تھا۔

دلاور، جو ہمیشہ مضبوط اور فیصلہ کن رہتا تھا، اب بیٹے کی حالت دیکھ کر بے قرار اور لرزاں ہو گیا۔

اس کی آواز لرز رہی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

:ڈاکٹر کو کال کرو، کوئی فوراً ڈاکٹر بلواؤ! وہ غصے سے دھاڑے

میں کیا کہہ رہا ہوں۔۔میری آواز نہیں آ رہی کیا کسی کو۔۔؟؟؟دلاور صاحب رمیز کو ایسا دیکھ کر تڑپ اٹھے۔بے شک رمیز کو انہوں نے غلط کاموں میں لگایا تھا لیکن سب سے زیادہ محبت بھی دلاور اُس سے ہی کرتے تھے۔

نگین غصے اور خوف کے ملے جلے احساس کے ساتھ بولی۔

اسے اندر لے کر جائیں دلاور صاحب،

ملازموں کے ساتھ مل کر دلاور صاحب نے رمیز کے بے جان جسم کو سہارا دیا اور اندر کمرے میں لے جا کر بیڈ پر لٹا دیا۔رمیز کا چہرہ اس وقت سفید پڑ رہا تھا جیسے اس کے اندر سے سارا خون ختم ہو گیا ہو۔جسم نڈھال سانسیں بلکل مدھم۔

تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر آیا۔۔

ڈاکٹر صاحب، میرے بیٹے کو ٹھیک کر دیں بس۔دلاور صاحب ڈاکٹر سے التجائیہ لہجے میں بولے۔

ڈاکٹر نے رمیز کو دیکھا۔

رمیز کی سانسیں بے ترتیب، دل کی دھڑکن بے قابو، اور خون سے سنا ہوا ہاتھ سب کچھ خاموشی میں چیخ رہا تھا۔

دیکھیں دلاور صاحب ان کی حالت بہت نازک ہے۔۔ پچھلے کئی دنوں سے نہ ہی یہ سوئے ہیں اور نہ ہی کچھ کھایا ہوا ہے۔۔ کوئی ذہنی سٹریس کی وجہ سے انہوں نے سوچ سوچ کر خود کو کافی اذیت دیے۔ اسلیے انہیں ہسپتال لیکر جانا ہو گا جلد از جلد۔

گاڑی نکالو جلدی۔۔ دلاور نے اونچی آواز میں ملازم کو مخاطب کیا۔

تھوڑی دیر بعد رمیز کو ہسپتال لے کر جایا گیا۔

رمیز کو آئی سی یو میں انڈر سٹرکٹ ابزرویشن میں رکھا گیا تھا۔ اسکی حالت بہت نازک تھی۔

دلاور کا چہرہ سخت تھا، آنکھوں میں بے چینی اور خوف دونوں نظر آرہے تھے۔

نگین بار بار رمیز کے کمرے کے باہر کھڑی اپنے رب سے دعا کر رہی تھی، ہاتھ جوڑ کر، آنکھیں بند، اور دل کے اندر ایک غیر مرئی تڑپ۔

یااللہ، میرے بچے کو محفوظ رکھ۔ میرے رب، میرے رمیز کو ٹھیک کر دے، وہ ہوش میں آجائے۔

کمرے کے اندر ڈاکٹر اور نرسیں مسلسل حرکت میں تھے۔ ڈرپس، انجیکشن کی سرنجیں،

مونیٹر کی سکرین پر رمیز کی دل کی دھڑکن کی بے ترتیب لائنز نظر آ رہی تھی۔

ہر چند لمحے میں کوئی ڈاکٹر اندر آتا، کسی نئی دوا یا ہسپتال کے کسی مشین کی جانچ کے لیے۔

دلاور بار بار موبائل پر کسی کو ہدایات دیتا، مگر اس کی نظریں رمیز کی حالت پر جم گئی تھیں۔اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے، لیکن وہ خاموشی سے ہر لمحہ رمیز کی سانس پر نظر رکھتا رہا۔

نگین اس کے قریب بینچ پر بیٹھ گئی۔

ہاتھ جوڑ کر مسلسل دعا کر رہی تھی، لیکن آنکھوں کے گرد پچھلے دنوں کی تھکن اور خوف کی سیاہی چھائی ہوئی تھی۔

اس کی سانس رک رک کر چل رہی تھی،اور ہر لمحے وہ رمیز کی زندگی کی کسی نئی خبر کا انتظار کر رہی تھی۔

دلاور نے جلدی سے ڈاکٹر کی طرف دیکھ جو ابھی آئی سی یو سے باہر نکلا تھا۔

رمیز کی حالت کیسی ہے اب؟؟

ڈاکٹر کی آواز میں تناؤ تھا، لیکن وہ پروفیشنل رہتے ہوئے بولا،

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

دیکھیں دلاور صاحب، ہم انہیں مسلسل دیکھ رہے ہیں۔اگلے دو گھنٹے تک اگر ہوش آگیا تو ٹھیک، ورنہ۔۔۔

دلاور نے اس کے الفاظ سن کر ڈاکٹر کا گریبان پکڑ لیا، آنکھوں میں غضب اور خوف کی ملی جلی جھلک کے ساتھ کہا،

ورنہ کیا؟؟

ڈاکٹر نے سخت لہجے میں جواب دیا۔

دلاور صاحب، یہ ہسپتال ہے، آپ کی جاگیر نہیں۔یہاں آپ کی ایک بھی نہیں چلے گی۔ہم اپنی طرف سے ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں۔

دلاور اپنی جگہ سے ہٹا، نگین اس کے قریب بیٹھ گئی دلاور صاحب کو حوصلہ دے رہی تھی۔

نگین بیگم بار بار اٹھ کر کھڑکی سے رمیز کو دیکھ رہی تھیں۔

نگین کی آنکھیں رمیز پر جمی ہوئی تھیں، ہر چھوٹا سا سانس اس کے دل کو ہلا رہا تھا۔

دلاور کے چہرے پر اضطراب اور محبت کا ایک عجیب سا امتزاج تھا، ایک باپ کی بے بسی، جو اپنے بیٹے کے لیے کچھ نہیں کر پا رہا تھا۔

(*****)

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سوموار کی دوپہر کا وقت تھا، لیکن گھر میں خاموشی نے جیسے ہر گوشہ اپنا مسکن بنالیا تھا۔

رابیل بستر پر بیٹھی تھی، چہرے پر تھکن اور آنکھوں میں اداسی کے سائے۔بی جان نرمی سے اس کے پاس آئیں، اور اس کی کندھے پر ہاتھ رکھ کر بولیں۔

رابیل، آج آفس نہیں جانا کیا؟؟

کل جب رابیل گھر آئی تھی تو بی جان کے کچھ گیسٹ آئے تھے جس وجہ سے رابیل کا بی جان سے سامنا نہیں ہوا، جب رات کو بی جان فری ہوئی تو رابیل سو چکی تھی یا خود کو کمرے میں بند کر کے یہی شو کر رہی تھی کہ وہ سو گئی ہے۔اس لیے بی جان سے اس کی کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔

رابیل کی سوجھی ہوئی آنکھیں آہستہ آہستہ بی جان کی طرف اٹھیں۔اس کا چہرہ بے جان سا اور دل بھرا ہوا لگ رہا تھا۔

رابیل نے آہستہ سر ہلایا۔اس کی اداسی، اس کی تھکن، بی جان کے دل پر بجلی کی مانند اثر کر رہی تھی۔وہ بس دیکھتی رہ گئیں، دل دھڑک رہا تھا، سانس رکتی سی محسوس ہو رہی تھی۔

نہیں بی جان۔وہ بہت ہی اداس لہجے کے ساتھ بولی۔

بی جان نے اس کے بکھرے بالوں کو دیکھا اور پریشانی سے دیکھ کر اُسے کہا،

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اٹھو، فریش ہو جاؤ۔ کیا حال بنایا ہوا ہے تم نے اپنا۔

"جب دل بے حال ہو تو پھر کیا فرق پڑتا ہے کہ چہرے نے کیا حال بنایا یا بالوں نے"۔۔۔ وہ بستر سے اٹھتے ہوئے بولی۔

رابیل کی آنکھیں نم تھیں۔اس نے زور سے سانس لی۔

بی جان نے اُس کو یوں دیکھ کر پوچھا۔

یہ سب کیا ہے؟ بی جان نے اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لے کر پوچھا۔

زندگی کی حقیقت. رابیل تلخی سے بولی۔

رابیل کے ہونٹ کانپنے لگے، آنکھوں میں سوالات کی بارش تھی، مگر الفاظ گم ہو چکے تھے۔

بی جان نے ایک لمحے کے لیے چپ رہ کر اس کے ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیے۔

کل رمیز سے ملی تھی تم، کیا ہوا؟ اس کی وجہ سے کچھ ہوا ہے؟ بتاو رابیل کیا ہوا ہے۔

بی جان کی آواز میں خوف اور درد دونوں شامل تھے، ایک سوال کے بعد دوسرا سوال جیسے سانسوں کے ساتھ نکل رہا ہو۔

رابیل نے بے جان سا قہقہ لگایا، جو دل کی گہرائیوں سے نکلا، جس میں درد کی آواز تھی۔

سمجھے، میں خواب دیکھ رہی تھی۔ حقیقت میں تو اب آئی ہوں۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

بی جان نے اس کی طرف دیکھا،اس وقت وہ کوئی پاگل لگ رہی تھی، جس کو دنیا کی کوئی ہوش نہیں تھی۔اور بی جان کا دل بس پھٹنے کو تھا۔

رابیل، مجھے صاف صاف بتاؤ کیا بات ہے؟رابیل واش روم جا رہی تھی جب بی جان سے اس کا ہاتھ پکڑ کر پوچھا،

کہا تو ہے کہ میں خواب دیکھ رہی تھی، حقیقت میں آئی ہوں تو حقیقت مجھے ہضم نہیں ہو رہی۔وہ پھر بے جان قہقہ لگا کر ہنسی۔

اپنا ہاتھ بی جان کے ہاتھ سے چھڑایا اور واشروم کی طرف چلی گئی۔

بی جان وہی بیٹھیں اس کا انتظار کرنے لگیں۔ایک گھنٹے بعد، واشروم کا دروازہ کھلا،اور رابیل بے جان قدموں کے ساتھ باہر آئیں۔

رابیل نے باہر دیکھا تو بی جان ابھی بھی وہیں تھیں۔

آپ ابھی تک یہی ہیں؟ مجھے کچھ نہیں ہوا؟ فکر نہ کریں۔رابیل کی آواز میں تھکن اور افسوس دونوں جھلک رہے تھے۔

بی جان نے اسے اپنے پاس بٹھایا اور گلے لگا لیا۔رابیل کا صبر جواب دے گیا تھا،اور وہ آنسو روک نہ پائیں۔ہر قطرہ آنکھ سے گر کر بی جان کے سینے پر گرا۔

پھر وہ بولنا شروع ہوئی ایسا بولی کہ اُسکے آنسو اُس کا بھرپور ساتھ دے رہے تھے۔وہ ایک ایک بات بی جان کو بتانے لگی۔

بی جان کے پیروں تلے زمین نکل گئی۔وہ نم آنکھوں سے رابیل کو دیکھتی رہ گئی،دل بوجھل اور سانس رکی ہوئی۔بی جان کو اپنا سر گھومتا ہوا لگا،

بی جان، مجھ پر گزری ہے۔آپ نے تو بس سنا ہے۔۔رابیل نے سر جھکایا اور اتنا کہہ کر بی جان سے الگ ہوئی۔

مجھے معاف کر دو، مجھے وہ اچھا لگا۔۔۔اور۔۔۔بی جان کو لگا جیسے سب ان کی وجہ سے ہوا ہے۔ہم کیسے اس کے جال میں پھنس گئے؟ کیسے اپنی پھولوں جیسی بچی کو اس کے سونپنے کے لیے تیار ہو گئے تھے۔

بی جان نے اسے اپنے سینے سے پھر سے لگایا،ہر درد،ہر غصہ،ہر خوف اپنے اندر جذب کیا۔

رابیل تھوڑی دیر بی جان کے سینے سے لگنے کے بعد ان سے الگ ہوئی اور ڈریسنگ ٹیبل کی طرف بڑھ گئی۔

رابیل ڈریسنگ کے سامنے کھڑی، بال بناتے ہوئے اپنے اندر کی ٹوٹ پھوٹ کو چھپانے کی کوشش کرنے لگی،

بی جان میری قسمت میں تھا سو ایسا ہو گیا۔۔وہ بال بنانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے بولی۔

بال بھی ٹھیک سے نہیں بن رہے، وہ غصے سے بولی اور برش زمین پر دے مارا۔

یہ سب دھوکہ ہے، یہ سب دکھاوا ہے۔رابیل نے اپنے ہاتھ ڈریسنگ ٹیبل پر مار کر سب چیزیں نیچے گرادیں۔

بی جان نے رابیل کو اپنے سینے سے مضبوطی سے لگالیا۔

رابیل نے سر بی جان کے سینے پر رکھ دیا، آنکھیں بند کر لیں، اور وہ رونا شروع کر دیا جو کئی دنوں سے دل کے اندر دبا ہوا تھا۔

کافی دیر رونے کے بعد وہ چپ ہوئی۔

رابیل اب ایسے تھی جیسے آنسو آنا بھول گئی ہو۔درد نے اس کے دل کو اپنی گرفت میں جکڑ لیا تھا، لیکن آنکھیں پہلے ہی اتنا رو چکی تھیں کہ اب خشک ہو چکی تھیں۔اگر وہ روتی بھی، تو شاید وہ بھی کچھ بدل نہ پاتا۔ہر سانس کے ساتھ دل کے اندر خالی پن بڑھ رہا تھا، ہر لمحہ ایک دھڑکن میں درد گھل رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

بی جان اس کے سامنے بیٹھی تھی، نرم اور محبت بھری نگاہوں کے ساتھ اس کا ہاتھ تھامے ہوئے تھی۔

بی جان!! کیا میں واقعی محبت کے قابل نہیں؟ اس کا سوال اتنا ہلکا سا تھا، لیکن دل کے اندھیروں میں چھپی ہوئی چیخ کی مانند تھا۔ رابیل کافی دیر خاموش رہی، صرف اپنے اندر اٹھتے جذبات کو محسوس کر رہی تھی۔ اور پھر بولی۔

بی جان رابیل کو دیکھتی رہیں۔ پھر درد بھری آواز میں کہا،

رابیل!! محبت کسی کا حق نہیں چھینتی۔ بس وقت پر ملتی ہے۔ تم محبت کے قابل ہو، میری جان، اور تمہاری محبت پاکیزہ ہے۔ بس ابھی وقت نہیں آیا جس میں تمہیں وہ شخص ملے جو تمہارے دل کو سمجھے۔

رابیل درد کی انتہا پر تھی پھر وہ بولی۔

"بی جان میں تو ہر رشتے کو دل سے نبھاتی ہوں۔ ہر بار پوری کوشش کرتی ہوں۔ خلوص، عزت، وفا، سب کچھ دے دیتی ہوں۔ چاہے اگلا بندہ اس قابل ہو بھی نہ، لیکن میں اسے اتنا قابل بنا دیتی ہوں اپنی چاہت اور محبت سے۔"

رابیل نے کچھ لمحوں کے لیے آنکھیں بند کیں، خاموش رہی اور پھر سر اٹھا کر سوال کیا،

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

پھر بھی کیوں ہمیشہ میں ہی ٹھکرائی جاتی ہوں؟اس کے لفظ اس کے دل کی کیفیت باخوبی بتا رہے تھے۔

بی جان نے اسے مضبوطی سے سینے سے لگالیا،

ہر انسان تمہارے دل کی گہرائی کو نہیں سمجھ سکتا۔۔۔کچھ لوگ صرف لینا جانتے ہیں، دینا نہیں۔

تم نے خلوص دیا، یہ تمہارا ظرف ہے، ان کی ناقدری۔ان کی کمی ہے، تمہارا نقصان نہیں۔بی جان اُسے حوصلہ دیتے ہوئے بولیں۔

بی جان رمیز آیا تو مجھے لگا جیسے اللہ نے میری سن لی ہو۔لگا اب زخم بھر جائیں گے۔۔میں ماضی سے مکمل طور پر رہا ہو جاؤنگی۔۔مگر۔۔۔اس نے بھی دھوکہ دیا۔۔بی جان دل ایسے جیسے پھر سے چکنا چور ہو گیا ہو۔۔

"رابیل بعض لوگ آزمائش کی شکل میں آتے ہیں۔۔ان کا کام ہے سبق دینا۔۔جو سبق دے کر جاتے ہیں وہ سہارے نہیں بنا کرتے۔رمیز آیا تاکہ تم سیکھو کہ تم کتنی انمول ہو، اپنی قیمت جانو، خود کو سستے ہاتھوں میں نہیں دینا، ہر چیز کا مناسب وقت ہوتا ہے رابیل!!"۔بی جان اس وقت بہت شرمندہ تھی۔

رابیل دھیمے لہجے میں بولی،

بی جان!! سچ کہوں تو میرا صبر اب ٹوٹنے لگا ہے۔ میں ہر رات اللہ سے بات کرتی ہوں، پر دل خالی کا خالی رہتا ہے۔

بی جان نے رابیل کا ہاتھ تھاما اور کہا،۔ اللہ کے فیصلوں پر یقین رکھو، جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیری ہوتی ہے تو وہ تمہارے لیے سب سے بہتر لکھ رہا ہوتا ہے۔

تھوڑا اور صبر کرو، اس کے بعد جو ملے گا وہ تمہاری تمام راتوں کا جواب ہو گا۔

یا اللہ، میری بچی کو صبر دے، جو شکوہ بن کر لبوں تک نہ آئے، اور وہ محبت دے جو اس کے دل کو ٹکڑا ٹکڑا نہ کرے۔ آمین۔ بی جان نے رابیل کے لیے دعا کی۔

(******)

دوسری طرف سرمد جو مجبوراً آج آفس آ تو گیا تھا۔ لیکن دل ابھی بھی رابیل کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ پتہ نہیں وہ ٹھیک ہو گی بھی یا نہیں۔ وہ بار بار اپنی خالی ڈیسک کی طرف دیکھتا رہا۔ خالی کرسی، خالی جگہ، ہر چیز اسے رابیل کی یاد دلا رہی تھی۔

کچھ دیر بعد صائم اندر آیا۔ وہ مسکرا رہا تھا۔ ایسے جیسے کوئی خوشی کی خبر لے کر آیا ہو۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سر ایک گڈ نیوز ہے۔صائم نے مسکراتے ہوئے سرمد کی طرف دیکھا، سرمد جو اس وقت کسی اور ہی سوچوں میں گم تھا۔

سرمد کو رابیل کے علاوہ کسی اور گڈ نیوز میں آج بلکل بھی انٹرسٹ نہیں تھا۔لیکن صائم کو دیکھ کر وہ سر ہلا گیا۔

بتاو کیا بات ہے؟؟ سرمد کے آواز میں روکھا پن تھا۔

صائم خوشی سے بتانے لگا۔

سر ہماری ڈیل فائنل ہو گئی ہے۔رابیل نے جو کل پینٹنگز بنائی تھیں، وہ تینوں ہم نے کلائنٹ کو کل ڈیلیور کر دی ہیں۔انہوں نے ایڈوانس پیمنٹ بھی کی ہے اور مزید آرڈرز بھی دیے ہیں۔لگتا ہے اب ہمارا اس ریکور ہو جائے گا۔

سرمد کے چہرے پر کوئی تاثر نہیں ہوتا۔

سر، آپ خوش نہیں ہوئے؟ صائم جو کہ سرمد کے منہ سے کچھ اچھا سننے کی امید لگائے بیٹھا تھا۔سرمد کا بے تاثر چہرہ دیکھ کر حیرت سے بولا،

ٹھیک ہے، تم جاؤ۔اس بارے میں بعد میں بات ہوتی ہے۔سرمد کرسی سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سرمد بار بار رابیل کا نمبر ڈائل کر رہا تھا، اور پھر ڈیلیٹ کر دیتا تھا۔

کس منہ سے میں اس کا حال پوچھوں؟ ہے کوئی جواب میرے پاس؟ سرمد خود کو مجرم سمجھ کر کوسنے لگا۔

اگر آج وہ اس مقام پر آئی ہیں تو اس کا ذمہ دار صرف میں ہوں۔

اب میں کس منہ سے کال کروں؟ اور حال پوچھوں؟

سرمد اپنی کرسی سے اٹھتا ہے، قدم بھاری ہیں، دل بھرا ہوا، اور دماغ میں رابیل کے ہر لمحے کی تصویر گھوم رہی تھی۔ باہر نکلتے ہوئے ہر سانس کے ساتھ وہ اپنے آپ سے یہی کہہ رہا تھا۔ یہ سب

میری وجہ سے ہوا، اور یہ سب کچھ مجھے ہی ٹھیک کرنا ہے

(****)

دو گھنٹے بیت چکے تھے، مگر رمیز کو ہوش نہیں آیا تھا۔ نگین کے چہرے پر آنسوؤں کے بہتے دھارے، اور ہاتھوں میں تسبیح کے دانے مسلسل گردش میں تھے۔

ہر دعا میں ایک ہی التجا تھی،

یا اللہ، میرے بیٹے کو زندگی دے دے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

دلاور ایک کونے میں کھڑا، خاموش، بس اپنے بیٹے کو دیکھ رہا تھا۔اس کی آنکھوں میں ندامت، خوف اور شکست کا ایک طوفان مچا ہوا تھا۔دروازہ کھلنے کی آواز آتی ہے۔سفید کوٹ میں ملبوس ڈاکٹر اندر داخل ہوتا ہے۔

مریض کو ہوش آگیا ہے، لیکن ابھی کسی کو ملنے کی اجازت نہیں۔

یہ سنتے ہی نگین کے لبوں سے سسکی نکلتی ہے۔

اللہ تیرا شکر ہے۔۔وہ آنسو صاف کرتے ہوئے شکر ادا کرنے لگیں۔

دلاور خاموشی سے سر جھکائے کھڑا رہا، جیسے ایک لمحے کے لیے اس کی ٹوٹی ہوئی امید پھر سے سانس لینے لگے۔کچھ دیر بعد رمیز کو آئی سی یو سے وارڈ میں منتقل کر دیا گیا۔

وارڈ کی کھڑکی سے سورج کی مدھم روشنی اندر آ رہی تھی۔بستر کے کنارے ڈرپ لٹک رہی تھی، جس سے قطرہ قطرہ دوا رمیز کی رگوں میں اتر رہی تھی۔

نگین اس کے قریب بیٹھی تھی، اس کے بالوں پر ہاتھ پھیر رہی تھی۔دوسری طرف دلاور کرسی پر جھک کر بیٹے کے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔رمیز ابھی بھی غنودگی میں تھا، وہ کبھی آنکھ کھولتا اور پھر بند کر لیتا تھا۔رمیز نے آہستہ آہستہ آنکھیں کھولیں، وہ جیسے ہوش میں آ رہا تھا۔رمیز کے لب ہلے۔اور صرف ایک ہی لفظ نکلا

ر...رابیل.

یہ نام سنتے ہی نگین کا دل جیسے رک گیا۔رمیز کی آنکھیں نیم وا ہوئیں،اور وہ الجھن سے ارد گرد دیکھنے لگا۔پہلے تو اُسے سمجھ ہی نہیں آرہا تھا کہ وہ ہے کہاں،اُس کا دماغ ابھی ایکٹیو نہیں ہوا تھا،ارد گرد نظر دوڑائی ڈرپس،لٹک رہی تھی،دوائیوں کی سمیل ہر جگہ سے آرہی تھی،اور اُس نے جب دماغ پر زور ڈالنے کی کوشش کی اور کمرے کو دیکھا تو اُس کے ذہن میں ایک ہی خیال آیا یہ میرا کمرہ تو نہیں ہے۔رمیز نے لب کھولے۔

میں یہاں کیا کر رہا ہوں...؟میں کہاں ہوں۔وہ اپنا سر پکڑ کر اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

اس کی آواز کمزور تھی مگر درد سے بھری ہوئی۔

نگین نے جھک کر اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیا،اور اس کے ماتھے پر بوسہ دیا۔

بیٹا،تم ٹھیک ہو گئے ہو،بس آرام کرو۔

رمیز کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے۔

میں کب کیسے یہاں آیا،ماما مجھے کیوں یہاں لایا گیا۔وہ بولتا گیا۔

ماما...میں زندہ کیوں ہوں؟مجھے مرنے کیوں نہیں دیا آپ نے؟میں مجرم ہوں ماما...اچھا تھا میں مر جاتا!

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑا۔ نگین نے اسے سینے سے لگایا،

رمیز! بیٹا ایسے الفاظ مت کہو۔ اللہ نے تمہیں نئی زندگی دی ہے، شکر کرو۔

اتنے میں دلاور رمیز کے قریب آیا، رمیز کو مکمل ہوس میں دیکھ کر جیسے اُس کی جان بحال ہوئی ہو

رمیز بیٹا! ! اُس نے بڑے پیار سے رمیز کو پکارا۔

رمیز چونک کر اپنے باپ کی طرف دیکھنے لگا، پھر یکدم غصے سے چیخ اٹھا،

یہ آدمی میرا باپ نہیں ہے ماما! جس نے میری زندگی تباہ کر دی، وہ میرا باپ کیسے ہو سکتا ہے؟!

دلاور قدم آگے بڑھاتا ہوا اُس کے بیڈ کے قریب آیا، مگر رمیز نے ہاتھ اٹھا کر اُسے وہاں رکنے کا کہا،

رک جایئے! ماما، انہیں بولیں یہاں سے چلے جائیں... ابھی کے ابھی! مجھے نہیں دیکھنا ان کو ماما پلیز۔ وہ درد سے چلا رہا تھا۔ اُس کا سر درد سے پھٹ رہا تھا۔

دلاور رمیز کو اس حالت میں دیکھ کر بے سودھ کھڑا رہا، پھر مزید رمیز کو اس وقت تنگ کیے بغیر خاموشی سے باہر چلا گیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

دروازے کے بند ہوتے ہی اس کی آنکھوں میں غصہ اور کرب دونوں امڈ اٹھے۔دلاور نے راہداری کے آخر میں جا کر غصے سے موبائل نکالا اور، نمبر ڈائل کرنے لگا۔

ایک لڑکی کی وجہ سے میرا بیٹا آج اس مقام پر ہے۔

دلاور اورنگزیب کا بیٹا جو باپ کو دیکھے بغیر رہتا نہیں تھا اور اب باپ کو دیکھنا نہیں چاہتا۔

سب کچھ تمہاری وجہ سے ہوا ہے رابیل... صرف تمہاری وجہ سے۔میرے بیٹے کو باپ سے جدا کر دیا تم نے۔

باپ بیٹے کو الگ کر دیا تم نے۔دلاور نے فون کان سے لگایا اور کسی سے بات کرنے لگا۔

دلاور اس وقت غصے سے آتش فشاں لاوے کی طرح پھٹنے کو تھا،اُس کا اگر بس چلتا تو رابیل کو زندہ نہ چھوڑے۔

دوسری طرف رمیز اپنے ہاتھ پر لگی ڈرِپ اتارنے کی مسلسل کوشش کر رہا تھا، لیکن اُس کے ہاتھ میں اتنی جان بھی نہیں تھی کہ وہ اتار سکے۔اس وقت وہ بہت کمزور لگ رہا تھا۔

رمیز یہ کیا کر رہے ہو؟رمیز نے ڈرپ اتارنے کے چکر میں وہ ہلا دی، جس سے اُس کے ہاتھ سے خون بہنا شروع ہو گیا۔نگین بیگم دیکھ کر گھبرا گئی اور فوراً نرس کو پکارنے لگیں۔

نرس!!نرس!!

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

مجھے نہیں جینا ماما! میں مجرم ہوں! رابیل کو کہہ دینا... میں نے جان بوجھ کر نہیں کیا! وہ بار بار یہی بولتا جا رہا تھا۔اُس کی حالت اس وقت اُسکا بلکل بھی ساتھ نہیں دے رہی تھی اُسکی آنکھیں بار بار بند ہو رہی تھی، سر چکرا رہا تھا۔رمیز کے آنسو نگین کے دامن کو بھگو رہے تھے۔

میں نے سب کچھ کھو دیا ماما... سب کچھ! رمیز بڑی مشکل سے نگین کو ساری بات بتانے لگا۔ نگین کی آواز بھرائی ہوئی تھی،

میں کچھ نہیں کر سکتی رمیز۔۔ تمہارا باپ قاتل ہے جو اپنے ساتھ ساتھ اپنے بیٹے کی خوشیاں بھی لے گیا۔میرا سکون بھی چھین لیا۔میں کہتی رہ گئی، پر اس نے سنی نہیں۔۔ نگین بیگم اس وقت اپنے بیٹے کی حالت دیکھ کر خود کو رونے سے بھی نہیں روک پا رہی تھیں وہ مسلسل روتی جا رہی تھیں۔

رمیز نے التجائیہ لہجے میں کہا،

ماما... ایک بار رابیل سے بات کروا دیں... بس ایک بار...

نگین نے ایک نظر رمیز کو دیکھا جو کسی بچے کی طرح بلک بلک کر رو رہا تھا۔

نگین نے کانپتے ہاتھوں سے فون اٹھایا، رابیل کا نمبر ڈائل کیا۔

کال ملی، دوسری طرف سے فون اٹھالیا گیا۔

"اب کیا باقی رہ گیا کہنے کو، مسز دلاور؟ آپ کے بیٹے نے ساری کسر پوری کر دی تھی... رابیل کی آواز میں تلخی تھی۔"

نگین کچھ بولتی اس سے پہلے رمیز نے فون چھین لیا۔

"رابیل... بس ایک بار مل لو مجھ سے، پلیز رابیل"

رمیز کی آواز سن کر رابیل نے اُس کو جواب دینا ضروری نہیں سمجھا، جواب میں خاموشی تھی، پھر کال کٹ گئی۔

رمیز کے ہاتھ سے فون نیچے گرا۔ اُس کی آواز بھرّا گئی۔

ماماااااا۔۔۔

وہ اپنی ماں کے سینے سے لپٹ گیا، ایسے جیسے کوئی بچہ خوفناک خواب سے ڈر کر ماں کے آنچل میں پناہ لیتا ہو۔ نگین کے آنسو رمیز کے بالوں میں گرتے جا رہے تھے۔

رمیز روتے روتے ایک دم خاموش ہو گیا تھا جیسے اس کی روح تھک چکی ہو۔

رمیز نے اپنا سر دوبارہ بیڈ پر پڑے تکیہ پر رکھا اور آنکھیں موند گیا وہ بلکل ایک یک نادان بچہ لگ رہا تھا جو ابھی دنیا میں آیا ہو، اور پہلی بار زندگی کی سچائیوں سے آشنا ہو رہا ہو۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

پہلے جو رمیز تھا، وہ تو شاید محض ایک دھوکہ تھا۔اب جو ہے، وہ صرف درد، ندامت اور حقیقت کا عکس ہے۔

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جب کوئی انسان اپنی زندگی کے کسی مرحلے میں نادان ہوتا ہے، غلط فیصلے کرتا ہے یا جذبات کے بہاؤ میں بہہ جاتا ہے تو لوگ اس کی ان غلطیوں کو اسکی پہچان بنا دیتے ہیں۔ لیکن وقت ایک ایسا استاد ہے جو کسی کو خاموشی سے سیکھا دیتا ہے۔۔ کسی کو ٹھوکریں کھانے پر مجبور کرتا ہے اور پھر گرتے سنبھلتے اس کے اندر شعور، فہم اور گہرائی آتی ہے۔ مگر جب وہی نادان انسان زندگی کے تجربات سے سیکھ کر ماضی کی غلطیوں سے سبق لے کر، اپنی سوچ اور طرزِ عمل کو بدلتا ہے تو لوگ اس کی اس تبدیلی کو ماننے سے انکار کر دیتے ہیں۔۔ وہ اس کی موجودہ عقلمندی، سمجھداری، شرافت کو شک کی نظر سے دیکھتے ہیں۔۔اور اسے اسکی پرانی غلطیوں اور خطاؤں سے جوڑ کر ہی پرکھتے ہیں۔۔ وہ سمجھتے ہی نہیں کہ انسان وقت کے ساتھ بدل بھی سکتا ہے۔۔ سنور بھی سکتا ہے۔۔ دنیا کو اکثر صرف وہی چہرہ یاد رہتا ہے جو اسنے پہلے دیکھا تھا۔۔۔ چاہے اس کے چہرے پر آج کتنی ہی سنجیدگی اور دانائی کیوں نہ آ گئی ہو۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اور یہی سب سے بڑی تکلیف ہوتی ہے کہ ایک شخص نے دل سے خود کو بدلا ہو، اندر سے خود کو بہتر کیا ہو اپنی غلطیوں سے سیکھا ہو،، خود کو سزا دی ہو۔۔اور اپنی ساری کمزوری کو طاقت میں بدل ڈالا ہو۔۔ لیکن لوگ پھر بھی اسے وہی پرانا غلطیوں کا پتلا ہی سمجھیں گے۔۔

اور رمیز کے ساتھ بھی یہی ہوا۔اب جب وہ مکمل طور پر ایک نیا انسان بن گیا تھا تو اسکو سمجھنے کا موقع نہیں مل رہا۔۔وہ پہلے کے ترازو میں رکھ کر ہی تولا جائے گا، اور تولا جا رہا تھا۔

اصل دکھ یہی نہیں کہ آپ نے کبھی غلطی کی بلکہ اصل دکھ یہ ہوتا ہے کہ آپ نے اپنی غلطیوں کو استاد بن کر سیکھا ان سے۔۔اور دنیا نے آپ کی اسی کوشش کو نظر انداز کر دیا۔۔ مگر ایسے وقت میں انسان کو اپنے ضمیر کی آواز سننی چاہیے۔۔کیونکہ سچی تبدیلی کے لیے صرف اپنے آپ کی تسلیم کروانے کی ضرورت ہوتی ہے۔۔نہ کہ دنیا سے۔اپنے آپ کو کسی کے سامنے ثابت کرنے کی ضرورت نہیں۔

دنیا دیر سے مانتی ہے اور کبھی کبھی تو بلکل بھی نہیں مانتی۔۔ لیکن سچ اور خلوص اپنی جگہ بنا ہی لیتا ہے۔

)*******(

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رابیل کے لیے لمحے جیسے تھم گئے تھے۔وہ جائے نماز پر بیٹھی تھی،ہاتھ اب بھی دعا کے انداز میں اٹھے ہوئے تھے۔چہرے پر تھکن کے آثار تھے مگر آنکھوں میں ایک عجیب سی روشنی تھی،وہ روشنی جو غم کے بعد حاصل ہونے والے سکون سے جنم لیتی ہے۔

آج وہ کتنے دنوں،کتنے مہینوں بعد اپنے رب سے یوں دل کی بات کر رہی تھی۔اس سے پہلے بھی وہ نماز پڑھتی تھی،قرآن پاک کی تلاوت کرتی تھی،مگر آج کچھ مختلف تھا۔آج اس کے سجدوں میں ایک گہرائی تھی،ایک عاجزی تھی جو شاید کبھی پہلے نہ تھی۔

زندگی کی مصروفیات نے ہمیشہ اس کے گرد شور بکھیر رکھا تھا۔آفس کی ذمہ داریاں،لوگوں کی توقعات،وقت کی دوڑ،سب نے اس کے دل کو سخت سا بنا دیا تھا۔مگر آج،جب دل پر ٹھوکر لگی،جب رگِ جاں میں درد اترا،تو وہی رابیل جو کبھی جلدی جلدی نماز پڑھ کر اپنے کاموں میں مگن ہو جاتی تھی،اب طویل قیام میں کھڑی تھی۔ہر آیت کے ساتھ آنسو گالوں پر بہہ رہے تھے۔ایسا لگتا تھا جیسے رب نے واقعی اسی لمحے اس کے دل کو چھو لیا ہو،جیسے وہ اسی ملاقات کا منتظر تھا۔

یاایسا بھی کہہ سکتے ہیں کہ جب تک ایک ٹھوکر دل پر نہ لگے توانسان اچھے طریقے سے رب کے روبرو بھی نہیں ہوتا۔۔اللہ کی طرف رجوع کرنے کے لیے ٹھوکر کا لگنا بہت ضروری ہے۔ورنہ کون جاتا ہے اپنا محل نما گھر چھوڑ کر جھونپڑی میں۔جب تک کہ کوئی مجبوری نہ ہو۔

کمرے کے دوسرے کونے میں بی جان اپنی مخصوص جگہ پر بیٹھی تھیں،ہاتھ میں قرآن پاک تھا،اور ان کے لبوں پر سورتِ واقعہ کے الفاظ بہتے جارہے تھے۔ان کے چہرے سے نور جھلک رہا تھا،ایک سکون،ایک اطمینان جو برسوں کی عبادت سے پیدا ہوتا تھا۔مغرب کی نماز کے بعد بی جان سورت واقعہ ضرور پڑھا کرتی تھیں۔

رابیل خاموشی سے ان کی تلاوت مکمل ہونے کا انتظار کرتی رہی۔اس کے دل میں ایک طوفان تھا مگر چہرے پر سکون۔جیسے کوئی سمندر ہو جس کی تہہ میں بھنور چھپے ہوں،مگر اوپر سطح بالکل پر سکون ہو۔

بی جان نے جب سورت مکمل کی تو رابیل نے آہستہ سے اپنا رخ ان کی طرف موڑا۔بی جان کی آنکھوں میں شفقت تھی،اور رابیل کے چہرے پر ایک عجیب سا قرار۔

رابیل کے دل میں ایک احساس لہرا رہا تھا، جیسے اس نے اپنے رب کو نئے سرے سے جان لیا ہو۔

اس نے دھیرے سے بولنا شروع کیا۔

بی جان!!

جب بھی میرے دل پر غموں کا بوجھ بڑھتا ہے، میں نے لوگوں کے سامنے آنسو بہانے کی بجائے اپنے رب کے سامنے دل کا حال بیان کرنا شروع کر دیا ہے۔ نماز کے سجدے میں سر رکھ کر جب میں نے اپنے دکھوں کو وہاں چھوڑا، تو دل کا بوجھ آہستہ آہستہ ہلکا ہونے لگا، وہ غم جو دنیا کے ہجوم میں مجھے تنہا کر دیتا تھا۔۔اللہ کی رحمت نے اسے سکون میں بدل دیا۔

وہ وقت جب میں لوگوں سے اپنے درد کا اظہار کرتی تھی، اور ہر بار دل اور بھاری ہو جاتا تھا۔ مگر آج، اب جب میں نے رب کے حضور اپنے دل کی دنیا کھولی، تو اس غم نے سکون میں بدلنا شروع کر دیا۔ آنکھوں کے آنسو اب شکایت نہیں بلکہ شکر کے تھے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

بی جان خاموشی سے اسے دیکھ رہی تھیں۔ان کی آنکھوں میں اطمینان کی ایک جھلک تھی۔

ان کے سامنے بیٹھی یہ رابیل وہی نہیں تھی جو کچھ دن پہلے بے چین، بے سکون اور الجھی ہوئی تھی۔اب اس کے چہرے پر ایک نور تھا، جیسے کسی نے اس کے دل کے گرد لپٹے غموں کو چاک کر کے وہاں روشنی بھر دی ہو۔

رابیل نے آنکھیں بند کیں۔دل کے اندر ایک نرم سرگوشی گونجی کہ اصل طاقت رب کی قربت میں ہے۔وہ قربت جس میں کوئی خوف نہیں، کوئی پردہ نہیں۔وہ قربت جہاں انسان کا دکھ الفاظ میں نہیں، احساس میں سمجھا جاتا ہے۔

میں نے دیکھا کہ اپنی تکلیفیں لوگوں سے چھپا کر انہیں اپنے رب کے سامنے سچائی سے پیش کرنا ہی اصل شفا ہے۔

ہر بار جب میں آنکھیں بند کر کے اللہ سے رابطہ کرتی ہوں تو دل کی دنیا روشن ہو جاتی ہے،۔اور زندگی کا ایک نیا رنگ ملتا ہے۔

جو درد لفظوں میں بیان نہ ہو سکا۔۔وہ دعاؤں میں نرم پڑ گیا۔

اب میں جانتی ہوں کہ میری سب سے بڑی طاقت میرے رب کی قربت ہے۔ جہاں میں بلا کسی خوف کے اپنے دکھوں کو بانٹ سکتی ہوں۔

اسلیے اب میں ہجوم سے کتراتی ہوں۔ کیونکہ میری دنیا میں سکون صرف اللہ کے ہونے سے ملتا ہے۔ اور یہی سکون میری زندگی کا سب سے قیمتی تحفہ ہے۔

رابیل نے سر تھوڑا سا جھکایا، نظریں زمین پر تھیں۔ کچھ لمحے خاموش رہنے کے بعد وہ بولی۔

بی جان!! میں ہمیشہ لوگوں کے دور ہو جانے اور مجھ سے روٹھ جانے کے خوف میں مبتلا رہی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

میرے دل کے اندر ایک ان دیکھی بے چینی تھی۔ ایک ایسا ڈر، جو ہمیشہ ساتھ رہا، کہ کہیں وہ لوگ جو میرے لیے خاص ہیں، مجھ سے دور نہ ہو جائیں۔

مجھے ہمیشہ یہ فکر کھائے جاتی تھی کہ اگر کوئی رُوٹھ گیا، کوئی چھوڑ گیا، تو میرا وجود خالی ہو جائے گا، جیسے میرے اندر کی دنیا ویران ہو جائے گی۔

وہ رکی، سانس بھری، اور اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو مضبوطی سے تھام لیا۔

زندگی کی یہی کشمکش، یہی تنہائی، میرے دل کو چبھتی رہی۔

"میں جتنا لوگوں کو قریب کرنا چاہتی تھی، وہ اتنے ہی فاصلے پر چلے جاتے تھے۔ لیکن پھر ایک وقت آیا جب میرا دل تھک گیا۔ اور اسی تھکن کے لمحے میں میں نے پہلی بار سچ میں اپنے رب کو محسوس کیا۔"

اب میں سمجھ گئی ہوں بی جان، کہ جب انسان کا رشتہ اپنے رب سے مضبوط ہو جاتا ہے تو باقی سارے رشتوں کا اثر مدھم پڑنے لگتا ہے۔

پہلے میرا سب سے بڑا خوف یہ تھا کہ لوگ مجھ سے دور ہو جائیں۔

اب میرا سب سے بڑا خوف یہ ہے کہ کہیں میرا رب مجھ سے خفا نہ ہو جائے۔ کہیں میں اس کی رحمت کی بارگاہ سے دور نہ ہو جاؤں۔

اس کی آواز نرم ہو گئی، مگر ہر لفظ کے ساتھ آنکھوں سے نمی جھلکنے لگی۔ میں اب ہر سانس، ہر دعا میں یہی مانگتی ہوں کہ اگر ساری دنیا مجھ سے روٹھ جائے تو کوئی بات نہیں،

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

بس میرا رب مجھ سے ناراض نہ ہو۔اگر میرا رب خفا ہو گیا، تو میری زندگی ویران ہو جائے گی۔

میرے دل کی روشنی بجھ جائے گی۔میری روح بے قرار، بے چین اور بے سکون ہو جائے گی۔

پھر میں کس کام کی رہوں گی؟اور میری آخرت کا کیا حال ہو گا؟

میری خوشیاں بے معنی، لمحے ادھورے،اور امیدیں ٹوٹی ہوئی محسوس ہوں گی۔

رابیل کے چہرے پر ایک درد بھری سنجیدگی تھی۔وہ جیسے خود سے بات کر رہی تھی، مگر بی جان کے دل تک ہر لفظ اتر رہا تھا۔

اور پھر اس نے دھیرے سے سر اٹھایا، نگاہیں بی جان پر ڈالیں۔

میں سوچتی ہوں بی جان،"اگر رب کی رحمت سے کوئی محروم رہ جائے تو اس کی زندگی تو اندھیروں کا کنواں بن جاتی ہے۔جہاں نہ کوئی روشنی ہوتی ہے،نہ کوئی سکون۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میری زندگی کا محور اب صرف میرے رب کی محبت ہے۔اگر وہ محبت ختم ہو گئی، تو میرا وجود ختم ہو جائے گا۔"

وہ لمحہ بھر کے لیے خاموش ہوئی۔

پھر رابیل کے ہونٹوں پر ایک نرم سی مسکراہٹ آئی، وہ وہی مسکراہٹ تھی جو شکر کے احساس سے جنم لیتی ہے۔

اب یہی خوف میری زندگی کا سہارا بن گیا ہے، بی جان۔یہی خوف مجھے رب کی محبت میں گہرائی تک لے جاتا ہے۔یہی مجھے سکھاتا ہے کہ دنیا کی ہر چیز، ہر رشتہ، ہر چاہت، رب کی رضا سے کم تر ہے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

بی جان نے رابیل کے چہرے پر نظر ڈالی۔ان کے ہونٹوں پر شکر کا تبسم ابھرا۔دل ہی دل میں انہوں نے رب کا شکر ادا کیا کہ جس رابیل کو کبھی ٹوٹنے سے سنبھلنے میں مہینے لگتے تھے،

آج وہ اتنی مضبوط، اتنی پُر یقین اور پُر سکون لگ رہی تھی۔بی جان کے ہاتھ تسبیح پر رُک گئے۔ان کی آنکھیں تر تھیں، مگر ان آنسوؤں میں خوشی چھپی تھی۔بی جان نے رابیل کو

ٹوٹتے بکھرتے اور سسکتے دیکھا ہوا تھا، وہ اب بھی بے حد پریشان تھیں کہ رمیز کی وجہ سے کہیں وہ پھر پہلے والی رابیل نہ بن جائے جو درد کی انتہا پر تھی۔

لیکن رابیل کو اُس کے ماضی نے اللہ سے جڑے رابطے نے یہ چیز آہستہ آہستہ سکھادی تھی کہ اُسے خود ہی مضبوط ہونا ہے وقت ایک جیسا کبھی نہیں رہتا، وہ خود بھی پہلے والی رابیل نہیں بننا چاہتی تھی اُس کے ماضی نے اُس کے دل پر بہت گہری چھاپ چھوڑی تھی وہ پھر سے ٹوٹنا نہیں چاہتی تھی اس لیے خود ہی خود کو جلد از جلد ٹھیک کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

بی جان جان گئی تھیں کہ رابیل نے آخر کار وہ سبق سیکھ لیا ہے جو صبر اور یقین سے جڑا ہوتا ہے۔ کہ رب اگر دل میں اتر جائے تو خوف، تنہائی اور غم سب اپنا معنی کھو دیتے ہیں

بی جان رابیل کو اتنی جلدی ٹھیک ہوتا دیکھ کر اپنے رب کے حضور خوشی سے سر جھکاتی ہیں۔ کیونکہ رابیل جب پہلی بار ٹوٹی تھی تو بہت مشکل سے ٹھیک ہوئی تھی۔ لیکن اب جیسے اس نے سیکھ لیا ہو کہ اللہ تعالیٰ ہمت اور طاقت سب دے دیتے ہیں بس صبر کرنا آنا چاہیے اور رب پر یقین کرنا۔

(*****)

سرمد آج آفس سے بھی جلدی گھر آ گیا تھا۔ چہرے پر تھکن تھی مگر دل بے قرار تھا۔ کچھ دنوں سے اس کی زندگی کا محور صرف ایک نام، ایک وجود بن گیا تھا، رابیل۔

جب سے اس نے تہجد پڑھنا شروع کی تھی، ایک عجب سکون اس کے دل میں اتر آیا تھا۔ اب پانچ وقت کی نماز اس کے لیے محض عبادت نہیں رہی تھی بلکہ اس کے دل کی ضرورت بن گئی تھی۔ اور ان تمام دعاؤں کا مرکز، ان تمام مناجات کی منزل صرف ایک تھی، رابیل۔

ابھی بھی وہ جائے نماز پر بیٹھا، ہاتھ اٹھائے، نظریں نیچی کیے، دل کے اندر سے بہتی دعا کی کیفیت میں ڈوبا ہوا تھا۔ آنکھوں کے کنارے بھیگے ہوئے تھے، لب ہولے ہولے حرکت میں تھے۔ اس کے لہجے میں ایسی نرمی تھی جو کسی ٹوٹے دل کی گہرائی سے جنم لیتی ہے۔

اس نے دھیرے سے سر جھکایا۔

یااللہ، یاربّ کریم!!

"تو دلوں کے حال جانتا ہے، نیتوں کے راز جانتا ہے۔ میرے لفظ شاید کمزور ہیں مگر میری دعا سچی ہے۔"

اس کے ہونٹ کانپ گئے۔ آنکھ سے ایک قطرہ گرا اور جائے نماز کے کپڑے میں جذب ہو گیا۔

یارب، رابیل... وہ جو سب سے نازک ہے، سب سے پیاری... وہ جو ہنستی تھی تو میری دنیا روشن ہو جاتی تھی، آج وہ خاموش ہے مولا۔ وہ بکھر گئی ہے، اندر سے ٹوٹ گئی ہے۔

اس کے ہاتھ لرزنے لگے۔ دل کے اندر جیسے ایک کسک ابھر آئی۔

اس نے مجھ پر نہیں، تجھ پر یقین کیا تھا۔ اس کے خواب ٹوٹ گئے یارب، پلیز... تو ان خوابوں کو نیا رنگ دے دے۔

تو اسے پھر سے جینے کی کوئی وجہ دے دے، کوئی نیا صبح، کوئی نیا سہارا دے دے۔

اب اس کی آواز مدھم ہو چکی تھی، مگر دل کی شدت ہر لفظ کے ساتھ بڑھتی جا رہی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

یااللہ، اگر کوئی دکھ اس کے نصیب میں لکھا ہے، تو وہ دکھ میرے حصے میں ڈال دے۔ اگر کوئی تکلیف اس کے لیے لکھی ہے، تو وہ درد مجھے دے دے۔

اگر کسی رات کو اس نے روتے ہوئے گزارنا ہے، تو وہ رات میری بنا دے مولا۔

سانسوں کی رفتار تیز تھی، اور آنکھیں بند تھیں جیسے وہ اپنے خالق کے قدموں میں دل رکھ آیا ہو۔

کچھ لمحے وہ یوں ہی دعا میں گم رہا، پھر وہ سجدہ ریز ہوا اور پھر آہستہ سے بولا، میں ساری زندگی اس کے لیے دعا کرتا رہوں گا۔

بس ایک بار اسے خوش دیکھ لوں، میرے مالک... میں کچھ نہیں مانگتا۔

بس اسے چین دے دے، اسے سکون دے دے۔ وہ ہنسے، وہ جیے، وہ پھر سے زندگی کو گلے لگا سکے۔

خاموشی چھا گئی۔ صرف دیوار پر لگی گھڑی کی ہلکی ٹک ٹک اور اس کی دھڑکن کی آواز سنائی دے رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کچھ دیر بعد اس نے پھر سر اٹھایا۔ آنکھیں لال تھیں، مگر دل اب بھی خالی نہیں ہوا تھا۔

یااللہ، میرا سوال آج بھی وہی ہے۔ میری التجا آج بھی وہی ہے۔

"اگر تو نے مجھے اس کی تقدیر میں لکھا ہے... اگر میں اس کا نصیب ہوں... تو اسے میرے حوالے کر دے۔"

"میں وعدہ کرتا ہوں، اسے کبھی رونے نہیں دوں گا۔ اس کے زخم پر مرہم بنوں گا۔"

"اس کی ہر دعا بنوں گا۔ ہر آنسو کی جگہ مسکراہٹ دوں گا۔"

ایک لمحے کے لیے وہ خاموش ہو گیا۔ سینے کے اندر دھڑکنوں کی آواز سنائی دینے لگی۔ وہ لفظ لبوں پر لاتے لاتے رک گیا، جیسے یہ دعا اس کے لیے سب سے کٹھن ہو۔ وہ دل پر پتھر رکھ کر گویا ہوا

پھر آہستہ سے، ٹوٹے لہجے میں بولا،

لیکن اگر نہیں۔۔۔

"اگر میں اس کا نصیب نہیں ہوں، تو اسے کسی ایسے شخص کے حوالے کر دینا، جو اسے مجھ سے بھی زیادہ چاہے۔ جو اسے کبھی تنہا نہ چھوڑے۔ جو اُس کو کبھی کوئی زخم نہ دے۔

جو اس کی زندگی میں بہار لے آئے۔ میری زندگی تنہا گزر جائے، منظور ہے۔

لیکن وہ کبھی تنہا نہ ہو، مولا۔"

اس کے کندھے ہولے ہولے لرزنے لگے۔ آنسو اب ضبط سے باہر تھے۔ کمرے میں بس ایک سسکی گونج رہی تھی۔

چہرے پر تھکن تھی، آنکھیں سرخ، مگر دل کے اندر ایک سکون سا اتر آیا تھا۔ ہونٹ ہلے۔

بس ایک بار، یارب، میری یہ دعا خالی نہ لوٹا۔

میں اس کی زندگی میں اجالا نہیں بن سکا،

پر کم از کم اس کی راتوں کا اندھیرا ختم کر دے۔

آمین، یارب العالمین۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

پھر وہ جائے نماز پر سر رکھ کر دیر تک خاموش بیٹھا رہا۔

(*****)

دو دن بعد جب ہسپتال کے سفید بستر سے رمیز کو رہائی مل گئی تھی، تو باہر نکلتے ہوئے نگین بیگم کے چہرے پر سکون کم اور تشویش زیادہ تھی۔ڈاکٹر نے نرم لہجے میں تاکید کی تھی کہ مریض کو مکمل آرام کی ضرورت ہے، دل و دماغ کو کسی صدمے سے دور رکھا جائے۔ لیکن نگین جانتی تھی کہ بیٹے کے دل میں سکون اب کسی دوا، کسی آرام سے نہیں آنے والا۔

نگین بیگم نے رمیز کو گاڑی کی پچھلی سیٹ پر بٹھایا، خود بھی خاموشی سے آگے آ بیٹھی۔ راستے بھر رمیز کھڑکی سے باہر دیکھتا رہا۔ درختوں کے پیچھے بھاگتی سڑک، ڈوبتا سورج، اور فضا میں پھیلی شام کی زرد روشنی، سب کچھ اسے بے معنی لگ رہا تھا۔اس کے چہرے پر خالی پن اور آنکھوں میں ایک ہی عکس تھا، رابیل کا۔

گھر پہنچ کر وہ سیدھا اپنے کمرے میں چلا گیا۔ کمرے میں نیم اندھیرا تھا۔ پردے بند، کھڑکیوں سے آتی ہلکی روشنی اس کے چہرے پر پڑ رہی تھی۔ وہ آہستہ سے بستر پر لیٹ گیا۔اس وقت وہ

نیم غنودگی میں تھا آنکھیں چھت پر جم گئیں۔ سانسیں بوجھل تھیں۔ دماغ میں ایک ہی نام گونج رہا تھا، رابیل۔

وقت رکتا چلا گیا۔ نگین بیگم باہر کمرے میں بیٹھی کبھی تسبیح پڑھتی، کبھی دروازے کی طرف دیکھتی۔

نگین بیگم کا دل مان ہی نہیں رہا تھا کہ رمیز سو رہا ہو گا، کیونکہ وہ رمیز کے دل کا حال جانتی تھی کہ نیند اس کی آنکھوں سے روٹھ چکی ہے۔ اس لیے نماز پڑھنے کے بعد وہ اُس ک کمرے میں جانے کا ہی ارادہ رکھتی تھیں۔

کچھ دیر بعد رمیز نے آہستہ سے آنکھیں کھولیں۔ ہوش مکمل جیسے اب آیا ہو، جیسے ہی وہ مکمل ہوش میں آ گیا دل میں ایک ہی خیال ابھرا۔ اس نے بستر سے اٹھ کر دھیرے دھیرے سے الماری کی طرف رخ کیا کپڑے نکالے اور کپڑے بدلنے کے لیے واش روم چلا گیا۔۔ کپڑے بدل کر جب آیا تو صوفے پر پڑی شال کو کندھوں پر رکھا آئینے کے سامنے کھڑا ہوا۔ چہرہ زرد پڑا ہوا تھا، آنکھوں کے نیچے سیاہ گہرے حلقے۔ پھر وہ بغیر کچھ کہے کمرے سے باہر نکل گیا۔

دروازے پر نگین موجود تھی۔ جو اس کے کمرے میں ہی آ رہی تھیں۔ انہوں نے فکر مند نظروں سے رمیز کی طرف دیکھا اور اس کا راستہ روکا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رمیز کہاں جا رہے ہو؟ ابھی تو بمشکل ہوش میں آئے ہو۔ تمہیں آرام کی ضرورت ہے بیٹا۔ نگین بیگم نے اُس پر سورت پڑھ کر پھونک مارتے ہوئے پوچھا

رمیز کا لہجہ بجھا ہوا مگر پُر عزم تھا۔

ماما... میری رابیل ٹوٹ گئی ہے۔ آرام مجھے نہیں، اس کی آنکھوں کو چاہیے۔ وہ جس حال میں ہے، میں کیسے سکون سے لیٹ سکتا ہوں۔

نگین کے ہاتھوں نے رمیز کا بازو مضبوطی سے پکڑ لیا۔

تم نے اس لڑکی کو دھوکہ دیا جس نے تمہارے نام پر بھروسہ کیا، اور اب تم جا رہے ہو۔ اب جا کر کیا کرو گے؟؟ زخم پر نمک چھڑکنے جاؤ گے۔ نگین بیگم کو اس وقت رابیل سے ہمدردی ہو رہی تھی۔

رمیز نے نظریں جھکا لیں۔ سانس بھاری ہو گئی۔ آواز بھیگ گئی۔

میں اس کا مرہم بننے نہیں جا رہا ماما... میں صرف اس کا حال دیکھنا چاہتا ہوں۔ ایک نظر... بس ایک نظر۔

Clubb of Quality Content

نگین بیگم رمیز کے سامنے بے بس ہو گئیں تھیں۔دل میں درد کی ایک لہر اٹھی۔وہ جانتی تھی کہ اُن کا رو کنا اب بیکار ہے۔اس کے بیٹے کے قدم کسی اور کے دل کی طرف بندھے ہوئے ہیں۔

انہوں نے رمیز کا رستہ چھوڑ دیا۔رمیز کندھے پر شال ٹھیک کرتے ہوئے وہاں سے نکلا، چند لمحوں بعد دروازے کی ہلکی سی چرچراہٹ ہوئی،اور رمیز گھر سے نکل گیا۔

دوپہر کا سورج ڈھل رہا تھا۔ہوا میں ہلکی سی ٹھنڈک تھی۔رمیز کے قدم رابیل کے گھر کے سامنے آکر رک گئے۔وہی دروازہ...وہی دیواریں...وہی گلی جس میں کبھی اس کی ہنسی گونجتی تھی۔آج سب کچھ اجنبی لگ رہا تھا۔وہ گاڑی سے اترا اور گیٹ کے سامنے آیا۔

رابیل کا دروازہ وہی دروازہ جس پر کبھی خوشی سے دستک دی گئی تھی۔۔آج رمیز کے لرزتے ہاتھوں نے دروازے کی جانب ہاتھ اٹھایا۔

اس نے کانپتے ہاتھ سے دروازہ کھٹکھٹایا۔ایک لمحے کو دل دھڑکنا بھول گیا۔پھر چند لمحوں بعد دروازہ کھلا۔سامنے بی جان کھڑی تھیں۔ان کے چہرے پر غصے کی سخت لکیر کھنچ گئی۔

آنکھوں میں ایک درد بھری پہچان ابھری، مگر لہجے میں سردی تھی۔

تم یہاں؟ان کی آواز میں لرزش کم، کڑواہٹ زیادہ تھی۔

رمیز کے ہونٹ کپکپائے، آنکھوں میں ندامت تیر رہی تھی۔

بی جان... میں کچھ کہنے نہیں آیا۔ بس ایک بار... رابیل کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ صرف دیکھنا ہے، کہ وہ کیسی ہے۔

بی جان کے چہرے پر ضبط کی ایک لہر دوڑی۔ آنکھوں میں نمی ابھر آئی مگر وہ سختی سے خود کو سنبھال گئیں۔

جس دن تم نے اسے توڑا تھا، رمیز... اسی دن اس کی روح بکھر گئی تھی۔ تمہارے لیے اب یہاں کوئی جگہ نہیں ہے۔ یہ سب کرنے سے پہلے تمہیں سوچنا چاہیے تھا۔ چلے جاو یہاں سے۔ بی جان سخت لہجے سے بول رہی تھیں۔

رمیز اپنی جگہ سے نہیں ہلا، وہ التجا کر رہا تھا۔ بی جان نے اگلے ہی لمحے دروازہ بند کر دیا۔

دروازے کے بند ہونے کی آواز جیسے رمیز کے دل میں جا کر گونجی۔ پوری دنیا جیسے خاموش ہو گئی۔

وہ دروازے کے سامنے ہی زمین پر بیٹھ گیا۔ ٹھنڈی سیڑھیاں اس کے بدن کی گرمی کھینچنے لگیں۔ اس نے دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپا لیا۔ سانسیں بے ربط تھیں۔ لمحے گزرتے گئے، شام رات میں بدلنے لگی، محلے کی بتیاں جل گئیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

لیکن رابیل کی طرف سے نہ کوئی پردہ ہلا، نہ کوئی روشنی دروازے کی درز سے جھانکی۔

رمیز وہیں بیٹھا رہا۔ کئی گھنٹے گزر گئے۔ ہوا ٹھنڈی پڑتی گئی، آنکھوں سے بہتے آنسو سرد رخساروں سے بہہ کر زمین میں جذب ہوتے رہے۔

پھر جب رات نے مکمل اندھیرا پھیلا دیا، رمیز آہستہ سے اٹھا۔ قدم بوجھل تھے، جیسے جسم میں جان باقی نہ ہو۔ واپس اپنے گھر کی طرف چلا، دروازہ کھولا، اندر داخل ہوا۔ کمرے میں جا کر سیدھا بستر پر گر گیا۔

چھت کو دیکھتے دیکھتے لب ہولے سے ہلے، آواز بمشکل نکلی۔

"میں نے تمہیں کھو دیا رابیل... شاید ہمیشہ کے لیے۔"

اور پھر کمرے میں صرف خاموشی رہ گئی، ایسی خاموشی جو چیخوں سے زیادہ دردناک تھی۔

(*****)

ظہر کی اذان کے بعد کچن میں ہلکی دھوپ کے قوس و قزح جیسے رنگ بکھر رہے تھے، موسم اب سردی پکڑ چکا تھا۔ رابیل نے بی جان کے پاس قدم بڑھائے، جو چولہے کے پاس کھڑی، چمچ ہلاتی جا رہی تھیں۔ چمچ کی ہلکی سرسراہٹ کے ساتھ بادام کی ہلکی خوشبو کچن میں پھیل رہی تھی، اور ایک طرف السی کی پنیوں کا سامان ترتیب سے رکھا ہوا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رابیل کاؤنٹر کے کنارے پر جا کر بیٹھ گئی، ہاتھوں کو گود میں رکھے اور خاموشی سے بی جان کو دیکھتی رہی۔بی جان مسلسل کام میں مصروف تھیں، کبھی چمچ گھما رہی تھیں اور کبھی بادام کاٹ کر مکس کر رہی تھیں۔کچن کی روشنی ان کے چہروں پر نرم دھند کی طرح پڑ رہی تھی، اور چھت س پر لگے بلب کی روشنی سے الماریوں پر رکھی اشیاء سنہرے رنگ میں جھلک رہی تھیں۔

رابیل کو اپنے پاس دیکھ کر وہ بولی،

میں تمہیں ہی بلانے والی تھی کہ میرے پاس کچن میں آجاو تھوڑی مدد کروادو لیکن تم تب دعا مانگ رہی تھی۔میں پورا آدھا گھنٹہ تمہارا انتظار کرتی رہی۔اتنی لمبی دعا مانگ رہی تھی؟؟کیا مانگ رہی تھی دعا میں۔بی جان نے مسکرا کر پوچھا، وہ رابیل کو بس کسی نہ کسی طریقے مصروف رکھنا چاہتی تھی اس لیے وہ اُسکو ایک منٹ بھی اکیلا نہیں چھوڑتی تھی جیسے ہی وہ تنہا ہوتی بیٹھ کر رونے لگتی تھی پھر آکر یہی کہتی میں تو ٹھیک ہوں۔

بی جان کو پتہ تھا کہ رابیل آہستہ آہستہ ٹھیک ہو رہی ہے، پہلے کی نسبت بہت حد تک ٹھیک ہو چکی تھی لیکن پھر جیسے ہی کوئی بات ہوتی تو اُس کو رونا آجاتا تھا۔

کیونکہ مجھے دعا مانگنا بہت پسند ہے۔بی جان۔رابیل کاونٹر پر پڑے ڈرائے فروٹس کی پلیٹ کو اٹھا کر اپنے ہاتھ میں گھما رہی تھی۔

میرے لیے دعا مانگنا عبادت نہیں،ایک رشتہ ہے۔ایک ایسا تعلق جس میں دل کی ساری تھکن،ساری خواہشیں ساری ادھوری باتیں بہہ جاتی ہیں۔

میں ہر بار مانگتی ہوں۔۔پورے یقین کے ساتھ۔۔جیسے میرا رب سن رہا ہے جیسے وہی میرا سب سے قریبی تعلق ہے سب سے مہربان ساتھی،۔

اور مانگنے کے بعد میں یہ نہیں سوچتی کہ یہ ملے گا یا نہیں۔۔میں بس کہہ دیتی ہوں۔

"یارب میں ایک انسان ہوں۔۔اور انسان کی خواہش ہوتی اسے سب کچھ ہی مل جائے،اسلیے وہ سب کچھ ہی مانگنے لگ جاتا ہے یہ سوچے سمجھے بغیر کہ اسکے لیے کیا صحیح اور کیا غلط۔۔۔لیکن یارب تو مجھے وہ عطا کرنا۔۔جو میرے حق میں بہترین ہو۔۔"

کیونکہ مجھے اب سمجھ آچکا ہے۔۔ہم انسان تو سب کچھ ہی چاہتے ہیں۔۔ہر وہ چیز جو ہمیں اچھی لگتی ہے۔۔۔پر ہمیں نہیں معلوم کہ اس کے پیچھے کیا چھپا ہے۔

بی جان اُسکی باتوں کو غور سے سن کر ہاں میں سر ہلاتی جا رہی تھی اور ایک دو بار نظر اٹھا کر اُسے دیکھتی اور پھر مسکرا دیتی تھی۔

رابیل نے پلیٹ پھر سے کاونٹر پر رکھ دی اور بولی۔

بی جان!!

کبھی کبھی دل ڈر جاتا ہے کہ اگر میری دعا کا جواب ''نہیں'' ہوا تو۔۔؟؟

مگر پھر وہی دل مجھے تسلی دیتا ہے کہ میرا رب صرف انہیں کو آزماتا ہے جن سے وہ محبت کرتا ہے۔

اور میں کوشش کرتی ہوں کہ ان کی آزمائشوں پر پورا اتروں۔۔میں نے زندگی میں کبھی دعا کا دروازہ بند نہیں ہونے دیا۔۔جب ساری دنیا خاموش ہو گئی۔۔تب ایک رب ہی تھا جو میری خاموشی کو بھی سن رہا تھا۔۔

میں رو رو کر جس چیز کے لیے دعائیں کرتی تھی۔۔۔آج پلٹ کر دیکھتی ہوں تو شکر ادا کرتی ہوں کہ وہ مجھے نہیں ملی۔۔

شائد اگر وہ مل جاتی۔۔۔تو میرا نقصان ہوتا۔۔۔اور شائد میں بکھر جاتی۔۔تب سے میں نے صبر کو گلے لگا لیا ہے۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

تب سے میں نے رب کے فیصلوں پر سر جھکانا سیکھ لیا ہے۔

اب جب بھی کوئی خواہش دل میں ابھرتی ہے۔۔۔چاہے وہ چھوٹی ہو یا بڑی۔

میں اسے کسی انسان کے سامنے نہیں رکھتی۔۔بس اپنے رب سے کہہ دیتی ہوں۔

بس وہی ایک ہستی ہے جسے میں جانتی ہوں۔۔جس پر بھروسہ کرتی ہوں۔لوگوں سے کچھ نہیں چاہتی میں بی جان۔

نہ ان کے الفاظ۔۔نہ ان کی توجہ نہ ان کی موجودگی۔میرے لیے بس میرا رب کافی ہے۔

میری دعاؤں کا ساتھی۔۔میرے دل کا رازدار۔میری خاموشی کا ترجمان۔

بی جان چمچ ہلانا چھوڑ کر۔۔رابیل کی طرف مڑتی ہیں جو پیچھے کاؤنٹر پر بیٹھی اپنی بات میں اتنی مگن تھی کہ اُسے بی جان اپنے پاس آئی محسوس نہیں ہوئی وہ نیچے نظریں کر کے بات کر رہی تھی۔

بی جان نے رابیل کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا اور اُسے لبوں سے لگا لیا۔پھر اُس کے گال پر ہاتھ رکھ کر شفقت سے بولیں۔

میں رابیل تمہیں ہمیشہ خوش دیکھنا چاہتی ہوں۔۔۔میرا رب میری بچی کا نصیب اتنا اچھا کریگا کہ دنیا رشک کرے گی۔۔انشاءاللہ۔

میں خوش ہوں کہ تم ٹھیک ہو رہی ہو، میں خوش ہوں کہ تم سیکھ رہی ہو۔ تم رب کے فیصلوں پر ناشکری اور شکوے کی بجائے صبر سے کام لے رہی ہو۔ اور دیکھنا ایک دن تمہارا یہی صبر تمہاری دنیا سنوار دے گا۔ آگ ایک دم تیز ہوئی تو جلنے کی بو آنے لگی۔ بی جان فوراً کاونٹر سے پلٹ کر چولہے کی طرف آئیں اور گیس کم کی۔

رابیل کچھ سوچنے کے بعد پھر سے بولی۔

بی جان اب میں پریشان نہیں ہوں۔۔۔ کیونکہ مجھے میرے رب پر یقین ہے۔

مجھے معلوم ہے کہ میرا اللہ میری دعاؤں کو سنتا ہے، میرے آنسوؤں کو دیکھتا ہے اور میرے دل کی بے قراری کو بھی سمجھتا ہے۔۔ میرا رب میرے ساتھ کبھی برا نہیں کرے گا۔

کیونکہ وہ مجھ سے ستر ماؤں سے زیادہ محبت کرتا ہے۔ رابیل کی سب سے اچھی بات تھی وہ یہ تھی کہ وہ اپنے آپ کو تسلیاں دے لیتی تھی اگر کوئی اور اُسے تسلی نہیں دے سکتا تھا تو وہ خود سے اپنے آپ کو مطمئن کر کے دلاسے دے کر خوش ہو جایا کرتی تھی۔ وہ لوگوں سے امید لگانا کب کا چھوڑ چکی تھی۔

پھر رابیل نے ایک گہری سانس لی، اور سچے دل سے کہا،

بی جان!! میں نے ان لوگوں کو دل سے معاف کیا جنہوں نے میرا دل دکھایا، کیونکہ میں جانتی ہوں کہ معاف کر دینا دل کو ہلکا کر دیتا ہے۔

میں نے کسی کے لیے برا نہیں چاہا۔۔اور مجھے یقین ہے کہ میرا رب بھی میرے ساتھ بھلا ہی کریگا۔

میری زندگی انشاءاللہ بہت خوبصورت ہو گی۔۔یہ آزمائشیں وقتی ہیں یہ اداسی عارضی ہے میرے رب کی رحمت میرے ہر درد سے بڑی ہے۔۔اور اسکی حکمت میری ہر الجھن سے بلند۔

میں صرف دعا کرتی ہوں،۔صبر کرتی ہوں اور اپنے رب پر بھروسہ کرتی ہوں۔

اور دل کی گہرائیوں سے یقین رکھتی ہوں کہ انشاءاللہ میری زندگی کا ہر آنے والا دن خوشی، سکون اور کامیابی لے کر آئے گا۔

کچن کا ماحول پہلے کی طرح بھاری نہیں رہا تھا، بلکہ ایک غیر محسوس سکون نے دل و دماغ کو چھو لیا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رابیل خود بھی حیران تھی کہ وہ کس طرح اپنے دل کا بوجھ ہلکا محسوس کرنے لگی ہے۔راتوں کی بے چینی، آنکھوں کی نمی، اور دل کے اضطراب سب کچھ دھیرے دھیرے ماند پڑنے لگے تھے۔

وہ جو ہر سانس میں ٹوٹ رہی تھی، اب آہستہ آہستہ زندگی کی طرف پلٹ رہی تھی۔ہر صبح جو پہلے بوجھ لگتی تھی، اب اسے دھیرے دھیرے ہلکی محسوس ہونے لگی تھی۔

کسی کو اس کا احساس نہ تھا، اور خود رابیل کو بھی نہیں معلوم تھا کہ یہ تبدیلی کیسے آئی۔وہ کیا طاقت تھی جس نے اس کے زخموں پر خاموشی سے مرہم رکھ دیا۔اُسے اپنی دعاوں پر یقین تھا لیکن ان دعاوں کے علاوہ کوئی اور بھی تھا جو اس کی بہتری کے لیے دعا کرتا تھا۔

ایک شخص دور بیٹھا، رات کے سناٹے میں تہجد پڑھتا تھا، سجدوں میں گرا ہوا، ہر لمحہ ہر سانس صرف رابیل کے لیے رب سے التجا کر رہا تھا۔سرمد، جس کی دعاؤں میں نہ کوئی غرض تھی نہ کوئی دعویٰ، بس ایک بے آواز فریاد تھی کہ یارب رابیل کو دوبارہ جینے کی طاقت دے۔

اس کی دعائیں بے نام تھیں، سادہ تھیں، مگر اثر رکھتی تھیں۔اور رابیل کو بس اتنا ہی محسوس ہوا کہ وہ اب سنبھلنے لگی ہے، جیسے کوئی اندر ہی اندر اسے تھام رہا ہو، حوصلہ دے رہا ہو۔بے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

خبری کے عالم میں، سرمد کی شدتِ دعا کا اثر اس پر چھا گیا۔ دل میں ایک نرم روشنی سی جاگ اُٹھی تھی، ایک خاموش طاقت جو اس کے زخموں کو بھرنے لگی تھی۔

"جب دل مانگی گئی دعا عرش تک پہنچے، تو زخم بھی خاموشی سے بھرنے لگتے ہیں"

کبھی کبھی کسی کا سجدہ تمہارے دل کو سنبھال دیتا ہے چاہے تمہیں خبر بھی نہ ہو۔۔

محبت جب دعا بن جائے، تو روح تک کا اثر جاتی ہے۔

"وہ سنبھلنے لگی۔۔۔ کیونکہ کوئی اس کے لیے رب سے ٹوٹ کر مانگ رہا تھا"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

(****)

رمیز اپنے کمرے میں بیٹھا گہری سانسیں لے رہا تھا۔ آنکھیں سوجھی ہوئی تھیں، چہرہ تھکا ہوا، ایسا لگ رہا تھا جیسے کئی سال کا بوجھ ایک ہی دن میں اس کے دل پر آ گرا ہو۔ سامنے سیکرٹری کھڑا تھا، ہاتھ میں فائل لیے، پر رمیز کی نظریں کسی خلا میں کھوئی ہوئی تھیں۔ ایک لمحے کے لیے کمرہ خاموش رہا، پھر رمیز نے آہستہ سے آنکھیں اٹھائیں۔

اس کی آواز دھیمی مگر فیصلہ کن تھی، ہر لفظ میں طاقت اور یقین تھا۔

سنو،!!رمیز اپنے سیکرٹری سے مخاطب ہوا جو کب سے اس کے پاس کھڑا تھا۔

اگر آج کے بعد میرے لیے کوئی بھی غیر قانونی کام کی کال آئے تو، مجھے مت بتانا۔ سب کو صاف بتادو کہ رمیز اور نگزیب اب کوئی غلط کام نہیں کرے گا۔

اس لمحے کے سکون میں بھی ایک چھپی ہوئی شدت تھی، جیسے ہر فیصلہ، ہر قول، اور ہر عمل کے پیچھے ایک مضبوط ارادہ چھپا ہوا ہو

سیکرٹری چونک گیا۔ کئی برس سے وہ رمیز کے لیے ہر کالی راہ آسان بناتا آیا تھا، مگر آج رمیز کے لہجے میں ایک ایسی تھکن تھی جو صرف سچی توبہ اور قلبی بوجھ اتارنے کے بعد ہی آتی ہے۔

رمیز نے لمبی سانس لی، پھر نظریں جھکا کر بولا۔ جن لوگوں کے حقوق مارے گئے، جن کا رزق چھینا گیا، جنہیں دھمکایا گیا، ان سب کے گھروں میں ان کا نقصان پورا کر کے رقم بھیج دو۔ میری طرف سے معذرت بھی کرنا۔ چاہے وہ معاف کریں یا نہ کریں، مجھے اپنا بوجھ ہلکا کرنا ہے۔

سیکرٹری ہچکچاتے ہوئے بولا،

سر، اور وہ لوگ... جن کی جانیں گئیں؟

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رمیز کی آنکھوں میں ایک گہرا، درد بھرا سایہ لہرایا۔ وہ کرسی سے اٹھا، کھڑکی کے پاس جا کر آسمان کی طرف دیکھا۔ لب کانپ رہے تھے، آواز مدھم مگر درد سے بھری ہوئی تھی۔

ان کے لیے میرے ہاتھ خالی ہیں۔ میں صرف دعا کر سکتا ہوں، کہ اللہ ان کے درجات بلند کرے اور مجھے معاف کر دے۔ میں ان کے گھروں کبھی نہیں جا سکتا... وہ آنکھیں، وہ ماتم، مجھ سے برداشت نہیں ہوں گے۔ بس اتنا کر دو جو ممکن ہے، باقی... میرا حساب صرف اللہ کے پاس ہے۔

خاموشی طویل ہو گئی۔ سیکرٹری بغیر کچھ کہے، نظریں جھکائے باہر نکل گیا۔ اور رمیز... وہ وہیں کھڑا رہا، کھڑکی کے پار اندھیرے آسمان کو دیکھتے ہوئے، اپنے اندر کے اندھیرے کو روشن کرنے کی کوشش میں گم۔

(*****)

کچھ دن بعد رابیل نے آفس کا رخ کیا۔ لمبے وقفے کے بعد اس کے قدم خاموش مگر پراثر تھے۔ وہ اب کمزور نہیں تھی، نہ ہی خوفزدہ۔ خاموشی میں ایک نئی طاقت، ایک فیصلہ کن حوصلہ تھا، جیسے سب کچھ پیچھے چھوڑ دینے کا عزم دل میں بیٹھ گیا ہو۔

وہ اپنے ڈیسک پر بیٹھی یونہی ادھر ادھر دیکھ رہی تھی، کبھی پینٹ کلر جو پاس پڑے تھے انہیں ہاتھوں میں لیتی اور کبھی برش کو۔ ابھی وہ کلرز کو پکڑے بیٹھی تھی کہ ای فیمیل سٹاف میں سے لڑکی اس کے پاس آئی۔

میم!! سرمد سر نے آپکو اپنے کیبن میں بلایا ہے۔

رابیل نے بس پر سکون انداز میں سر ہلایا اور بغیر کسی تاثر کے سرمد کے کیبن کی طرف بڑھ گئی۔ دروازہ کھولا تو سرمد کھڑکی کے پاس کھڑا تھا، ہاتھ جیب میں، گردن جھکی ہوئی۔ اس کے چہرے پر وہ تھکن اور اندرونی جنگ واضح تھی جو کئی دنوں سے اس کے دل میں چل ہی تھی۔

دروازے کی بند ہونے کی آواز پر سرمد نے آہستہ پلٹ کر دیکھا، رابیل خاموش کھڑی تھی۔ سرمد نے اُسے بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود بھی سامنے پڑی اپنی چیئر پر آکر بیٹھ گیا۔

لمحوں کی چپ کے بعد سرمد نے زبان کھولی، لہجہ لرزاں اور بوجھل تھا، دل سے بوجھ اتارتے ہوئے وہ بولا،

رابیل!! میں مجرم نہیں تھا لیکن بے خبر ضرور تھا۔

مجھے اندازہ نہیں تھا کہ رمیز...اس حد تک جائے گا۔ میں نے تو صرف اسے غیر قانونی کاموں سے روکنا چاہا تھا۔ اپنا حق مانگا تھا، اور مجھے نہیں پتہ تھا کہ یہ سب آپ کی زندگی کو توڑ دے گا۔

یہ میں نہیں جانتا تھا۔مجھے بلکل بھی معلوم نہیں تھا کہ وہ مجھ سے بدلہ لینے کے لیے آپکویوز کرے گا، سرمد اس وقت شرمندگی سے سر جھکائے بول رہا تھا۔

رابیل کا چہرہ اب بھی بے تاثر تھا، مگر آنکھوں کی نمی ہر لمحے بھاری ہوتی جارہی تھی۔ سرمد اپنی کرسی سے اٹھااور آگے بڑھا، سر میں ہلکی جھکاؤ کے ساتھ بولا،

شاید اگر میں چپ رہتا، تو آپ آج اتنی خاموش نہ ہوتیں، اتنی تنہا نہ ہوتیں۔مجھے اُس سے دشمنی مول نہیں لینی چاہیے تھی۔اگر مجھے پتہ ہوتا کہ وہ مجھ سے بدلہ لینے کے لیے اس حد تک جاسکتا تو باخدا میں کبھی بھی اُس کے راستے میں نہ آتا، میں اُسے وہ زمین بھی دے دیتا، مجھے نہیں پتہ وہ مجھ سے کس کس چیز کے بدلہ لے رہا ہے، اس کی مجھ سے دشمنی کی اصل وجہ کیا ہے مجھے سچ میں نہیں معلوم، مجھے بس یہی لگتا تھا کہ جو میں نے اُس سے زمین لی اس کا بدلہ لے رہا۔ لیکن کوئی زمین کے بدلے میں اس طرح تو نہیں کرتا۔ سرمد جیسے خود بھی الجھن میں تھا۔

سرمد خاموش ہو گیا۔

رابیل نے نگاہ اٹھا کر اسے دیکھا، ور پھر نرمی سے بولی۔

سر!! جو خاموشیاں قسمت لکھتی ہیں، ان پر کسی انسان کا اختیار نہیں ہوتا۔ اور جو کچھ ہوا، اس کا الزام کسی پر دینا اب میرے بس میں نہیں۔ وہ اب سچ میں کسی کو الزام نہیں دینا چاہتی تھی جو ہوا تھا سو ہو گیا۔ وہ بار بار پیچھے جھانک کر خود کو مزید اذیت میں نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔

پھر وہ ایک لمحے کو خاموش رہی اور بولی۔

میں نے سب کچھ دفن کر دیا ہے، اور "جو دفن ہو جائے۔۔۔۔ اسے بار بار قبر سے نہیں نکالا جاتا۔" یہ کہتے ہوئے اُس کی آواز تھوڑی کانپی تھی۔

اس نے اپنے اندر کی تھکن کو دبا کر مضبوطی سے سانس لی۔

سرمد خاموش رہا، وہ اُسکے لہجے سے اندازہ لگا گیا تھا کہ وہ اس بارے میں کوئی بات نہیں کرنا چاہتی۔۔

یوں تھوڑی دیر دونوں کے درمیان خاموشی رہی۔

پھر رابیل کرسی سے اٹھ گئی، باہر کی طرف قدم بڑھانے لگی۔

سرمد نے اسے جاتے دیکھا، کچھ کہنا چاہا، لب ہلے، مگر الفاظ گم ہو گئے۔ بس نظریں اس کے وجود سے چمٹ گئیں، مگر وہ خاموشی سے کمرے سے نکل گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سرمد کی اپنے سارے سٹاف کے ساتھ آج میٹنگ تھی اس لیے وہ بھی کیبن سے نکل کر کانفرنس روم کی طرف بڑھ گیا۔

کچھ دیر بعد کانفرنس روم میں سرمد سب کے سامنے کھڑا تھا۔آواز میں تھکن تھی، مگر آنکھوں میں عزم۔

بغیر کوئی تمہید باندھے اس نے میٹنگ کا آغاز کیا۔

کمپنی کو جو لاس ہوا تھا۔ہم سب نے اس کا سامنا کیا، مگر یہ زخم ہمیں کمزور نہیں بنائیں گے۔

ہم دوبارہ اُٹھیں گے،اس بار پہلے سے زیادہ سچائی اور خلوص کے ساتھ۔

وی ویل رائز آگین۔

ایزیو آل نو، آرٹ ہاوس کی اینول سرمنی ہے، تو وہ ہم کچھ ویکس کے لیے ڈیلے کر رہے ہیں۔

تب تک بس ایک وعدہ کریں، ہم اب وہ غلطیاں نہیں دہرائیں گے جو پہلے کر چکے ہیں۔

سب نے اثبات میں سر ہلایا۔

ایسے ہی مسلسل وہ گھنٹے میٹنگ جا رہی تھی جہاں سرمد نے اب سب کو نئے سرے سے ہر چیز کے بارے میں گائیڈ کیا تھا۔آئیڈیا بتائے سب ڈسکس کیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

میٹنگ ختم ہوئی تو سارا اسٹاف کانفرنس روم سے نکل کر اپنے اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔

رابیل بھی کرسی سے اٹھ کر جانے لگی تو سرمد نے آواز دی۔

مس رابیل!!

سرمد کی آواکانپی تھی۔

رابیل آہستہ قدموں سے پلٹی۔چہرے پر بلکل سنجیدگی تھی۔

کہیے سر

سرمد کی نظریں اس کی طرف اٹھیں،دل کی دیواریں ٹوٹ رہی تھیں۔

"میں نے آپ کے لیے کچھ نہیں کیا، مگر دل چاہتا ہے کہ میں کچھ کروں آپ کے لیے۔وہ شرمندگی کی انتہا پر تھا۔وہ اُس سے نظریں نہیں ملا پا رہا تھا۔رابیل نے کہہ دیا تھا کہ وہ کسی کو قصوروار نہیں ٹھہراتی لیکن سرمد کو گلٹ پھر بھی اندر ہی اندر مار رہا تھا۔"

رابیل نے ایک لمحہ سرمد کی آنکھوں میں دیکھا اور پھر نظریں جھکائیں، پھر آہستہ سے بولی۔

"دل سے دی گئی چیزوں کی قیمت نہیں ہوتی سر۔۔جو چیز دل سے کی جائے یا دل سے کسی کو دی جائے وہ قیمتی اور انمول ہوتی ہے۔لیکن اگر وقت پر نہ دی جائیں تو ان کی ضرورت بھی نہیں رہتی۔"

سرمد خاموش ہو گیا۔رابیل الٹے قدموں واپس گئی۔دروازہ بند ہوا۔

سرمد پیچھے کرسی پر بیٹھا،اپنا سر دونوں ہاتھوں میں تھام لیا۔

وہ چلی گئی،اور...میں اسے روکنے کا حوصلہ نہ جمع کر سکا۔

وہ کہہ سکتا تھا، مگر کہا نہیں۔وہ اس بات کے علاوہ بھی بہت کچھ کہنا چاہتا تھا۔

وہ سن سکتی تھی، مگر اُس نے کچھ بولا ہی نہیں۔

کبھی کبھی خاموشی ہی سب کچھ چھین لیتی ہے۔

(*****)

دوپہر کی خاموشی میں فون کی گھنٹی نے اچانک فضا کو توڑ دیا۔بی جان صوفے پر نیم سونے کی حالت میں آرام کر رہی تھیں،بی جان نے اٹھ کر موبائل پکڑا لیکن جیسے ہی سکرین پر تسنیم کا نام چمکا،دل ایک دم لرز اٹھا۔ماں کا دل کبھی بے وجہ نہیں گھبراتا۔بی جان آہستہ سے بولیں۔

پھر ہمت کر کے بی جان نے کال اٹھائی۔

فون اٹھاتے ہی تسنیم کی آواز کانوں میں پڑی، ہلکی، گھبراہٹ سے بھری،اور محبت سے لرزتی ہوئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

بی جان... سب ٹھیک ہے نہ؟ رابیل... کیا وہ ٹھیک ہے؟ دل بڑا بے چین ہے، نہ جانے کیوں ایسا لگ رہا ہے کہ میری بچی کسی تکلیف میں ہے۔

تسنیم بیگم کا دل کچھ دنوں سے بہت پریشان تھا، وہ بی جان کو کال کرنا چاہتی تھی لیکن مصروفیت کی وجہ سے بی جان سے رابطہ ہو ہی نہیں پایا، اور ابھی کچھ دیر پہلے ان کا دل پھر گھبرانے لگا تو انہوں نے کال کر دی،

بی جان کے لب ٹھہر گئے۔ چند لمحے وہ صرف خاموش رہیں، گہری سانس اندر کھینچتی ہوئی، دل کی دھڑکن جیسے کچھ کہنے کی اجازت نہ دے رہی تھی۔

وہ کیسے بتائیں کہ ان کی معصوم بچی، جو ابھی زندگی کے راستے پر قدم رکھ چکی تھی، اس کا دل پھر سے ٹوٹ چکا ہے؟

وہ کیسے بتائیں کہ رابیل کو پھر سے دھوکہ ملا اور وہ اندر ہی اندر بکھر گئی؟

بی جان کی خاموشی پر تسنیم بیگم کا دل اور گھبرانے لگا۔

تسنیم کی اگلی آواز اور بھی لرز رہی تھی

بی جان... کچھ ہوا ہے؟ خدا کا واسطہ ہے، سچ بتائیں... میری رابیل ٹھیک تو ہے نہ؟

بی جان نے آنکھیں بند کیں، دل کی دیواریں جیسے ٹوٹ رہی تھیں۔ دھیرے سے بولی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رابیل...رابیل ٹھیک ہے، تسنیم۔

بس وقت کے سبق سیکھ رہی ہے...بی جان بات کو گول کر رہی تھیں وہ ڈائریکٹ بول نہیں پا رہی تھیں۔

تسنیم کی سانس جیسے رک گئی۔

کیا مطلب بی جان؟ صاف صاف بتائیں...رابیل کو کیا ہوا ہے؟

بی جان نے ہمت باندھی۔ آنکھوں کے کنارے نم آنسو جم گئے۔

تسنیم وہ رمیز جس پر ہم نے اعتبار کیا... جسے ہم نے اپنا کہا...اس نے رابیل کا دل توڑا۔ اس نے کھیل کھیلا، سب کچھ ختم کر دیا۔ رابیل کی معصوم آنکھوں سے خواب چھین لیے۔ بی جان پھر بولتی گئی وہ ایک بار بھی چپ نہیں ہوئیں

تسنیم کا جسم جیسے سن ہو گیا۔ فون پر چند لمحوں کی مکمل خاموشی چھا گئی۔ پھر اچانک سسکیوں کی آواز نے ہوا بھر دی۔

یااللہ...میری بچی...میری رابیل...اتنی سی عمر میں اور کتنے دکھ...کس نے ہنسی چھین لی؟

بی جان نے نرم مگر پر اثر انداز میں کہا:

رابیل خود بہت سمجھدار ہو گئی ہے میں اُس کا پورا خیال رکھ رہی ہوں، تسنیم۔ لیکن ماں کا دل جانتا ہے...کچھ زخم صرف وقت بھر سکتا ہے۔

تسنیم کو لگا جیسے کسی نے اس کے دل کو زور سے نوچ لیا ہو۔ ہر لفظ، ہر سسکی اندر کی گہرائیوں تک پہنچ رہی تھی۔

بی جان نے سخت لہجے میں کہا۔

تسنیم، یہ سب ابھی آفتاب کو مت بتانا۔ دسمبر کی چھٹیوں میں جب تم آو گی، تب ہم مل کر بات کریں گے۔ ابھی نہیں۔

تسنیم نے ہاں میں جواب دیا آنکھوں میں آنسو اور دل میں بے چینی کے ساتھ خاموشی اختیار کی۔ فون کی لائن پر خاموشی چھا گئی، مگر ہر دل کی دھڑکن میں ایک ہی آواز گونج رہی تھی۔ رابیل کی حفاظت...اور اس کے دل کے زخموں کی چپ رہتی امید...

جیسے ہی فون بند ہوا تسنیم مکمل خاموش ہو گئیں۔

وہ چپ چاپ کمرے کے کونے میں بیٹھ گئی، ہاتھوں میں نماز کی چادر لیے، آنکھوں سے بے سدھ آنسو بہ رہے تھے۔ دل میں ایک بھاری سا بوجھ تھا، ایک درد جو لفظوں میں نہ چھپ سکتا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

پورا دن وہ خاموش رہی۔

آفتاب صاحب جب گھر آئے وہ نگین کی یہ حالت دیکھ کر پریشان ہوئے۔

وہ بار بار نگین کی طرف دیکھ کر پوچھتے رہے،

طبیعت ٹھیک ہے؟

بہت خاموش لگ رہی ہو۔؟؟

مگر تسنیم نے ہر بار ایک جھوٹی، لرزتی ہوئی مسکراہٹ کے ساتھ سر ہلایا، جیسے چاہتی ہو کہ

سب ٹھیک ہے، حالانکہ دل کا ہر حصہ چیر کر رکھا ہوا تھا۔

عصر کے وقت وہ اپنے کمرے میں نماز کے لیے بچھائی گئی چادر پر بیٹھ گئی۔ آنکھیں نم تھیں،

لیکن دل کی صدا بلند تھی۔ ہر سانس کے ساتھ دعا کی فضا میں ایک خالص التجا گھل رہی تھی۔

میری بچی کا جو دل ٹوٹا ہے، میرے مالک، اسے جوڑ دے

جو درد اس نے چپ چاپ سہا، اس پر اپنی رحمت برسا

اسے جینے کا حوصلہ دے، اس کے خلوص، وفا اور سچائی کا صلہ دے۔

اور اگر صلہ نہیں، تو کم از کم دل کو سکون دے، قرار دے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

آنکھوں سے بہتے ہوئے آنسو نماز کی چادر پر گرتے، زمین کو تر کر رہے تھے، مگر دعا کی صدا سیدھی عرش تک جا پہنچی۔

(****)

شام کو رابیل نماز کے بعد بی جان کے ساتھ بیٹھ کے ٹی وی دیکھ رہی تھی۔ٹی وی پر کوئی ڈرامہ لگا ہوا تھا۔۔جو رابیل بڑے غور سے دیکھ رہی تھی۔اُس واقعہ کے بعد سے رابیل اب خود بھی اپنے آپ کو مصروف رکھتی تھی اس لیے بی جان کے ساتھ بیٹھ کر ٹی وی دیکھ لیتی تھی۔ ڈرامے کی ایک بات اسے کچھ الجھن میں ڈال رہی تھی۔وہ کسی پیار محبت اور ہوس کے بارے میں تھی۔وہ بڑی غور سے اُس ڈرامے کے ڈائیلاگز سن رہی تھی۔کچھ پلے نہ پڑنے۔ رابیل نے بی جان کی طرف نظر گھمائی۔۔بی جان جو اس کے سر کے بالوں کو سہلا رہی تھی اور وہ سر گود میں رکھے لیٹی ہوئی تھی۔

بی جان یہ سب صرف ڈراموں اور ٹی وی کی حد تک ہی اچھا لگتا ہے۔ایسا ہوتا بھی ہے اصل زندگی میں کہ کوئی اتنا چاہنے والا مر مٹنے والا مل جائے۔۔سب ہوس ہے۔۔رابیل ڈرامہ سے ہوس کا لفظ سن کر بولی۔

بی جان اس کے سر کو سہلانا بند کرتے ہوئے بولی۔

قسمت کی بات ہے رابیل!! قسمت میں اتنا چاہنے واالا انسان مل جائے تو دنیا ہی جنت لگتی ہے۔

اور ایسی قسمت ہے آپکی رابیل کی؟ وہ بغیر سوچے سمجھے بولی۔ پتہ نہیں کیوں پھر سے اُس میں ان سکیورٹیز بڑھنے لگی تھی، پھر سے ڈر اُس کے اندر بیٹھ گیا تھا، اب اُسے محبت سے کوئی لینا دینا نہیں تھا کیونکہ اُس نے خود ہی اندازہ لگا لیا تھا کہ اُسے اب کبھی سچی محبت کرنے والا انسان نہیں مل سکتا اور نہ وہ اس محبت کے چکروں میں پڑے گی۔

اس سے بھی زیادہ اچھی ہے۔ بی جان نے شفقت سے کہا،

مجھے تو نہیں لگتا۔۔۔ وہ منہ اٹھا کر بی جان کو دیکھ کر بولی۔

اور آج کل تو کون محبت کر رہا کون محبت کے نام پر فریب دے رہا کسی کو نہیں معلوم۔ کئی معصوم چہروں کے پیچھے درندگی اور حیوانیت چھپی ہوتی، ہم کیسے کسی کو پرکھ سکتے ہیں۔

رابیل نے پھر بی جان کو دیکھا اور بولی۔

بی جان!! کیسے پتہ چلے گا کہ محبت ہے یا فریب۔۔ میں تو اب لوگ بھی پرکھ نہیں سکتی۔۔ وہ اداسی سے بولی۔

بی جان پھر سے اسکے بالوں کو سہلاتے ہوئے بولی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رابیل اگر زندگی میں کبھی تمہیں کوئی مرد ایسا ملے۔جو تمہیں صرف لفظوں میں چاہے۔۔تو اس کی آنکھوں میں اپنے لیے سچ ڈھونڈنے کی بجائے اس کے عمل کو دیکھنا۔۔کیونکہ عشق وہ ہوتا جو عمل سے پہچانا جائے۔

عشق وہ ہوتا جو تمہیں تم سے زیادہ جاننے لگے۔تمہارے دکھ کو اپنی خاموشی میں دفن کر لے۔اور تمہاری ایک مسکراہٹ کے لیے ساری دنیا کی خوشیاں قربان کر دے۔

جو محبت کرتا ہے وہ تمہیں الفاظ سے نہیں۔۔اپنے وقت اپنے عمل،اپنی دعاؤں اور ذات سے چاہے گا۔

رابیل محبت وہ نہیں جو محفل میں کہی جائے۔بس کہنے کی حد تک ہو۔

محبت وہ ہے جو محسوس کی جائے،خاموشی میں بولے اور جدائی میں تڑپ دے۔

جو مرد صرف باتیں کرے۔۔صرف چاہے کہ تم اس کے لفظوں پر یقین کر لو جبکہ اس کی زندگی میں تمہاری کوئی جگہ نہ ہو۔

تو وہ مرد نہیں۔

بس ایک خود غرض خواہش اُس مرد کی۔جسے محبت کا مفہوم سمجھنے میں ابھی صدیاں باقی ہیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رابیل سر گود سے اٹھا کر بی جان کو دیکھ کر بولی۔۔اور جو حرام رشتہ رکھتے؟تنہائی میں ملتے؟نکاح کے وعدے کرتے لیکن کرتے نہیں تو وہ کیسے پتہ چلے گا؟؟؟

بی جان ٹی وی کو بند کرتے ہوئے۔۔اسے اپنے سامنے بٹھا کر بولی۔۔

رابیل۔!!

"حرام رشتہ حرام ہی ہوتا ہے۔۔چاہے کوئی لاکھ کہے کہ نیت نکاح کی ہے اور ہم تو بس بات ہی کر رہے ہیں۔۔مگر یاد رکھو۔۔نیت چاہے کتنی ہی پاکیزہ کیوں نہ ہو۔۔جب طریقہ غلط ہو تو انجام بھی کبھی خیر نہیں ہوتا۔"

"اور یہ سب سے بڑی نادانی ہے لڑکیوں کی جو محض چند میٹھے الفاظ سن کر کسی کے وعدے نکاح پر اعتبار کر بیٹھتی ہیں اور خود کو ایسے رشتے میں الجھا لیتی ہیں جو نہ دینی،نہ شرعی نہ عزت کا باعث۔"

"اگر صرف کہہ دینے سے نکاح ہو جاتا تو شریعت نکاح کے لیے قاضی،گواہ اور باقی شرائط کیوں رکھتی؟؟زبانی دعوے بغیر نکاح کے ساتھ رہنے کا جواز نہیں بن سکتے۔۔۔"

جب تک کوئی مرد تمہیں عزت سے نکاح کے بندھن میں نہ باندھ دے اس پر اعتبار کرنا تمہاری نرمی نہیں تمہاری بھول ہے۔۔چاہے وہ ہزار بار کہے کہ ہم کچھ غلط نہیں کر رہے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

بات ہی تو کر رہے ہیں۔

مگر سچ یہ ہے کہ حرام رشتے میں جینا۔۔ہدایت کی تمام حدوں کو پامال کرنے جیسا ہے۔

پھر چاہے کوئی تہجد گزار ہو۔۔قرآن کا قاری ہو اگر وہ دل میں حرام رشتہ پالے بیٹھا ہے تو اس کی عبادت کا بھی کوئی وزن نہیں رہتا۔

اسلیے کبھی بھی خود کو سستا سمجھ کر اپنی عزت کو کسی کے وقتی وعدوں کے حوالے نہ کرو۔۔

حرام رشتہ کبھی حلال منزل تک نہیں لے جاتا۔۔۔جو تمہیں چاہتا ہے وہ تمہیں اپنا نام دے گا نکاح کریگا۔۔نہ کہ چھپ کر باتیں۔

اور لڑکوں کی انہیں باتوں میں آکر کئی لڑکیاں بھٹک جاتی ہیں اور ساری زندگی پچھتاتی ہیں۔

اپنے دل، عزت اور رب کے حکم کی حفاظت کرو۔۔کیونکہ سچ یہ ہے۔۔

"جو رشتہ رب کے قانون کے خلاف ہو وہ دل کو سکون نہیں۔۔صرف نقصان دیتا ہے"

بی جان ہوس؟؟ رابیل بے اختیار بولی۔۔

ہوس کیا ہے پھر؟؟

ہوس۔۔۔۔یہ وہ پیاس ہے جو جتنا پیتے جاؤ اتنا بڑھتی چلی جاتی ہے۔۔

یہ آنکھوں سے شروع ہوتی ہے اور ضمیر کے جنازے پہ ختم ہوتی ہے۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اور جس انسان کے اندر ہوس نے بسیرا کر لیا ہو۔۔وہ پھر کتنا ہی مہذب بن جائے۔۔کتنے ہی لمبے سجدے کرے۔۔کتنے ہی بڑے دعوے کر لے محبت کے۔۔

کبھی سدھر نہیں سکتا۔۔۔

وہ بار بار گرے گا۔۔

کیونکہ اس کے اندر خواہش جیت چکی ہوتی ہے۔۔اور کردار مر چکا ہوتا ہے۔

اور یہ لوگ جو شرافت کے گن گاتے ہیں۔

محبت کو پاکیزگی کا نام دیتے ہیں۔

وفا کے قصے سناتے ہیں۔

"ان میں سے اکثر وہ ہوتے ہیں جو رات کے اندھیروں میں کردار نہیں چہرے بدلتے ہیں۔"

اور جان لو۔۔

"اصل شرافت وہ ہوتی ہے جیسے ثابت کرنے کی ضرورت نہ پڑے۔۔

جس کے لہجے میں حیا۔۔

آنکھوں میں وقار۔۔اور خاموشی میں صداقت ہو۔۔"

"شرافت کا شور وہ مچاتے ہیں جن کے کردار کھوکھلے ہوں۔۔اور جو سچ میں شریف ہو۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ تو نگاہ اٹھا کر دیکھنے سے پہلے بھی اپنے رب سے معافی مانگ لیتا ہے۔

"محبت اگر جسم سے شروع ہو تو ہوس ہے۔

اگر وعدے سے شروع ہو تو سیاست۔۔

لیکن اگر آنکھ سے شروع ہو۔۔۔اور دل میں اتر جائے۔

تو وہی اصل محبت ہے۔۔۔۔

جو شرم کا زیور پہنے۔۔

عزت کے دائرے میں پلتی ہے۔

" اور کردار کے سائے میں جیتی ہے

رابیل بی جان کی ہر بات کو بہت غور سے سن رہی تھی۔کافی دیر بی جان کے پاس بیٹھنے کے بعد وہ وہاں سے اٹھ گئی۔

وہ لاؤنج سے اٹھ کر اپنے کمرے میں آ گئی اور دروزہ بند کر لیا۔دراز سے نوٹ بک نکالی۔۔ٹیبل سے پن پکڑا اور کچھ لکھنے بیٹھ گئی۔

شائد وہ اپنے ہمسفر کے لیے کچھ لکھ رہی ہو۔اُسے معلوم تھا کہ اس کے گھر والے اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد اس کی شادی کروا دیں گے۔جوان بیٹی کو زیادہ دیر کنوارہ رکھنا آفتاب

صاحب کو نہیں پسند تھا۔وہ چاہتے تھے کہ جتنی جلدی بیٹی اپنے گھر کی ہو جائے اُسی میں ہی بھلائی ہے کیونکہ آجکل کا معاشرہ ویسے بھی جوان کنواری لڑکیوں کو کہاں جینے دیتا ہے۔وہ خود سے ہی سوال جواب بنا لیتے ہیں کہ پتہ نہیں ایسا کونسا نقص ہے جو ابھی تک شادی نہیں ہوئی۔

چاند کی روشنی اس کے کمرے میں آرہی تھی۔رابیل نے پردہ پیچھے کیے اور ادھر بیٹھ گئی۔پھر جیسے اُسے ادھر بیٹھنا ٹھیک نہیں لگا تو وہ وہاں سے اٹھ کر باہر بالکنی میں آگئی۔اور وہاں پڑی کرسی پر بیٹھ گئی۔

وہ اب براہ راست چاند کو دیکھ سکتی تھی۔کافی دیر سوچنے کے بعد اُس نے لکھنا شروع کیا،

مجھے وقتی ہمدردی نہیں۔عمر بھر کا یقین چاہیے۔

"ایسا ہمسفر جو صرف لمحے نہیں میری سانسوں کا بھی شریک ہو۔"

"جو میرا ہاتھ تھامے تو دنیا کی ہر ٹھوکر بے اثر ہو جائے۔"

"جس کی موجودگی میں زندگی ایک دعا کی مانند محسوس ہو۔"

"مجھے وہ چاہت نہیں چاہیے جو صرف لفظوں میں ہو۔"

"مجھے وہ محبت چاہیے جو خاموشی میں ہو جائے۔۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"جو میری آنکھوں سے میرے دل کا حال پڑھ لے۔"

"جو میرے لب ہلائے بغیر میرا درد سمجھ لے۔۔"

"ایسا ساتھی چاہیے۔

جو آزمائشوں میں میری ڈھال بن جائے۔"

جو تھکن میں میرے لیے سایہ بنے۔

اور خوشی میں میری ہنسی کی وجہ۔۔

مجھے ایسا رشتہ چاہیے۔

جس میں وفا کوئی وعدہ نہ ہو۔۔بلکہ فطرت ہو۔

جہاں طلاق کا خوف نہ ہو۔

بلکہ ہمیشہ ساتھ رہنے کا اطمینان ہو۔

مجھے وہ شخص چاہیے۔جس کی محبت میرے لیے اتنی مکمل ہو۔

کہ اگر دنیا میری دشمن بن جائے تو دل کو یہ سکون رہے۔

کہ "میرا ہمسفر میرے ساتھ ہے۔ایک ایسا انسان میرے ساتھ ہے جو مجھے سب سے بڑھ کر

چاہتا ہے۔جو میری حفاظت کرنا میرا خیال رکھنا جانتا ہے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

مجھے وہ انسان چاہیے۔

"جس کے لیے میں صرف ایک انتخاب نہ ہوں۔"

بلکہ اس کا مان اس کا فخر اس کا سب کچھ بن جاؤں۔

ایسا پیار چاہیے۔۔

"جس میں عزت، احساس اعتبار سب ہو۔"

"وہ مجھے یوں چاہے جیسے عبادت کی جائے۔

خاموش۔۔خالص۔۔اور بے غرض۔"

"اور اگر وہ میرے ساتھ ریت پر ننگے پاؤں نہ بھی چلے تو۔تو بھی اس کا ساتھ اتنا قیمتی ہو۔

کہ دنیا کی ہر محرومی اس کی ایک مسکراہٹ پر قربان کر سکوں۔"

پھر وہ کچھ پل ٹھہری۔۔قلم روکا۔۔اور چاند کو غور سے دیکھا۔سرد ہوا میں لمبی سانس اندر کی۔

اور آخری لفظ لکھے۔

"مجھے سب کچھ نہیں چاہیے۔"

"بس وہ ایک ایسا شخص چاہیے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"جو صرف میرا ہو۔۔۔پورا،، سچا۔اور ہمیشہ کے لیے۔"

"اور میں اس کی رہوں۔۔سب سے بڑھ کر سب سے پیاری۔۔۔سب سے عزیز۔۔"

لکھ کر اُس نے قلم روک دیا۔چاند کو دیکھا اور واپس کمرے میں آئی۔دراز کھولی اور نوٹ بک وہاں رکھ دی۔

اور اپنے اللہ سے دل میں دعا کرنے لگی۔

میرے مالک تو سب جانتا ہے۔۔۔۔تو یہ بھی جانتا کہ میں کتنے دکھ سہے۔۔لیکن۔۔مجھے امید ہے کہ میری زندگی بھی حسین ہو گی۔مجھے معلوم ہے میرا صبر رائیگاں نہیں جائے گا۔مجھے میرے صبر کا صلہ ضرور دینا میرے مالک۔

بس اتنا بول کر وہ اپنے بیڈ پر سونے کے لیے لیٹ گئی۔

(******)

سردیوں کی ہوارات کے اندھیرے میں اور بھی خاموش ہو گئی تھی۔شہر کی گلیاں جلد سنسان ہو جاتی تھیں، لیکن کچھ دل اب بھی کسی آہٹ کا انتظار کرتے تھے۔کچھ دل چراغ لیے دروازے پر بیٹھے چپ چاپ پلٹ آتے تھے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رمیز ہر رات چپکے سے رابیل کے گھر کے باہر کھڑا ہوتا تھا۔اس کی نظریں اس کے کمرے کی کھڑکی پر جم جاتی تھیں، لیکن وہ نہ دستک دیتا، نہ پیغام چھوڑتا۔بس ایک یاد، اور ایک ڈھیر ساری خاموشی۔وہ اپنی گاڑی کے باہر کھڑا ہوتا،

گھر جاتا تو نگین بیگم کی سرد نگاہیں روز برداشت کرتا وہ منع کرتی رہتی لیکن پھر بھی وہ رابیل کے گھر کے باہر جاتا تھا۔

وہ اُس سے رابطہ کر کے اس کے دکھ کو مزید بڑھا نہیں سکتا تھا اس لیے بس خاموشی سے دل کے سکون کے لیے اس کے گھر کے باہر جاتا تھا کہ کہیں غلطی سے وہ نظر آجائے۔بھولے سے چھت پر ہر رات ایک خاموش تڑپ، ایک غیر کہی ہوئی تڑپ۔

سرمد بھی اپنی دنیا میں آگے بڑھتا جا رہا تھا، بزنس میں کامیابیاں ملتی جا رہی تھیں۔دل رب کے قریب پہنچ گیا تھا۔سجدے طویل ہو گئے، دعائیں آہیں بن گئی تھیں، اور زبان پر بس ایک فریاد تھی۔ہر وقت ایک ہی التجا، یا اللہ اگر رابیل کی قسمت میں سکون ہے تو اسے دے دے، چاہے وہ میرے بغیر ہی کیوں نہ ہو۔آفس کی مصروفیت اور ذمہ داریوں کے بیچ، اس کا دل بس ایک ہی جگہ رک گیا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رابیل اپنے کمرے میں پینٹنگز کے درمیان گم ہو چکی تھی۔ رنگ کینوس پر بکھرتے جا رہے تھے، لیکن دل کی خاموشی ابھی تک مکمل نہ اتری تھی۔ کبھی کبھار رات کے اندھیرے میں وہ کھڑکی کے باہر جھانکتی، شائد رمیز کی خاموش تڑپ کو محسوس کر سکتی ہو، رمیز کی دعائیں اسے کھڑکی تک لے کر جاتی ہوں لیکن کبھی وہ آمنے سامنے نہیں ہوئے تھے۔۔

رخسار بیگم بھی اپنی خاموش دنیا میں قید تھیں۔ وہ دلاور کو بھولنے کی ناکام کوشش ہر دن کرتی تھیں۔ دلاور سے ملاقات کے بعد انہوں نے ٹھان لیا تھا کہ وہ پاکستان اب نہیں رکیں گی، اس لیے وہ جلد از جلد یہاں سے جانا چاہتی تھیں لیکن سرمد کو تنہا دیکھ کر وہ رک جاتی تھی۔ کوئی نہیں جانتا تھا کہ ان کے دل میں کیا چل رہا ہے، کونسی یادیں انہیں جکڑے ہوئے ہیں۔ وہ شائد اب بھی ماضی کی زنجیروں میں بندھی ہوئی تھیں، ہر لمحہ ان کی خاموش آنکھوں میں چھپی ہوئی تھی۔

دلاور سے محبت اتنی شدت سے کی تھی رخسار بیگم نے کہ دلاور کے جانے کے بعد وہ دوسری شادی نہیں کر سکی۔ انہوں نے اپنی ساری زندگی اس انسان کے نام پر گزار دی تھی۔

جب دلاور نے بتایا کہ اس نے سرمد پر جان لیوا حملہ کروایا تھا تب کچھ لمحوں کے لیے ایک ماں جیت گئی تھی اور محبت ہار گئی تھی۔ انہوں نے دلاور کے بارے میں سوچنا چھوڑ دیا تھا۔

وہ لاکھ کہتی تھی کہ وہ میرے لیے مر چکا ہے لیکن وہ اسے ابھی بھی اپنی یادوں میں زندہ رکھے ہوئے تھی۔ کیوں محبت اتنی خود غرض ہو جاتی ہے کہ انسان سب کچھ بھلا دیتا ہے۔ انسان محبوب کی طرف سے ملنے والی ساری چوٹیں کیوں بھول جاتا ہے۔؟؟

اکثر بے پناہ چاہنے والوں کے حصے میں بے وفائی ہی کیوں آتی ہے۔؟؟

کیوں کسی سچے محبوب کو محبت نے سرخرو نہیں کیا۔

وہ اپنے بیٹے کے لیے اُس دھوکہ باز، بے وفا انسان کو بھول جانا چاہتی تھی لیکن دل ان کا ساتھ نہیں دے رہا تھا۔ وہ نہ چاہتے ہوئے بھی اس کو دن میں ایک دو بار یاد کر لیتی تھیں آخر وہ رخسار بیگم کی پہلی محبت تھی۔

بی جان ہر رات رابیل کے لیے دعا کرتی، اس کے دل کو تسلیاں دیتی، اور پھر بس اتنا کہتی کہ

"رب کے صبر کا اجر سے بڑا ہوتا ہے، اور اس کی لکھی ہوئی کہانی سب سے حسین ہوتی ہے۔"

سب کی اپنی کہانیاں تھیں، اپنے دکھ، اپنی تڑپ، اپنی خاموش محبتیں۔

سب اپنی زندگیوں میں الجھے ہوئے تھے، لیکن ایک نادیکھی ڈور کے ذریعے سب ایک دوسرے سے جڑے ہوئے تھے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کوئی کسی کے انتظار میں تھا

کوئی کسی کے سکون میں،

کوئی کسی کے معاف کرنے میں،

اور کسی کے پلٹ آنے میں۔

اور ان سب کے بیچ، سرد راتیں تھیں، خاموش فضا، دل کی تڑپ، ایک جلتا ہوا دل اور ایک دعا جو زمین سے آسمان تک جا رہی تھی۔

ہر دل اپنی داستان سناتا تھا، ہر خاموش لمحہ ایک کہانی بیان کرتا تھا۔ اور وہ راتیں، وہ اندھیریاں، وہ تڑپ، سب مل کر ایک نیا سکون پیدا کر رہی تھیں، جو شاید آنے والے وقت میں سب کے دلوں کو جوڑ دے گی۔

(*****)

شام کے سائے دھیرے دھیرے پھیل چکے تھے۔ آسمان پر سورج کا آخری رنگ مدھم ہوتا جا رہا تھا۔ دفتر کی روشنیوں کے بیچ رابیل کی تھکی ہوئی آنکھوں میں دن بھر کی مشقت جھلک رہی تھی۔

Clubb of Quality Content

آجکل آفس میں کام بہت زیادہ ہوتا تھا، رابیل اب سرمد کے گھر نہیں جاتی تھی جو بھی کام ہوتا تھا ادھر ہی کرتی تھی یا گھر جا کر کر لیتی تھی۔ سرمد اب اُس کی کسی بات پر کوئی روک ٹوک نہیں کرتا تھا۔

آج سرمد بھی دن بھر تین چار میٹنگز میں مصروف تھا ابھی کچھ دیر پہلے اس کی ایک بہت بڑی ڈیل فائنل ہونی تھی وہ اس میٹنگ کے لیے ریڈی ہو رہا تھا۔

رابیل نے سرمد کو میسج کر دیا تھا کہ وہ گھر جا رہی ہے باقی کام کل کر دے گی۔ جس پر سرمد کا ریپلائے اوکے آیا تھا۔ وہ خود بہت مصروف تھا اسلیے آج رابیل سے اس کی کوئی اتنی خاص بات بھی نہیں ہوئی تھی۔ رابیل نے اپنے ڈیسک سے ساری چیزیں سمیٹیں، اور باہر کی طرف نکلنے لگی۔

کندھے پر بیگ ہاتھ میں کینوس اور برش پکڑے وہ آفس کے گیٹ سے باہر نکلی۔ سرد ہوا نے اس کے بالوں کی لٹوں کو بے ترتیب کر دیا۔ سڑک پر ہلکی زرد روشنیوں کا عکس پھیل رہا تھا، جیسے شام اور رات کے درمیان کوئی سرحد دھندلا گئی ہو۔

رابیل نے باہر نکل کر اپنے ڈرائیور کو دیکھا وہ شائد ابھی نہیں آیا تھا یا رابیل کو نظر نہیں آ رہا تھا۔ رابیل آفس کے گیٹ سے چند قدم چل کر آگے ہوئی تو دیکھا اُس کی گاڑی سامنے کھڑی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ہے آج آفس میں خاص گیسٹ نے آنا تھا اس لیے آرٹ ہاوس کے ارد گرد گاڑی روکنے سے منع کیا گیا تھا۔

رابیل تیزی سے اپنی گاڑی کی طرف بڑھنے لگی۔ارد گرد خاموشی تھی، صرف ہوا کے شور اور قدموں کی چاپ سنائی دے رہی تھی۔ابھی وہ آگے بڑھ ہی رہی تھی کہ اچانک پیچھے سے دو سایے ابھرے۔ایک لمحہ،ایک چیخ،اور سب کچھ الٹ پلٹ ہو گیا۔

کسی نے اس کے بازو مضبوطی سے پکڑے،دوسرا اس کے منہ پر کپڑا رکھ چکا تھا۔رابیل کی آواز گلے میں دب کر رہ گئی۔زمین اور آسمان سب گھوم گیا۔روشنی دھندلی پڑی،اور پھر مکمل اندھیرا چھا گیا تھا۔

رابیل کے ڈرئیور کا دھیان نہیں گیا وہ شائد کسی سے کال پر بات کر رہا تھا،اس کا دھیان بلکل بھی اس سمت نہیں گیا اور نہ اُسے کچھ خبر ہوئی۔

دوسرا شخص اس کے دونوں بازوؤں کو جکڑ چکا تھا۔رابیل نے پوری طاقت سے خود کو چھڑانے کی کوشش کی،ٹانگیں ماری،چلائی،مگر اگلے ہی لمحے ایک کپڑا اس کے منہ پر رکھ دیا گیا۔تیز بو والے اس کپڑے کی خوشبو اس کے دماغ میں اترتی چلی گئی اور دنیا دھندلا گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وقت کا پتہ نہیں چلا کہ کتنی دیر بیت گئی۔جب ہوش آیا تو گاڑی کے ہچکولے اسے احساس دلا رہے تھے کہ وہ حرکت میں ہے۔سر بھاری، آنکھوں پر موٹی سیاہ پٹی بندھی ہوئی۔ہاتھ کسی موٹے رسّے سے باندھے گئے تھے۔منہ پر ابھی تک کپڑے کی ہلکی سی بو تھی جو سانس لینا دشوار کر رہی تھی۔

گاڑی کے اندر اندھیرا چھایا تھا۔ونڈوز شائد کور کی گئی تھیں۔انجن کی آواز اور پہیوں کے نیچے سڑک کے رگڑنے کی مسلسل دھمک،اس کے دل کی دھڑکنوں سے مل گئی تھی۔سامنے سے کسی کے سگریٹ سلگانے کی بو آ رہی تھی۔ایک بھاری آواز بولی، جیسے کسی نے فون پر بات کی ہو۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

دلاور صاحب نے کہا تھا نا، ویسا ہی کیا ہے،اب یہ لڑکی ہمارے قبضے میں ہے۔

رابیل کا دل کانپ گیا۔اس کے اندر خوف نے پنجے گاڑ دیے۔اس نے آہستہ سے خود کو سیدھا کیا، ہاتھ رسّی کے خلاف ہلانے کی کوشش کی مگر رسّی مزید گہرائی میں چبھ گئی۔

اس نے دھیمی آواز میں رونا شروع کیا،الفاظ کانپتے ہونٹوں سے نکلے۔

خدا کا واسطہ ہے، مجھے چھوڑ دو، میں نے کیا بگاڑا ہے تمہارا، جانے دو مجھے۔

کوئی جواب نہ ملا، بس خاموشی۔ صرف گاڑی کی رفتار، اور کبھی کبھار کسی پتھریلے راستے پر جھٹکوں سے بدن کا لڑھکنا۔

کچھ دیر بعد گاڑی شاید کسی کچے راستے پر مڑ گئی۔ ٹائروں کی آواز بدل گئی۔ ہوا کے دباؤ سے اندازہ ہوا کہ وہ کسی ویرانے میں پہنچ رہی ہے۔ رابیل کا دماغ سن ہو رہا تھا اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ کیا کرے۔ لیکن اُسے اپنی جان ہر حال میں بچانی تھی۔

رابیل کے دل میں ایک آخری امید جاگی۔ اس نے آہستہ سے اپنے لانگ کوٹ کی جیب میں انگلیاں ہلائیں۔ ہاتھ باندھے ہوئے تھے جس وجہ سے لانگ کوٹ تک ہاتھ جانے میں کافی مشکل ہو رہی تھی وہ تو شکر تھا کسی نے دونوں ہاتھ آگے کی طرف کر کے باندھے تھے۔ رابیل کو فی دیر کوشش کرتی رہی پھر بڑی جدوجہد کے بعد اس کا ہاتھ کوٹ کی پاکٹ تک گیا وہاں موبائل فون تھا۔ ہاتھ کانپ رہا تھا مگر وہ پوری کوشش سے اسے نکالنے میں کامیاب ہو گئی۔

آنکھوں پر پٹی تھی، اس لیے اس نے صرف احساس کے سہارے اسکرین آن کرنے کی کوشش کی۔ انگلیاں بار بار پھسل رہیں تھیں، سانس اکھڑ رہا تھا۔ دل کی دھڑکن اتنی تیز تھی کہ جیسے سینہ پھاڑ دے۔ بلیک کپڑے سے بلکل ہلا سا نظر آ رہا تھا۔ رابیل نے بہت کوشش کی

ٹھیک سے دیکھنے کی لیکن اُسے کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔وہ تو سرمد کو کیا گیا لاسٹ میسج والی چیٹ اوپن تھی۔

رابیل نے کال ملانے کی کوشش کی پہلے تو کال ملی ہی نہیں کیونکہ وہ بار بار کال بٹن کی بجائے سکرین پر ویسے ہی انگلیاں گھما رہی تھی کیونکہ اسے ٹھیک سے نظر نہیں آ رہا تھا پھر اس نے کال والے بٹن پر انگلی رکھی۔

سرمد اس وقت میٹنگ میں تھا سامنے انٹرنیشنل کلائنٹس بیٹھے تھے۔سرمد اپنی پریزنٹیشن دے رہا تھا موبائل اس کا سائلنٹ پر تھا۔اچانک اُس کی نظر اپنے موبائل کی چمکتی سکرین پر پڑی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

رابیل!!کا نام بار بار جگمگا رہا تھا۔

رابیل اس وقت مجھے کیوں کال کر رہی ہیں؟؟سرمد نے پروجیکٹر سے نظر ہٹا کر موبائل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

سرمد کے اچانک پریزنٹیشن کے دوران خاموش ہو جانے پر سب اُسے دیکھنے لگے۔رابیل کا نام ایک بار پھر جگمگایا۔سرمد نے بنا کسی دیر کے ٹیبل کے پاس آ کر موبائل اٹھایا اور کال اٹینڈ کی۔اس وقت اسے رابیل کی کال سے زیادہ کچھ ضروری نہیں لگ رہا تھا۔

"سرمد سر، پلیز، مجھے بچالیں، کچھ لوگ پتہ نہیں کہاں لے آئے ہیں، پلیز، بچالیں، میں۔۔۔ میں۔۔۔ شاید اس جگہ کا نام۔۔۔"

اس کے الفاظ پورے بھی نہ ہوئے تھے کہ ایک زوردار جھٹکا لگا۔ موبائل اس کے ہاتھ سے چھن گیا۔

کوئی تیز آواز گونجی۔ بہت چالاک بن رہی ہو تم۔

پھر ایک زوردار دھکا لگا اور رابیل گاڑی کی سیٹ پر گر گئی۔ اس کا ماتھا زور سے دروازے کے ساتھ لگا تھا۔ آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

یااللہ، بچالے، کوئی آجائے۔

فون سرمد کے ہاتھ سے زمین پر گر پڑا۔ چہرہ جیسے یکدم خون سے خالی ہو گیا۔ آنکھیں ساکت، سانس رک سی گئی۔ کچھ لمحے تک وہ یونہی پتھر کا مجسمہ بنا کھڑا رہا، پھر اچانک جیسے ہوش آیا۔

رابیل!

اس نے چیخ کر کہا اور ایک ہی جست میں دروازے کی طرف لپکا۔ قدموں میں عجیب سا جنون تھا، دل کسی انجانے خوف میں جکڑا جا رہا تھا۔ دماغ میں بس ایک ہی خیال گردش کر رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"بس زندہ ہو... کہیں بھی ہو... میں پہنچ جاؤں گا۔"

سب سرمد کی اس حرکت پر حیرت سے اُس کے چہرے کے تاثر بدلتے دیکھ رہے تھے، وہ یوں اپنی اتنی امپورٹنٹ میٹنگ چھوڑ کر کیسے جا سکتا تھا۔ سب سرگوشیاں کرنے لگے۔

صائم نے صورت حال کو سنبھالا اور سب سے معذرت کی۔ صائم کو بھی کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ سرمد سر اچانک کہاں گئے اور اپنی اتنی ضروری میٹنگ وہ کیسے چھوڑ سکتے تھے۔

سرمد نے گاڑی کا دروازہ جھٹکے سے کھولا، انجن اسٹارٹ کیا، ٹائروں کی چرچراہٹ فضا میں گونجی اور گاڑی دھول اڑاتی سڑک پر دوڑ گئی۔

رات گہری تھی، لائٹس کی چمک میں دھند کے ذرات تیرتے نظر آ رہے تھے۔ سرمد کا دل ہر گزرتے سیکنڈ کے ساتھ تیز دھڑکنے لگا۔ پسینہ اس کے ماتھے سے بہہ کر گردن میں گم ہو رہا تھا۔

دوسری طرف گاڑی اب رک چکی تھی۔ باہر شاید کسی کھلی جگہ پر تھی۔ دروازے کھلے، کسی نے اسے بازو سے پکڑ کر گھسیٹا۔ زمین پر جمی نمی اور مٹی کے ذرات اس کے کپڑوں سے چپکنے لگے۔ دور کہیں کتے بھونکنے کی آواز آ رہی تھی۔

اس نے خود کو چھڑانے کی ایک آخری کوشش کی مگر کسی نے گردن کے پیچھے ہاتھ مارا،اور پھر ہر چیز دوبارہ اندھیرے میں ڈوب گئی۔پھر اُسے بری طرح زمین پر پٹخ دیا اور رسیوں سے باندھ دیا۔

سرمد کے دل میں ناجانے کتنے وسوسے آچکے تھے وہ پاگلوں کی طرح اندھا دھند گاڑی چلا رہا تھا۔اُسے کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ اسے کدھر ڈھونڈے۔رابیل کو کھو دینے کا ڈر اُسے جنونی حد تک پاگل کر رہا تھا،اور اوپر سے رابیل تکلیف میں تھی۔سرمد کو ایسے لگا جیسے کسی نے اس کا دل مٹھی میں پکڑ کر بری طرح کچل دیا تھا۔

اچانک اس کی ذہن میں ایک ہی نام آیا۔رمیز۔دماغ نے فیصلہ کیا،دل نے اجازت دی،اور گاڑی سیدھی رمیز کے فارم ہاوس کی طرف بڑھنے لگی۔وہ اتنی ریش ڈرائیونگ کر رہا تھا کہ ایک دو بار اس کا ایکسیڈینٹ ہوتے ہوتے بچا۔لیکن اُسے ہوش کی کہاں تھا اُسے تو بس رابیل تک پہنچنا تھا چاہے پھر وہ صحیح حالت میں پہنچے یا زخمی۔

چند منٹوں میں گاڑی فارم ہاوس تک پہنچ گئی۔

فارم ہاؤس میں خاموشی تھی۔باہر کے باغ میں اندھیرا پھیلا ہوا،بس کہیں کہیں لیمپ کی زرد روشنی۔رمیز کسی کونے میں خاموش بیٹھا،سر جھکائے بیٹھا ہوا تھا۔رمیز اب گھر سے زیادہ

وقت اپنے فارم ہاوس میں ہی گزارتا تھا سب سے کٹ کر۔اس لیے سرمد کو بنا کسی محنت کیے اس تک پہنچنے میں آسانی ہوئی۔

دروازہ زور سے کھلا۔

سرمد طوفان کی طرح اندر داخل ہوا۔قدموں کی چاپ تیز، سانس بھاری۔اس کے آنکھوں میں وحشت اور غصے کا امتزاج تھا۔

وہ سیدھا رمیز کے پاس پہنچا، گریبان پکڑا اور ایک جھٹکے سے کھڑا کیا۔

"تم باز نہیں آئے رمیز! کہا تھا نہ رابیل سے دور رہو"

رمیز کی آنکھیں پھیل گئیں۔

کیا بول رہے ہو سرمد، اب کیا کیا ہے میں نے؟؟ وہ خود سرمد کی بات سن کر حیرت میں تھا۔

رمیز کے الفاظ مکمل بھی نہیں ہوئے تھے کہ ایک زوردار تھپڑ کی آواز گونجی۔

سرمد کی آنکھوں سے آگ جھلک رہی تھی۔

بول! رابیل کہاں ہے؟ بول رمیز!

رمیز پیچھے ہٹا، ہونٹوں سے خون صاف کرتے ہوئے بولا،

رابیل کا مجھے کیا پتہ ہو گا؟ وہ تو اپنے گھر پر ہو گی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سرمد دھاڑا، آواز دیواروں سے ٹکرا کر گونجی۔

جھوٹ مت بول رمیز! تم نے ہی اسے اغوا کروایا ہے نا؟ بول میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے آج میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑونگا۔ لیکن اس سے پہلے مجھے ایک بار رابیل مل لے۔ وہ غصے کی آخری حد تک بھڑکا ہوا تھا۔

اغوا کا لفظ رمیز کے کانوں میں گونجا تو جیسے زمین کھسک گئی۔ آنکھوں میں دہشت، چہرے پر رنگت اڑ گئی۔ اس کے دماغ میں کچھ جھلکا، ایک چہرہ، ایک نام، اور بس پھر۔

وہ اچانک چونکا، اور تیزی سے سرمد کا بازو پکڑ لیا۔

چلو میرے ساتھ، ابھی! مجھ سے بعد میں لڑ لینا ابھی ہمارے پاس وقت نہیں ہے۔ رمیز اس کا بازو پکڑ کر اپنے ساتھ لیکر باہر آیا باہر آتے ہی سرمد نے اپنا بازو چھڑوایا۔

سرمد نے ایک پل بھی ضائع نہ کیا۔ دونوں گاڑی میں بیٹھ گئے۔ گاڑی شہر کے شور سے نکل کر سنسان ویرانے کی طرف بڑھنے لگی۔ باہر کی سڑک اندھیرے میں ڈوبی ہوئی تھی۔ صرف ہیڈ لائٹس کی روشنی میں درختوں کے سائے رقص کر رہے تھے۔

رمیز کے چہرے پر پسینہ چمک رہا تھا، اور سرمد کی نظریں سامنے جمی تھیں۔ خاموش، مگر اندر آتش فشاں بھرا ہوا۔

رمیز گاڑی چلا رہا تھا۔

تم کہاں لے کر جا رہے ہو رمیز۔مجھے رابیل کا پتہ بتاو۔سرمد اب بھی اُس پر غصہ ہو رہا تھا۔

تم مجھ سے اپنے سارے سوالوں کے جواب بعد میں لے لینا ابھی بس کچھ دیر کے لیے

خاموش رہو،اور جدھر میں لے کر جا رہا ہوں بس ساتھ دو میرا۔

اور میں کیوں تمہارا ساتھ دوں؟؟سرمد غصے سے دھاڑا۔

ہم دونوں کو رابیل کی جان کی فکر ہے۔نہ تم چاہتے ہو اُسے کچھ ہو اور نہ میں۔تو جب ہم

دونوں کا مقصد رابیل کی حفاظت ہے تو پھر ہم آپس میں کیوں جھگڑ رہے ہیں۔تم بعد میں

مجھے بے شک جان سے مار دینا لیکن ابھی مجھ پر بھروسہ کرو۔

رمیز بہت تیزی سے گاڑی چلا رہا تھا۔

مجھے پتہ ہے کہ میں نے جو کیا ہے تم کبھی مجھ پر بھروسہ نہیں کر سکتے۔لیکن بس ایک بار مجھ پر

بھروسہ کر کے دیکھو میں تمہیں مایوس نہیں کرونگا۔

سرمد خاموشی سے اُسے سن رہا تھا۔

وہ اُسے آج اتنی خاموشی سے کیوں سن رہا تھا؟؟کیا تھا جو آج وہ چاہ کر بھی رمیز کی بات کو

نہیں ٹال پایا۔وہ اُسے گھورتا جا رہا تھا۔کچھ تو تھا جو سرمد کو بہت عجیب لگ رہا تھا۔رمیز کی یہ

سائیڈ اُس نے کبھی نہیں دیکھی تھی۔کیوں دیکھتا وہ؟؟دشمن تھا وہ۔اور دشمنوں کی اچھائی کہاں دیکھی جاتی ہے۔

خیر جو بھی تھا اس کو نہ چاہتے ہوئے رمیز کی بات ماننی ہی پڑی۔

کچھ دیر بعد گاڑی رکی۔سامنے ایک بوسیدہ سی عمارت، جس کے اطراف خاموشی چھائی ہوئی تھی۔سرمد جلدی سے گاڑی سے باہر نکلا۔اس سنسنان جگہ کے ایک طرف چھوٹی سی بلڈنگ تھی جس کا بہت پرانا لکڑی کا دروازہ تھا۔

سرمد نے دروازہ لات مار کر کھولا۔اندر اندھیرا، بوسیدہ دیواریں، فرش پر مٹی۔

وہ چیخا،

رابیل!!

خاموشی.

وہ پاگلوں کی طرح چیخ رہا تھا۔رابیل کہاں ہیں آپ۔؟؟پلیز کچھ بولیں۔پلیز؟؟

رمیز نے بھی آواز لگانا شروع کی۔رابیل؟؟

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

رابیل جو امید چھوڑ کر بے سدھ زمین پر لیٹی ہوئی تھی آواز سن کر اُس کے آنسو اور روانی سے بہنا شروع ہوئے۔ وہ کیسے آواز دے کیسے بتائے۔ رابیل کو اپنی بے بسی پر اور رونا آرہا تھا۔ اس نے غصے سے ٹانگ ماری اور پاس شائد کوئی کرسی تھی یا کچھ وہ ہلی۔

پھر ایک ہلکی سی آواز جیسے کوئی کرسی ہلی ہو، یا کسی نے بندھے ہاتھوں سے شور کرنے کی کوشش کی ہو۔

رمیز اور سرمد دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور فوراً اس سمت لپکے۔

رابیل ایک کونے میں زمین پر لیٹی رسیوں سے بندھی ہوئی تھی، آنکھوں پر پٹی، ہونٹ کپڑے سے بندھے۔ وہ کانپ رہی تھی۔ سانسیں تیز، مگر جیسے سرمد کی آواز نے اسے زندگی دی ہو۔

اچانک اندھیرے سے شور اٹھا۔

چند سائے لپکے، غنڈے چاروں طرف سے سامنے آئے۔

وہ دونوں رابیل کی طرف پہنچنے والے تھے کہ غنڈوں نے انہیں آگھیرا۔

سرمد شیر کی طرح پلٹا۔ پہلا مکا، دوسرا گھونسا، پھر لات۔ ہر وار میں اس کے اندر کا درد اور غصہ شامل تھا۔ ایک کے بعد ایک سب گرنے لگے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

دوسری طرف رمیز غنڈوں کو مار کر رابیل تک پہنچا۔اس نے کپڑا ہٹایا،رسیاں کاٹنے لگا۔

ابھی اس نے آخری گرہ کھولی ہی تھی کہ کسی نے پیچھے سے ڈنڈا مارا۔رمیز لڑکھڑا گیا،مگر اس نے ہاتھ نہ روکا۔وہ چکراتے سر کے ساتھ پوری کوشش کر رہا تھا رسیاں کھولنے کی۔بار بار اُسے کوئی روکتا،رمیز فوراً ان کو مارنے کے لیے اٹھتا اور پھر رسیاں کھولنے لگ جاتا،

رابیل بری طرح سے ڈر گئی تھی۔آخر کار رابیل آزاد ہوئی،رمیز نے اس کو ہر رسی سے آزاد کیا۔رابیل نے ارد گرد نظر دوڑائی اور خوف سے بے ہوش ہو گئی۔

سرمد نے سب غنڈوں کو گرا کر زمین پر پھینکا اور دوڑ کر رابیل کے پاس پہنچا۔

رابیل!آنکھیں کھولو

وہ اسے بازوؤں میں سنبھال کر جھک گیا۔اس کے بال چہرے پر بکھرے تھے،چہرہ زرد، ہونٹوں پر کپکپاہٹ۔

رابیل پلیز آنکھیں کھولیں؟؟سرمد رابیل کے چہرے کو تھپتھپا رہا تھا لیکن ناکام۔ڈر اس کے حواسوں پر اس قدر چھایا ہوا تھا کہ وہ ہلی تک نہیں۔سرمد کی جیسے جان نکلتی جا رہی تھی۔

رابیل!!!پلیززززززززززز۔آنکھیں کھولیں۔وہ پاگلوں کی طرح اس کو اٹھانے کی کوشش کر رہا تھا۔ایک تو سردی تھی دوسرا وہ خوف سے بے ہوش ہوئی تھی۔وہ اس کے

ہاتھوں کو اپنے دونوں ہاتھوں میں لے کر ہلکے سے سہلا رہا تھا۔ کبھی اس کے پاوں کی طرف بڑھتا تو کبھی ہاتھ لیکن ہر کوشش ناکام تھی۔

تب ہی دھند میں ایک طنزیہ، سرد آواز گونجی۔

تم تو بہت طاقتور ہو سرمد... اتنے دولت مند کہ جو چاہو خرید لو.

تو کیا تم نے اسے بھی خرید لیا ہے؟ آواز کی سمت سے کوئی سایہ نمودار ہوا۔ سرمد نے رابیل کا سر اپنی گود میں رکھا ہوا تھا۔ آنکھوں میں خون اترا ہوا تھا۔

سرمد ہر چیز سے فراموش بس رابیل کو ہوش میں لانے کی کوشش کر رہا تھا کہ ایک بار پھر آواز آئی۔

بول کیوں نہیں رہے۔ بتاو کیا تم نے خرید لیا ہے۔

رمیز جو ایک طرف کھڑا غنڈوں کو مار رہا تھا وہ کیسے اپنے باپ کی آواز نہیں پہچان سکتا تھا۔ وہ آگے بڑھنے کی والا تھا کہ کسی نے پوری شدت سے اُس کے سر پر کچھ مارا۔ رمیز نے مڑ کر دیکھا تو اُس کی آنکھوں میں غصہ غضبناک حد تک اتر چکا تھا وہ اپنا آپ چھوڑ کر ان غنڈوں پر برس پڑا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سرمد کا وجود جیسے ایک لمحے کو منجمد ہو گیا۔اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ہاتھ فضا میں رک گئے،سانس گلے میں اٹک گئی۔

خرید لیا؟

یہ لفظ اس کے دل میں خنجر کی طرح اتر گیا۔

اگلے ہی لمحے اس نے اپنا کوٹ اتار اس کو زمین پر رکھا اور رابیل کا سر اس کوٹ پر رکھ دیا۔اور آہستہ آہستہ سیدھا کھڑا ہوا۔اس کی آنکھوں میں بجلیاں چمکنے لگیں،چہرہ سرخ ہو گیا،ہونٹوں پر کپکپاہٹ طاری تھی۔

اس نے گرج دار آواز میں کہا۔

جو کوئی بھی ہو سامنے آو؟؟

لیکن دوسری طرف سے بار بار خرید لینے کی بات پر اس کا دماغ گھوم رہا تھا۔سرمد ایک دم غصے سے دھاڑا۔

عورت کوئی سودا نہیں ہوتی کہ بازار میں بولی لگائی جائے۔نہ وہ سونے چاندی کی مانند ہے کہ کسی مالدار کی جھولی میں گر جائے۔

عورت ایک عظیم تر انسان ہے،احساس کی تپش،وفا کی خوشبو،اور عزت کا استعارہ۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عورت کو خریدا نہیں جا سکتا، اسے دل سے جیتا جاتا ہے۔

اسے قیمتوں میں نہیں قدر میں تولا جاتا ہے۔اور جو مرد عورت کو خریدنے کی کوشش کرے،

وہ خود اپنی غیرت کا جنازہ اٹھاتا ہے۔

تم جو کوئی بھی ہو انتہا کے گھٹیا انسان ہو جسے عورت کی عزت کرنا نہیں آتا۔

دھند میں ایک زوردار قہقہ گونجا۔ سرد، طویل، اور زہر سے لبریز۔

ہاہاہاہا...بہت اچھا کہا تم نے، سرمد۔

آواز کسی پرانی یاد کی طرح تھی، زخم کی طرح جو برسوں بعد بھی تازہ ہو جائے، ٹوٹی ہڈی کی

طرح جو پرانے موسموں میں پھر سے درد دینے لگتی ہے۔ ہوا کا زور بڑھ گیا۔ دھند کے

پردے میں ایک سایہ ابھرا، قدموں کی چاپ سنائی دی، آہستہ آہستہ قریب آتا ہوا۔ روشنی

کے ہلکے سے جھماکے میں ایک چہرہ نمایاں ہوا۔

سرمد کی آنکھیں خوف اور یقین کے درمیان جھول گئیں۔

وہ شخص بغیر کسی دیری کے سرمد کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔

نہیں

یہ نہیں ہو سکتا

اس کی چیخ فضا میں گونجی۔وہ وجود، وہ چہرہ دلاور اورنگزیب۔

نہیں!!!!!

دھند میں وہ کرسی گھسیٹتا ہوا آیا، آہستہ آہستہ بیٹھا۔اس کے ہونٹوں پر فاتحانہ مسکراہٹ تھی۔

باپ کا نام لیتے ہو؟ دلاور طنزیہ لہجے میں بولا۔

سرمد کے قدموں کے نیچے سے زمین نکل گئی۔اس کا جسم اکڑ گیا، آنکھوں میں حیرت، چہرے پر سکتہ۔سانس رک سی گئی۔

اور پھر، یادوں کا سیلاب۔ماں کی چیخیں، لڑائی، باپ کی گرجدار آواز، بچپن کی وہ راتیں جب سرمد ایک کونے میں دبک جاتا تھا۔ہر منظر، ہر اذیت، ایک ساتھ اس پر حملہ آور ہوئی۔

سرمد کا دماغ سن ہو گیا۔وہ بس دلاور کو گھور رہا تھا، جیسے برسوں کا حساب آنکھوں میں جل رہا ہو۔دلاور کے اشارے پر اس کے غنڈے لپکے۔

لاٹھیاں، مکے، سرمد پر برسنے لگے۔سرمد اس وقت اس سٹیٹ میں تھا ہی نہیں کہ وہ کوئی ردِ عمل دے۔اُسے اتنا معلوم تھا کہ اس کا باپ اس کا دشمن بن چکا ہے، وہ اُسے ہر حد تک مالی نقصان پہنچا سکتا ہے جانی نقصان کا تو اس نے کبھی سوچا ہی نہیں تھا، کیونکہ اُسے لگتا تھا کہ ایک باپ میں اتنی تو غیرت ہو گی کہ وہ اپنے بیٹے کو جان سے مارنے کی کیسے کوشش کریگا۔اگر

سرمد کو پتہ ہوتا کہ اس پر کئی جانی حملے دلاور نے کروائیں ہیں تو یقیناً اس کا دل لفظ باپ سے اور اتر جاتا۔ سرمد نے آج تک کبھی دلاور کو دیکھا تک نہیں تھا۔ ایک دفعہ بھی اس کا اپنے باپ سے سامنا نہیں ہوا تھا۔ یا تو دلاور خود اسکے سامنے نہیں جاتا تھا یا اُسے اپنے باپ کو دیکھنے میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ دلاور اتنی مہارت سے چالیں چلتا تھا کہ اس پر شک کیا بھی نہیں جا سکتا تھا، وہ کام خود کر کے بڑی آسانی سے دوسرے کو مجرم ٹھہرا دیتا تھا اور آج تک ہر سرمد کے جانی مالی نقصان کے پیچھے سب سے زیادہ دلاور کا ہی ہاتھ تھا جو انجان بن کر اُسے بری طرح سے روندھ رہا تھا۔ لیکن کبھی اپنا نام نہیں آنے دیا۔

ہر وار کے ساتھ خون کے چھینٹے زمین پر گرتے گئے۔ لیکن سرمد خاموش تھا۔ نہ چیخ، نہ کراہ۔ صرف ایک وحشت ناک خاموشی۔

رمیز چیخ اٹھا۔ بس کرو! رک جاؤ سب!

اس کی آواز گونجی، مگر کسی نے نہ سنی۔ دلاور آہستہ سے اٹھا، سرمد کے قریب آیا، اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

صبر کرو بیٹے۔ اتنی بھی کیا جلدی ہے؟ تمہارا حساب بھی ہے، اور اس کا بھی۔ دلاور نے رمیز کی طرف دیکھ کر مسکرا کر کہا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سرمد کی آنکھیں انگاروں کی طرح دہکنے لگیں۔ چہرے کے کئی حصوں سے خون بہہ رہا تھا، ہونٹ پھٹے ہوئے، مگر نظر اب بھی دلاور پر جمی ہوئی تھی۔

اسی لمحے زمین پر پڑی رابیل کے قریب لکڑی کا ایک ٹکڑا لڑھک کر اس کے سر سے ٹکرایا۔ وہ ہلکی سی سسکاری کے ساتھ ہوش میں آئی۔

آہستہ آہستہ آنکھیں کھولیں۔ دھندا بھی بھی فضا میں تیر رہی تھی۔ اس کی نگاہ جیسے دھیرے دھیرے صاف ہونے لگی۔

اور پھر اس نے دیکھا۔ سامنے دلاور۔ اس کے قریب سرمد، خون میں لتھڑا ہوا۔

چاروں طرف غنڈے، ٹوٹی کرسیاں، رمیز کی بے بسی۔

رابیل کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے۔ اس نے زمین پر ہاتھ رکھا، خود کو سنبھالا۔

رمیز غصے سے لرزتا ہوا اپنے باپ کے سامنے آیا۔ اس کی آنکھوں میں نفرت، چہرے پر دھواں۔

بس اب بہت ہو گیا، دلاور اور نگزیب! اس کی آواز گونجی، جیسے برسوں کے دبے لفظ آج آسمان پھاڑ کر نکلے ہوں۔ رمیز کے سینے میں نفرت اور مایوسی کا طوفان مچ رہا تھا۔

اس کی آواز بھڑک اٹھی، بھاری اور غصے سے لبریز۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

میں نے کہا تھا آپ سے کہ رابیل کو نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ پھر بھی آپ نے... آپ نے اس کے ساتھ یہ سب کیوں کیا؟

چند لمحوں کے لیے خاموشی چھا گئی۔ رمیز کے ہونٹ کپکپائے، آنکھوں میں نمی جھلکنے لگی۔ اس نے ایک قدم آگے بڑھایا، آواز بھرا گئی۔

شرم آتی ہے مجھے کہ آپ میرے بابا ہیں۔ آپ نے کبھی مجھے اچھائی نہیں سکھائی۔ بس نفرت، ظلم اور طاقت کا نشہ دیا۔

میرا بچپن، میری جوانی، میری پوری زندگی برباد کر دی آپ نے۔

دلاور کے چہرے پر ایک لمحے کو کوئی تاثر نہ آیا۔ وہ سگریٹ کا لمبا کش لیتا، دھواں باہر چھوڑتا اور پھر آہستگی سے رمیز کے قریب آیا۔

میں نے یہ سب تمہارے لیے کیا، رمیز۔ تم اس لڑکی کی وجہ سے برباد ہو رہے تھے۔ میں نے سوچا اس کو ختم کر دیا جائے، تاکہ تم بچ سکو۔

رمیز کا لہجہ لرز گیا، مگر اس کی آنکھوں میں شعلے بھڑک اٹھے۔

آپ کو کس نے یہ حق دیا؟ ہوتے کون ہیں آپ کسی کی زندگی برباد کرنے والے؟

دلاور آہستہ آہستہ اس کے پاس آیا، اس کی آواز میں خطرناک ٹھہراؤ تھا۔

Clubb of Quality Content

کیوں؟؟؟؟؟؟؟؟؟رمیز بری طرح چلایا۔

یہ سب باتیں بعد میں ہوں گی، رمیز۔پہلے ایک اور راز سے پردہ تو اٹھنے دو۔

دلاور کا قہقہ بلند ہوا۔

رمیز کے لبوں پر طنزیہ مسکراہٹ آئی،اور بولا

اور کیا رہ گیا ہے جو آپ نے چھپایا ہے؟ساری زندگی تو آپ نے برباد کر دی ہے اب مزید پیچھے کیا رہ گیا ہے۔

دلاور آگے بڑھا رمیز اور سرمد کے درمیان آکر کھڑا ہو گیا۔

دلاور نے دونوں کے درمیان کھڑے ہو کر گہری سانس لی۔ور پھر سگریٹ کے کش لیتے بولتا گیا۔

جس لڑکے کو تم ہمیشہ روندنا چاہتے تھے، جسے مٹانا چاہتے تھے، جسے تم نے برباد کرنے کے لیے ہر جائز ناجائز کوشش کی۔جس کے تم دشمن بنے بیٹھے ہو۔وہ کوئی اور نہیں تمہارا سوتیلا بھائی ہے۔

ایک پل کو جیسے وقت رک گیا۔دھند نے حرکت چھوڑ دی، ہوا منجمد ہو گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رمیز اور سرمد کی نظریں آپس میں ٹکرائیں۔دونوں کے چہرے پر حیرت،الجھن،دکھ اور ایک بے یقینی سی تھی۔

جیسے اچانک آئینہ سامنے رکھ دیا گیا ہو،اور اس میں برسوں کے زخم قید ہوں۔

دلاور کے لبوں پر ایک زہریلی مسکراہٹ رینگ گئی۔

تم دونوں سوتیلے بھائی ہو۔وہ بلند قہقہہ لگا کر بولتا گیا۔

لیکن رمیز اور سرمد تو جیسے سکتے میں چلے گئے ہوں۔

دلاور پھر بولا

دونوں کا بچپن ایک جیسا،دونوں کی قسمت برباد،

اور مجرم کون؟ میں۔

پھر اس کے قہقہے نے فضا چیر دی۔

میں نے اس کی ماں کو چھوڑ دیا،جیسے پرانی چیزیں پھینک دی جاتی ہیں۔

سرمد،جواب تک خاموش کھڑا تھا،اچانک آگے بڑھا۔چہرے پر طوفان،آنکھوں میں خون،

اور لبوں پر بس ایک چیخ۔

میری ماں کا نام اپنی گندی زبان سے مت لینا،دلاور۔تیرا اور میرا کوئی رشتہ نہیں ہے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

میں نے تو تیرا نام اپنے نام کے ساتھ جوڑنا بھی گوارا نہیں کیا۔ میں نے اپنی پہچان خود بنائی۔ اگر میرا بس چلتا تو میں اپنی رگوں سے تیرا خون مٹا دیتا۔ نفرت ہے مجھے تم سے، شدید نفرت۔ وہ چلایا۔

دلاور نے ایک زہریلا قہقہہ لگایا۔

نفرت بھی کی تو کیا شان سے کی۔ لیکن جس کھیل کا آغاز میں نے کیا تھا، اس کا انجام ابھی باقی ہے۔

سرمد بھاگتا ہوا رابیل کے پاس گیا۔ اُسے لگا جیسے وہ رابیل کو مار دے گا۔

رابیل!

ایک اشارے پر دلاور کے غنڈے دوبارہ لپکے۔ سرمد اور رمیز دونوں نے خود کو جھٹک کر آزاد کیا۔

رابیل کو سرمد نے زمین سے اٹھایا اس کے بازو کو اپنے ہاتھوں میں مضبوطی سے پکڑا اور اپنے پیچھے کیا۔ رابیل اس وقت کچھ بھی سمجھنے کی سیچویشن میں نہیں تھی وہ بے حد ڈری، اور سہمی ہوئی تھی

سرمد زخموں کے باوجود فولادی جذبے کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

غنڈے حملہ آور ہوئے، گولیاں چلنے کی آوازیں فضا میں گونجنے لگیں۔ چنگاریاں، شور، دھواں، ہر طرف جنگ کا سا سماں تھا۔

سرمد اور رمیز دونوں ایک دوسرے کے شانہ بشانہ لڑنے لگے۔ دلاور کرسی پر بیٹھا، تماشہ دیکھ رہا تھا۔

اس کی آنکھوں میں پاگلوں جیسی چمک، چہرے پر ایک فاتحانہ سکون تھا۔ ایک لمحے بعد اس نے ہاتھ اٹھایا، غنڈے رک گئے۔

ہوا میں گنوں کے دھات کے کلک سنائی دیے۔

بس، اب ختم۔

ایک گرجدار حکم۔

غنڈوں نے گنز سیدھی کیں۔ کوئی بھی آگے نہیں بڑھے گا، ایک بھی ہلا تو گولی مار دوں گا۔

سرمد اور رابیل درمیان میں تھے، ہر سمت سے گنز کا نشانہ ان پر تھا۔ رمیز کو دو آدمیوں نے جکڑا ہوا تھا۔ وہ مسلسل تڑپ رہا تھا۔

اگر رابیل یا سرمد کو کسی نے ہاتھ لگایا تو میں سب کو ختم کر دوں گا۔ رمیز کی چیخ فضا میں گونجی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

دلاور آہستہ آہستہ اس کے پاس آیا۔

کیا بات ہے رمیز؟ جسے میں نے بچپن میں شیر بنایا، وہ آج دشمنوں کی صف میں کھڑا ہے؟

رمیز نے خود کو چھڑانے کی کوشش کی، سانس پھولی ہوئی، مگر لہجہ آتش فشاں کی طرح بھڑکا ہوا۔

شیر بنایا تھا یا درندہ؟ نفرت سکھائی تھی آپ نے، انسانیت نہیں۔

فضا میں خاموشی چھا گئی۔ دھند میں رائفلوں کی ٹھنڈی نالیاں چمک رہیں تھیں۔ سرمد، زخمی مگر ڈٹا ہوا، رابیل کے سامنے کھڑا تھا۔

رمیز اپنے باپ کے سامنے، نفرت سے لرزتا ہوا۔

رمیز نے سانس بھری، دل کی دھڑکنیں اتنی تیز تھیں کہ لگ رہا تھا جیسے سینے سے نکل جائیں گی۔ ہر طرف شور اور غنڈوں کی چیخیں گونج رہی تھیں۔ اس کے ہاتھ پسینے سے بھیگے ہوئے تھے، اور دل کی دھڑکنیں ہر لمحہ بڑھتی جا رہی تھیں۔

اور دلاور، اب بھی مسکرا رہا تھا، جیسے اس سب میں بھی اسے فخر ہو۔۔

آسمان پر زور سے بجلی کڑکنے لگی بادل گرجنے لگے، اور ہلکی ہلکی بارش ہونے لگی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

دلاور آگے بڑھا، بلکل سرمد کے قریب آیا۔،رابیل کے منہ سے بے اختیار چیخ نکلی،اس نے اپنے منہ کو اپنے ہاتھوں سے کور کر کے چیخ دبانے کی کوشش کی مگر ناکام وہ بری طرح سے کانپ رہی تھی۔

دلاور کی آنکھوں میں انتقام کی آگ جل رہی تھی،اور لبوں پر ایک تلخ قہقہہ تھا۔یہ کمینہ ! میری نظروں کا کانٹا!اب نہ بچ پائے گا۔

سرمد سے نفرت کرنے کی اس کے ساتھ دشمنی نبھانے کی میرے پاس ہزار وجہ ہیں اور سب سے بڑی وجہ کہ یہ میرا خون ہوتے ہوئے میرے نقشِ قدم پر نہیں چلا،اس بات نے مجھے اندر تک پاگل کر دیا تھا۔اور اوپر سے سرمد کی کامیابی وہ بھی ایک باپ کے بغیر وہ اتنا کامیاب ہو رہا تھا۔میرے اندر تو جیسے لاوا پھٹ رہا تھا۔جس دن اس نے جانے انجانے میں ایک زمین مجھ سے ہڑپ لی تھی میں نے تب ہی ارادہ کر لیا تھا کہ میں اسے جان سے مار دونگا کبھی زندہ نہیں چھوڑ نگا۔میری دشمنی اس سے آج کی یہ کچھ عرصے پہلے کی نہیں ہے میری دشمنی اس سے برسوں پہلے کی ہے جب میں نے اس کی ماں کو چھوڑا تھا۔کیوں اس نے میری بات نہ مان کر اپنی من مانی کی میں تم دونوں کو بری طرح سے برباد کرنا چاہتا تھا۔میں نے ہر ممکن

کوشش کی تمہیں گرانے کی ہر طرح سے دشمنی نبھائی لیکن تب تمہاری قسمت اچھی تھی تم ہر دفعہ بچ جاتے تھے مگر اب نہیں۔

دلاور نے گن نکال لی تھی۔وہ اس کا رخ سرمد پر تان چکا تھا۔

رمیز نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو آزاد کیا۔اُس کا جسم کانپ رہا تھا، لیکن اندر سے حوصلہ جواں تھا۔اُس نے آگے بڑھنے کا فیصلہ کیا، سرمد اور رابیل کو بچانے کے لیے۔اُس کی آنکھیں دلاور کے ہر حرکت پر جمی ہوئی تھیں،اور ہر سانس کے ساتھ اُس کے ارادے مضبوط ہو رہے تھے۔

دلاور نرٹر گر پر انگلی رکھی،رمیز نے ایک ہی جھٹکے سے سرمد کو دکا دیا اور خود سامنے آگیا۔یہ سب اتنی جلدی میں ہوا کہ کسی کو کچھ سمجھ نہیں آئی۔سرمد نیچے گرنے والا تھا کہ رابیل نے اُسے مضبوطی سے تھام لیا۔رابیل بری طرح سے کانپ رہی تھی اس کی آنکھوں میں خوف نظر آرہا تھا۔سرمد نے رابیل کو اپنے بازو کے حصار میں لیا یہ صحیح تھا یا غلط لیکن اسے جو ٹھیک لگا اس نے کیا۔اس نے رابیل کو اپنے سینے سے لگایا وہ اب بھی کانپ رہی تھی وہ بغیر کوئی حرکت کیے سرمد کے سینے کے ساتھ جا لگی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جاؤؤؤؤؤؤؤؤؤؤ یہاں سے۔رمیز نے اونچا بولا۔اس سے پہلے ٹر گر پر انگلی دبائی جاتی اور گولی چلے۔رمیز نے ان دونوں کا بھاگ جانے کا کہا۔

پلیز چلے جاو۔ سرمد رمیز کو بچانے کے لیے آگے بڑھا۔رمیز نے فورا روک دیا، تم لوگ جاو۔۔میری موت اگر لکھی ہے تو مجھے مرنے دو،۔میری ساری غلطیوں کا ازالہ میں تم دونوں کی جان بچا کر پورا کرنا چاہتا ہوں۔ مجھ پر احسان کرو جاو۔۔وہ درد سے چلا رہا تھا۔

سرمد کے قدم اس کا ساتھ ہی نہیں دے رہے تھے،۔وہ رمیز کو بچائے یا رابیل کو۔اگر وہ رمیز کو بچانے کے لیے آگے بڑھتا تو یقینا رابیل اور اس کی جان کو خطرہ ہونا تھا۔

بس پھر کیا تھا۔

دلاور نے بے دھیانی میں ٹر گر دبایا اور گولی نکل گئی۔۔گولی سیدھا رمیز کے دل کے قریب لگی اس کو ایسا لگا جیسے چھری چل گئی ہو۔درد کی ایک لہر اُس کے پورے جسم میں دوڑ گئی، لیکن اُس نے پیچھے ہٹنے کا نام نہ لیا۔

سرمد نے پیچھے مڑ کر دیکھا،اُس کی آنکھوں میں خوف اور حیرت تھی۔رابیل نے فوراًسرمد کا بازو پکڑ کر پیچھے کھینچنا چاہا، لیکن سرمد نے اپنے قدم جمائے رکھے۔

دلاور کی آنکھیں پھٹی ہوئی تھیں، اور اُس کے ہاتھ لرز رہے تھے۔ گن زمین کی طرف جھک رہی تھی، لیکن وہ اسے پکڑے رہا۔ گن فل لوڈڈ ہونے کی وجہ سے چلتی گئی۔

رمیز کے بار بار بولے جانے پر سرمد اور رابیل وہاں سے نکلنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔

دوسری گولی پیٹ کے قریب لگی، وہ اپنے آپ کو بچانے کے لیے پیچھے ہونا چاہتا تھا۔ لیکن رمیز کو رابیل کی بات یاد آئی۔ تم مر جاؤ گے تو مجھے سکون آئے گا۔ اُس کے دل میں ایک عجیب سا حوصلہ جاگا۔ خون اور درد کے باوجود، اُس نے خود کو آگے دھکیل دیا۔

تیسری سینے کے کنارے سے۔ ہر گولی کے ساتھ ماحول میں ایک خوفناک خاموشی چھا گئی، دھواں اور خون کی خوشبو ہر طرف پھیل گئی۔

دلاور کی گن سے نکلنے والی چوتھی گولی اُس کے سر پر لگی۔ رمیز زمین پر گر پڑا، خون میں لت پت، سانسیں مشکل سے چل رہی تھیں،۔

ن... نہیں۔

ی... یہ... یہ کیا ہو گیا؟

میں نے اپنے ہاتھوں سے اپنے بیٹے کو۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رمیز زمین پر لیٹے اپنے ارد گرد کا منظر دیکھ رہا تھا۔خون سے بھیگی زمین، دھواں جو ہر طرف گھل رہا تھا پھر اُسے یاد آیا تو، سرمد اور رابیل کے خوفزدہ چہرے، اور دلاور کی پاگل ہنسی۔ہر لمحہ ایسا لگ رہا تھا جیسے وقت رک گیا ہو۔

چند لمحوں کے بعد پولیس وہاں پہنچ چکی تھی۔سرمد نے گاڑی میں بیٹھتے ہی پولیس کو لوکیشن سینڈ کر دی تھی اسلیے کچھ ہی لمحوں میں پولیس آ گئی۔

نیچے ہتھیار رکھو!

دلاور کے غنڈے فوراً اپنے ہاتھ اوپر کر کے کھڑے ہو گئے۔دلاور ستون سے ٹکرایا اور بیٹھ گیا۔گن اُس کے ہاتھ سے زمین پر گر گئی۔

وہ پاگلوں کی طرح ہنسنے لگا۔اُس کی ہنسی میں فتح، طاقت، دولت کی خوشی تھی، لیکن ساتھ ہی خوف اور صدمہ بھی چھپا ہوا تھا۔اُس کے جسم میں ایک عجیب سی بے چینی تھی۔وہ پاگلوں کی طرح ہنس رہا تھا، لیکن اندر سے ٹوٹ رہا تھا۔

میں نے سب جیت لیا! طاقت، دولت، دشمنوں کا خوف! لیکن سب ہار گیا۔۔۔

میرا بیٹا! میرے ہاتھوں سے!!

ہاہاہاہا۔۔۔یہی میری سزا ہے!

وہ رمیز کو اپنے ہاتھوں سے مار کر اس وقت شدید ذہنی صدمے سے دوچار تھا اس کے دماغ نے کام کرنا چھوڑ دیا تھا۔

آس پاس کا منظر خون اور دھوئیں میں ڈوبا ہوا تھا۔ ہوا میں گولیوں کی خوشبو تھی، زمین پر خون کے دھبے، اور ادھوری ہنسی کی بازگشت۔ رمیز کی سانسیں دھیمی ہو رہی تھیں، لیکن اُس کی آنکھوں میں قربانی کی روشنی ابھی باقی تھی۔

دلاور ستون کے ساتھ بیٹھا، ہنستے ہوئے آنکھوں سے اشک بہا رہا تھا، اور اُس کی ہنسی میں طاقت، خوف اور جرم کا عجیب امتزاج تھا۔

میں جیت کر بھی مر گیا۔۔

پولیس کی آوازیں بارش کی ٹپ ٹپ میں مدھم ہو رہی تھیں۔ دلاور کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں، آنکھوں میں خوف، اور اندر ایک پاگل پن۔ وہ اپنے غنڈوں کے ساتھ پولیس کے ساتھ لے جایا جا رہا تھا، لیکن اس لمحے کا ماحول کچھ اور ہی کہانی سنانے کے لیے تیار تھا۔

بارش تیز ہونے لگی۔ ہر قطرہ زمین سے ٹکرا کر ایک دھواں سا بلند کر رہا تھا، جیسے فضا بھی روتی ہو، جیسے ہر بوند اس دنیا کے درد کو بیاں کر رہی ہو۔ کچے راستے پر ایک شخص چت لیٹا تھا، جسم خون اور مٹی میں لت پت۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

چہرہ مٹی اور خون سے اٹا ہوا، کپڑے خون آلود، آنکھیں آسمان کی طرف۔ سینے پر جو گولی لگی تھی، دل کے قریب، جہاں کبھی رابیل کا نام کندہ تھا۔ گولی نے اس کی جلد کو پھاڑ دیا، پسلیاں توڑ دی۔ ہر سانس اُس کے سینے کو مزید دبا رہی تھی۔

ہونٹ خشک، آنکھیں دھندلی، دنیا دھندلی۔ ایک بار، بس ایک بار وہ اپنی آنکھیں بند کرنا چاہتا تھا، لیکن جسم سن گیا تھا، ہاتھ سن، ٹانگیں بے جان۔ دل کی دھڑکنیں زور زور سے پھٹ رہی تھیں، ہر دھڑکن جیسے پوری دنیا کی چیخ اُس کے سینے سے نکل رہی ہو۔

دل کی ایک آخری خواہش باقی تھی۔ ایک لمحے کے لیے زندگی نے اُسے سنبھالنے دیا۔ اُس کے لبوں پر وہ الفاظ چپک گئے

آئی لو یو دلربا!

وہ جو سات منٹ اس کا دماغ ایکٹیو تھا اس میں رابیل کے ساتھ گزارے گئے ہر پل خوبصورت پل اس کی آنکھوں کے گرد تھے۔

بارش کی ہر بوند اُس کے جسم پر ٹپک رہی تھی، ہر قطرہ اُس کے خون اور قربانی کے عکس میں بدل گیا۔ اور ساتھ ہی اُس کی جان نکل گئی۔ اور وہ دم توڑ گیا،

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

بجلی زور سے کڑکی۔زمین پر وہ لاش پڑی، بارش تیز ہوتی گئی۔لیکن یہ صرف لاش نہیں تھی، یہ ایک محبت تھی، ایک قربانی، ایک جذبہ جو سمجھنے میں دیر ہو گئی۔

پانی زمین پر ٹپک رہا تھا، خون اور بارش مل کر ایک عجیب سا عکس پیدا کر رہے تھے۔فضا میں ایک خاموش درد گونج رہا تھا۔

"بعض لوگ مرنے کے بعد سمجھ آتے ہیں۔۔۔اور بعض سچ۔۔۔صرف موت کے بعد ثابت ہوتے ہیں۔"

وقت رک گیا، ہوا خاموش، لیکن محبت زندہ تھی۔خاموش، مگر ابدی۔ہر قطرہ بارش، ہر بوند خون، ہر سانس اور ہر دھڑکن اس لمحے کی گواہ تھی

(******)

رمیز وہ جو صرف جرم میں جیا۔۔۔محبت میں مرا۔

رمیز جس کے مرنے کے بعد آنکھوں کے گرد جیسے ایک ہی نام اور چہرہ تھا۔اور وہ تھا رابیل کا۔

اس کی کھولی آنکھیں۔اس کا بے جان جسم جیسے بار بار اپنی کہانی سنا رہی تھی۔جیسے وہ آخری بار کچھ کہہ رہا تھا۔مرنے سے پہلے اس کی خود سے کلامی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

آج میری لاش سڑک کنارے ویرانے میں پڑی ہے۔

سینہ چھلنی، ہونٹوں پر خون، اور ہاتھ خالی۔۔۔ جیسے زندگی بھر سب کچھ چھینا گیا، لیکن مرتے وقت کچھ بھی نہ بچا۔

پر آج میں جھوٹ نہیں بولوں گا۔

آج میں تمہیں وہ سچ بتاؤں گا۔ جو زندگی بھر اپنے سائے میں دفن کرتا رہا۔

ہاں۔۔۔ میں زمینوں پر قبضہ کرتا تھا۔

میں وہ تھا جو یتیموں کے پلاٹ چھین لیتا تھا، بیواؤں کے نام سے جعلی فائلیں بناتا، کچی بستیوں پر بلڈوزر چلاتا۔ میرے لیے درد صرف ریٹ کا نام تھا، اور آنسو ڈیل کلوز ہونے میں رکاوٹ۔

کیوں؟

کیونکہ میرے باپ نے میرے ہاتھ میں قلم نہیں، قبضے کا نقشہ دیا تھا۔

وہ کہتا تھا زمین پر راج کرنا ہے تو دل نہیں، بندوق چاہیے۔

میں نے بندوق تھامی، اور پھر ایک کے بعد ایک زمین میری جیب میں آتی گئی۔

اور انسانیت میری روح سے نکلتی گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

پھر رابیل آئی۔

میری زندگی میں پہلی بار خوف جاگا۔۔۔خوف کہیں وہ میری حقیقت نہ جان لے۔میں نے

اسے سچے خوابوں میں لپیٹ کر جھوٹ بیچا،

لیکن خدا گواہ ہے،

جب میں نے اس سے محبت کی،تو اس دن پہلی بار۔۔۔قبضہ چھوڑ کر دعا مانگی۔

لیکن سچ تاخیر سے بولا،اور وہ جا چکی تھی۔میں اپنے گناہ لے کر اس کے در پر سچائی رکھنے گیا،

لیکن اس نے در صرف ایک بار کھولا،پھر دروازہ بند ہو گیا تھا۔

میں مجرم ہوں،ہاں،

لیکن میں ایک بات کہنا ضرور چاہوں گا۔

کبھی کسی کی حقیقت مت پرکھو صرف اس کے ماضی سے۔ہو سکتا ہے وہ آج تمہاری محبت

سے سچ بننے کو تیار ہو،پر تم اسے کل کی سزا دے کر ہمیشہ کے لیے توڑ دو۔

میری لاش ملے تو فاتحہ پڑھنا،

اور ایک بات یاد رکھنا:

زمینیں جیتنے والے،دل ہار جاتے ہیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اور جاتے جاتے بس اتنا ہی،

زمینیں چھین کر میں امیر ہو گیا، پر دعائیں گنوا کر فقیر رہ گیا۔

میں مجرم تھا، مانتا ہوں۔ پر محبت میں جو رویا ہوں، وہ سزا کافی ہے شاید۔

میں گیا،

پر جاتے جاتے تم سے ایک امید چھوڑ کر جا رہا ہوں، کبھی کوئی رمیز ملے تو اسے موقع دینا۔

فیصلہ نہیں، محبت کا موقع دینا۔

اگر مجھے بھی اچھے وقت پر اچھی تربیت ملتی، تو میں بھی اچھی زندگی گزارتا، سکون سے۔۔۔

اور رمیز کی آنکھیں دھندلی ہوتی ہیں، خون اور بارش میں گھلی ہوئی۔

وہ زمین پر لیٹا، سینہ چھلنی، ہونٹ لرز رہے۔ ہر سانس ایک آخری دعا کی مانند۔

دماغ میں صرف ایک خیال گھوم رہا ہے: محبت، وہ رابیل، اور جو سچائی اُس نے زندگی میں کبھی نہ کہی۔

بارش زور سے ٹپک رہی ہے، زمین خون اور پانی میں ڈوبی۔

رمیز کی آخری سانس، آخری دھڑکن، آخری نظر آسمان کی طرف،

اور پھر خاموشی۔

خاموشی جو صرف محبت اور گناہ کے درمیان رہ جانے والے انسان کی آخری حقیقت بتاتی ہے

میری بیتی ہوئی انسانیت کی بازگشت

رمیز اورنگزیب!

6نومبر 1999

7دسمبر 2025

(******)

گاڑی سڑک پر دھیرے دھیرے چل رہی تھی۔بارش کی بوندیں شیشے پر گرتی تھیں،اور روشنیوں کے چھوٹے چھوٹے عکس اندر کے ماحول کو اور پراسرار بنا رہے تھے۔اندر ایک گہری خاموشی تھی، جیسی ہوا بھی سانس روک کر بیٹھ گئی ہو۔

سرمد کی نظریں سامنے سڑک پر جم گئی تھیں، لیکن دل کی آنکھیں کہیں اور تھیں۔وہ بار بار رابیل کا ڈرا ہوا چہرہ دیکھ رہا تھا،وہ نازک پل جس میں خوف اور بے بسی دونوں نظر آتی تھیں۔اسٹیئرنگ وہ اتنے زور سے تھامے ہوئے تھا جیسے اگر ہاتھ چھوڑ دے تو دل بھی بکھر جائے۔ہاتھوں کی گرفت اتنی مضبوط تھی کہ خود اس کا دل بھی تھرتھرا رہا تھا۔اگر ایک لمحے کی دیر ہو جاتی۔۔۔

یہ خیال سرمد کے دل کو نوچ رہا تھا۔

رابیل کی آنکھیں کھڑکی کی طرف تھیں، لیکن وہ منظر نہیں دیکھ رہی تھی۔ وہ کسی یاد میں گم تھی، کسی چھپی ہوئی آواز میں، کسی تھرتھراتی چیخ میں۔ دل دھڑک رہا تھا، لیکن سانس بے آواز، خوف جیسے اس میں رچ بس گیا تھا۔

اچانک گولی کی آواز۔

نقاب میں چھپے ہوئے دہشت زدہ آنکھیں۔

گاڑی میں گھسنے والا لمحہ۔

سرمد خون میں لت پت ہو کر دروازہ توڑ کر اندر آیا۔ ہر قدم کے ساتھ زمین پر چھوٹے چھوٹے قطرے گرتے، خون اور بارش کے مکسچر میں دھندلی لکیر چھوڑتے۔ رابیل کی آنکھیں یہ سب منظر دیکھ رہی تھیں، مگر اسے یقین ہی نہ آ رہا تھا کہ یہ حقیقت ہے۔ دل دھڑک رہا تھا، لیکن ایک لمحے کے لیے وقت رک گیا۔

سرمد بار بار رابیل کو دیکھے جا رہا تھا۔ اس کا دل بھی رو رہا تھا، لیکن وہ جانتا تھا کہ ابھی الفاظ مرہم نہیں بن سکتے۔ اگر ایک لمحے کی دیر ہو جاتی، تو شاید سب کچھ بدل جاتا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

گاڑی اچانک رک گئی۔ سرمد نے دروازہ کھولا، اور رابیل کی طرف بڑھا۔ اس کی طرف کا دروزہ کھولا،

رابیل نیچے اتری، قدم لرز رہے تھے، بارش کی بوندیں اس کے چہرے پر جم رہی تھیں۔ وہ گھر کی طرف بڑھتی گئی، ہر قدم کے ساتھ خوف، اور محسوس ہو رہا تھا۔ پلٹنے کی ہمت نہیں تھی۔

شام کے سائے گہرے ہو چکے تھے۔ آنگن میں سنّاٹا چھایا ہوا تھا، ہوا میں نمی اور بارش کی خوشبو گھل رہی تھی۔

بی جان کب سے بے قرار تھی، ان کی روح ہر لمحہ رابیل کی واپسی کی دعا کر رہی تھی۔ بی جان لان گھر کے دروازے کے باہر ہی چکر لگا رہی تھیں ان کی نظریں گیٹ پر تھیں۔

اچانک گیٹ کھلا۔ رابیل لڑکھڑاتے قدموں کے ساتھ اندر داخل ہوئی۔

اس کا چہرہ زرد، آنکھیں خوف سے پر، بال بکھرے ہوئے۔ جیسے کئی طوفان اس پر بیت چکے ہوں۔ ہر قدم پر اس کے جسم کا کانپنا واضح تھا۔

بی جان نے جیسے ہی اسے دیکھا، ضبط کے سارے بندھن ٹوٹ گئے۔

ربیل!! بس ایک صدا، اور وہ دوڑتی ہوئی رابیل کے پاس پہنچی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ربیل ابھی بھی سہمی ہوئی تھی۔آنکھیں در و دیوار کو پہچاننے کی کوشش کر رہی تھیں، ہر چیز غیر یقینی اور خطرناک محسوس ہو رہی تھی۔ جسم خوف سے کانپ رہا تھا، ہاتھ لرز رہے تھے۔

بی جان نے اسے بانہوں میں لے لیا، اپنے سینے سے لگایا۔ جیسے اپنی روح کو واپس پالیا ہو۔

میری بچی... میری جان... میں ڈر گئی تھی۔اگر تم ایک لمحے بھی آنے میں دیر کرتی تو پتہ نہیں کیا ہوتا، رابیل

آواز بھیگی ہوئی تھی، ہر لفظ درد اور سکون کا مرکب تھا

ربیل کا سارا خوف جیسے بی جان کے سینے سے لگتے ہی بہہ گیا۔وہ بچوں کی طرح بی جان سے لپٹ گئی، اور آنسو بی جان کی چادر کو بھگونے لگے۔

بی جان!!

بس اتنا ہی بول سکی، اور باقی الفاظ سسکیوں میں دب گئے۔

بی جان نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا، بار بار چومتی گئیں، آنکھوں سے بہتے آنسو چھپانے کی کوشش بھی ناکام ہو رہی تھی۔

میں نے سب کچھ کھو جانے کا ڈر دیکھا تھا، رابیل۔ لیکن تم سلامت ہو، بس یہ ہی کافی ہے۔

یہ الفاظ دعا کی طرح اس کی پیشانی پر بٹھائے گئے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رابیل کی کیفیت ایسی تھی جیسے کسی گہرے اندھیرے سے روشنی میں نکلی ہو۔دل ابھی بھی ڈرا ہوا تھا، لیکن جسم میں سکون کے چھوٹے چھوٹے شعاعیں آنا شروع ہو گئے۔

مجھے لگا...میں کبھی واپس نہیں آسکوں گی۔

رابیل کی آواز لرز رہی تھی، ہر لفظ خوف کا آئینہ۔

بی جان اُسے سینے سے لگائے اندر لے کر گئیں۔رابیل کو صوفے پر بٹھایا۔اندر سے جلدی سے تولیا لے کر آئیں اس کے گیلے بالوں کو تولیے سے خشک کرنے لگیں۔وہ ابھی تک کانپ رہی تھی۔ئبی جان کی سانسیں جیسے اب بحال ہوئی ہوں،۔جب سے ڈرائیور نے آکر بتایا کہ رابیل بی بی آفس میں نہیں ہیں میں نے پتہ کروایا بی جان کا دل تب سے پتہ نہیں کتنی بار کتنے ڈر اور خوف سے گزرا تھا۔وہ اکیلی کرتی بھی تو کیا کرتی۔انہوں نے اپنے کسی جاننے والے کو کہہ کر پتہ لگوانے کی کوشش کی تھی لیکن کسی کا کوئی جواب نہیں آیا تھا۔بی جان مسلسل دعائیں کرتی جا رہی تھی۔

اب اسے اپنے سامنے دیکھ کر بی جان کی جیسے سانس میں سانس آئی ہو۔رابیل کی حالت بہت خراب تھی کپڑے پوری طرح سے گندے ہوئے تھے۔

بی جان گرم پانی لینے کے لیے اندر واش روم میں گئیں۔رابیل بے جان جسم لیے صوفے پر بیٹھی ہوئی تھی۔

(****)

رات کا پچھلا پہر تھا۔بارش کے قطرے، سرمد کے چہرے پر گرتے جا رہے تھے۔ہر بوند اُس کے اندر کے طوفان کی بازگشت لگ رہی تھی۔۔جوتے ہاتھ میں پکڑ کر وہ ننگے پاؤں ویرانے کی طرف بڑھا۔زمین گیلی، ٹھنڈی اور خالی تھی،اور ہر قدم کے ساتھ جیسے ماضی کی پرچھائیاں اُس کے پیچھے چلنے لگیں۔

بارش اُس کے چہرے کو چھوتی رہی،اور ہر قطرہ اُس کے دل کے اندر کے غم کو جگا رہا تھا۔

قدم بڑھاتے ہوئے وہ پرانی جنگلی پگڈنڈیوں پر چلتا گیا،اور ہر پتے کی سرسراہٹ اُس کے یادوں کی گونج میں بدل گئی۔پھر اچانک،ایک پل کے لیے،وقت نے مڑ کر اُسے پچھلے کمرے کی طرف پھینک دیا،ایک چھوٹے سے ٹوٹے ہوئے کمرے میں جہاں خوف اور محبت کے نشانات آج بھی رہ گئے تھے۔

فلیش بیک

کراچی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رات کے گیارہ بجے۔

ایک چھوٹے سے گھر میں روشنی مدھم تھی۔روز کی طرح آج بھی لڑائی ہو رہی تھی۔رخسار کی آواز لرز رہی تھی، مگر ہر لفظ اُس کے دل کی حقیقت بیان کر رہا تھا۔

دلاور، بس کر دو... یہ بُرے کام، یہ غیر قانونی دھندے چھوڑ دو۔ہمارا سرمد صرف پانچ سال کا ہے...اُس کی تربیت کیسے ہو گی؟

دلاور کے چہرے پر غصہ جم گیا۔اُس کی آواز سخت اور کڑوی تھی،

تو چاہتی ہے میرا بیٹا کمزور بنے؟ یہ دنیا رحم سے نہیں چلتی، صرف طاقت سے۔میں اُسے وہی دوں گا جو میں نے سیکھا ہے۔

دلاور اپنے بیٹے کے لیے یہ سب چھوڑ دو۔اس کی تربیت میں ایسے نہیں کرنا چاہتی میں اُسے تمہارے جیسے نہیں بنا سکتی۔

دلاور کا غصہ جیسے ساتویں آسمان پر پہنچا دلاور نے ہاتھ میں پکڑا ہوا گلاس دیوار پر دے مارا۔

شیشہ ٹوٹا، کمرہ گونج اُٹھا۔

تمہارے جیسے سے کیا مطلب؟ مجھ سے محبت کی دعویدار تم بھی تھی۔میں اکیلا تو تم پر مرا نہیں جا رہا تھا۔اگر اتنا ہی میں برا انسان ہوں تو نا کرتی مجھ سے شادی عجیب زندگی بنا دی ہے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

عورت ہو اپنی اوقات میں رہو۔ ورنہ مجھے اپنی اوقات تمہیں دکھانے میں زیادہ وقت نہیں لگے گا۔ میں تمہیں ہزار دفعہ کہہ چکا ہوں میرے معاملات سے دور رہا کرو۔ مداخلت مت کیا کرو لیکن تم پر میری کسی بات کا کوئی اثر نہیں۔

آئندہ اگر تم نے میرے سامنے زبان چلائی تو میں تمہاری زبان حلق سے کھینچ لونگا۔

دلاور یہ تم کس طرح سے مجھ سے بات کر رہے ہو۔ رخسار حیرت سے اُسے دیکھتے ہوئے بولی۔

جو تمہاری اوقات ہے ویسے ہی بات کر رہا ہوں مجھے مزید غصہ نہ دلاو دفعہ ہو جاو یہاں سے۔ دلاور نے رخسار کو دھکا دیا وہ گرتے گرتے بچیں۔

سرمد کونے میں کانپ رہا تھا، آنکھیں خوف سے پھیل رہی تھیں، بدن میں کپکپی، اور چھوٹی انگلیاں جُھکی ہوئی۔، اُس کے اندر کا خود یہ سب دیکھ کر بڑھتا جا رہا تھا۔ وہ جلدی سے کمرے سے نکلا اور رخسار کے پاس آیا، رخسار نے سرمد کو ڈرتے دیکھ کر فوراً اپنے گلے سے لگا لیا۔ نہ جانے وہ کب سے یہ سب دیکھ رہا تھا۔ شادی کے ایک سال بعد ہی دلاور نے رخسار کے ساتھ لڑائی جھگڑے شروع کر دیے تھے۔

اور سرمد کے پیدا ہونے کے بعد یہ سلسلہ بڑھتا گیا۔ سرمد راتوں کو خوف سے کبھی کبھی سوتا ہی نہیں تھا۔اس کے اندر ڈر اور خوف بری طرح سما چکے تھے۔

رخسار کے آنسو، التجائیں، اُس کی روح کے اندر دفن ہو گئی تھیں۔ دلاور کا غرور ہر طرف چھایا ہوا تھا، اُس کی طاقت کی خواہش ہر لمحہ بڑھ رہی تھی۔

پھر دو دن بعد، شام کے آخری سنہری لمحے، دروازہ کھلا۔

دلاور اندر آیا، اور ساتھ ایک نوجوان عورت تھی۔ اُس کا چہرہ میک اپ سے چمکتا، چال میں غرور، ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ۔اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا بچہ تھا جو ایک سال کا لگ رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

رخسار کی آواز کانپ رہی تھی، دل ٹوٹ رہا تھا

یہ کون ہے دلاور...؟

دلاور نے سگریٹ کا کش لیتے ہوئے کہا

یہ میری دوسری بیوی ہے۔ تم میرے ساتھ نہیں رہنا چاہتیں نا؟ تو مت رہو۔

اب سے یہ میرے ساتھ رہے گی اور یہ جو بچہ اس کے ہاتھ میں ہے وہ میرے نقشِ قدم پر چلے گا۔اور یہ میرا بچہ بنے گا شیر۔

میرا بچہ ؟؟؟رخسار نے حیرت سے دلاور کو دیکھا جس کے چہرے پر بلکل بھی کوئی افسوس نہیں تھا۔

ہاں!! تم سے شادی کے دو سال بعد ہی میں نے دوسری شادی کرلی تھی تمہیں مجھ سے محبت تھی لیکن پتہ نہیں وہ محبت مجھے آج تک نظر نہیں آئی، تم نے ہمیشہ مجھے ہر کام سے روکے رکھا، پھر مجھے نگین ملی اس کو میری کسی چیز سے کوئی مسئلہ نہیں تھا جو سکون تم مجھے نہیں دے سکتی تھی وہ نگین کے پاس جانے سے مجھے ملتا تھا۔ پھر ایک دن ہم نے شادی کرلی،۔اسے مجھ سے دوسری شادی کرنے پر کوئی اعتراض نہیں تھا اور نہ میرے کام سے۔

میں اس روز روز کی لڑائی سے تنگ آگیا ہوں اسلیے میں نے سارا کھیل ہی ختم کر دیا ہے۔ میں تمہیں طلاق دیتا ہوں۔

دلاور نہیں۔۔ایسا مت کرو پلیز۔دلاور رخسار بول رہی تھی۔

میں تمہیں طلاق دیتا ہوں۔ طلاق دیتا ہوں۔دلاور نے ایک لمحہ بھی نہ لگایا اسے طلاق دینے میں۔

رخسار کی آنکھوں میں وہی دلاور دفن ہو چکا تھا جس کے لیے اُس نے سب کچھ چھوڑا تھا۔دل ٹوٹ چکا، امیدیں دم توڑ گئی تھیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رخسار ٹوٹے لہجے میں بولی

یہ وہی دلاور ہے...؟ جس سے میں نے محبت کی تھی؟

کوئی جواب نہیں آیا۔ بس دلاور کا قہقہہ کمرے میں گونجا۔ وہ بے جان جسم بنے وہاں کھڑی رہی۔ اور نکل جاو میرے گھر سے ابھی کے ابھی۔ مجھے اب تم ماں بیٹے میں کوئی دلچسپی نہیں ہے دفع ہو جاو۔

دلاور پلیز۔۔ ہم کہاں جائیں گے۔ رخسار کو سرمد کی فکر ستانے لگی۔

میری طرف سے مر جاو۔ لیکن نکل جاو۔ تم میرے نکاح میں نہیں ہو اب دفع ہو جاو۔ یہ کہہ کر وہ آگے بڑھ گیا۔ اور کمرے میں چلا گیا۔

رخسار وہاں کھڑی رہی، اپنے دل کی ٹوٹ پھوٹ محسوس کرتے ہوئے۔ سرمد خاموش کونے میں، آنکھوں میں خوف، دل میں سوال اور سانسوں میں دھڑکن۔

رخسار نے خود کو سنبھالا، سرمد کا بازو پکڑا اور وہاں سے نکل گئی۔

جولائی کی تپتی ہوئی رات تھی۔ شہر کی سڑکیں سنسان اور خالی لگ رہی تھیں، اور حبس کا گلا گھونٹنے والا احساس ہر سانس کے ساتھ بڑھ رہا تھا۔ ہوا ابھی گرم تھی، زمین کی نمی اور فضاء میں چھائی نمی نے جیسے ہر چیز کو وزنی اور بوجھل کر دیا تھا۔

رخسار کے پاس اب کچھ نہیں بچا تھا، نہ شوہر، نہ عزت، نہ کوئی سر چھپانے کی جگہ۔ ہر چیز اُس کی زندگی سے چھین لی گئی تھی، اور اب وہ صرف سرمد کے لیے جیتی تھی۔ وہ ننھے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں تھامے، دربدر نکل پڑی۔

سڑکیں سنسان، کوچے تاریک، دیواریں ٹوٹ پھوٹ سے بھری، اور ہر گوشے میں تنہائی کی صدا گونج رہی تھی۔ کبھی کسی مسجد کا صحن، کبھی پارک کی ایک خالی بنچ، کبھی کسی رکشے والا جو ترس کھاتا، کبھی دھتکارتا، مگر رخسار کو رکنے کا وقت نہیں تھا۔ ہر قدم کے ساتھ اُس کے دل کی دھڑکن سرمد کے ننھے سانسوں کے ساتھ گونج رہی تھی۔

سرمد کی ننھی، لرزتی آواز، اُس کے دل کو اور زیادہ دہلا دیتی تھی۔ ممی بھوک لگی ہے۔

رخسار کے آنکھوں سے گرم آنسو جاری ہوئے، وہ خود کو مضبوط کرنے کی کوشش کرتے ہوئے بولی

بس بیٹا، تھوڑا صبر کر، میں کچھ نہ کچھ کرتی ہوں۔

رات کے اندھیروں میں، رخسار نے سرمد کو اپنے جسم کے قریب جکڑ کر چھپایا، ہر لمحے اُس کے ننھے جسم کو بارش اور ہوا کے ٹھنڈے اثر سے بچانے کی کوشش کی۔ چادر، جو اُن کے جسم کو چھپا رہی تھی، جیسے دنیا کے ظلم اور بے رحمی سے بچانے والی آخری پناہ تھی۔ لیکن خود

رخسار کی روح ننگی، زخمی اور تھکی ہوئی تھی۔ ہر قدم، ہر گھومتی گلی، ہر خوفناک سائے نے اُس کے دل کو توڑا، اور پھر بھی وہ رکنے کا حوصلہ نہ کر سکی۔

کہیں ایک کونے میں خالی بوتلیں، ٹوٹے ہوئے گھروں کے دروازے، چھتوں پر بیٹھے پرانے لوگ، اور کبھی کبھار چمکتی ہوئی کھڑکیوں کے ذریعے گزرتی روشنی، سب اُس کے قدموں کے راستے میں ایک نیا سوال چھوڑ جاتی تھی، کہاں پناہ ملے گی؟ آگے کی زندگی کیسے گزرے گی؟

سرمد کے چھوٹے ہاتھ اُس کے ہاتھ میں مضبوطی سے دبے ہوئے تھے، اور رخسار نے محسوس کیا کہ یہ ننھا ہاتھ اب اُس کی زندگی کی سب سے بڑی ذمہ داری اور سب سے بڑی طاقت بن چکا ہے۔ وہ تھکی، زخمی، اور خوف زدہ تھی، مگر اُس کے اندر ایک ناقابلِ تسخیر ہمت تھی، جو اسے رات بھر در در، کوچہ کوچہ بھٹکتے رہنے پر مجبور کر رہی تھی۔

صبح کی پہلی کرنیں آہستہ آہستہ شہر کی عمارتوں کے درمیان جھانکنے لگیں، لیکن رخسار کی تھکن ابھی بھی اُس کے پاؤں اور جسم میں تھی۔ سرمد اب سو رہا تھا، تھکا اور محفوظ محسوس کر رہا تھا، لیکن اُس کے آنکھوں کے نیچے چھوٹے چھوٹے آثار اُس رات کی تنہائی اور بھوک کے تھے۔ رخسار نے اُس کی پیشانی پر ہاتھ رکھا، اور اپنی آنکھوں سے اس قدر خاموشی سے کہا،

"میں تمہیں کبھی تنہا نہیں چھوڑوں گی، چاہے دنیا کچھ بھی کر لے۔"

ہر قدم، ہر گھومتی گلی، ہر سایہ، اور ہر سانس ایک نئی جدوجہد کی گواہی دے رہا تھا۔ اور یہ رات، یہ جولائی کی تپتی رات، ان کی زندگی کے اُن لمحوں میں ہمیشہ کے لیے نقش ہو گئی تھی، جہاں ماں اور بیٹے کی محبت نے ہر خوف، ہر ظلم، اور ہر تکلیف کے باوجود زندہ رہنے کا حوصلہ پیدا کیا تھا

(********)

ہر طرف ویران سنّاٹا پھیلا ہوا تھا، اور زمین بارش کے بعد گیلی، بھاری اور بھوسے جیسی خوشبو سے لبریز تھی۔ فضا میں نمی تھی، ہوا گھٹن سے بھری ہوئی، اور زمین پر سرمد اکیلا پڑا تھا، ٹوٹا ہوا، لیکن اندر سے اُبلتا ہوا۔ اس کے کپڑے کیچڑ سے لت پت، ہاتھ خون آلود، اور چہرہ غصے اور دکھ کی چوٹ سے مسخ تھا۔

وہ گھٹنوں کے بل زمین پر جھکا، پھر اپنا جسم جھٹک کر ایک مکا مارا، دوسرا، تیسرا، ہر وار کے ساتھ اُس کے اندر کے جذبات اور سالوں کی بے بسی کا شور گونج رہا تھا۔ ہر وار ایک لفظ تھا، ہر لفظ ایک زخم، ہر زخم ایک یاد۔

کیوں؟!! کیوں آیا تُو اتنے سال بعد؟!! کیوں آج پھر میری روح میں زہر گھولا؟

اس کا بدن کانپنے لگا، آواز رندگئی، لیکن شدت بڑھتی گئی۔ وہ چیخ کر بولا،

میرا بچپن تباہ کیا، میری ماں کی گود جلادی، تب بھی چپ رہا، کیوں رابیل کے ساتھ کیوں ایسا کیا تم نے؟؟؟

سرمد نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سینہ پیٹا، جیسے ہر دھڑکن کے ساتھ اُس کا درد اور بوجھ جسم کے اندر گھس رہا ہو۔ مجھے نہیں پتہ تھا کہ رمیز میرا کیا ہے، مجھے بس اس ہر بچے کو بچانا تھا جس کا بچپن برباد ہو رہا تھا اور رمیز کو بھی تم نے اپنے جیسا کیا، جب سے مجھے پتہ چلا کہ وہ میرا سوتیلا بھائی تھا، میرا دل چھلنی ہو رہا، کیوں تم نے زندگی برباد کی، کیوں؟ وہ مجھے بچانے کے چکر میں اپنی جان گنوا بیٹھا۔ میں اس کا احسان کیسے اتاروں؟؟ جاتے جاتے وہ مجھ پر اتنا بڑا احسان کر گیا۔

اگر رمیز کی ماں بھی اسے اس راستے سے چلنے سے روکتی تو آج یہ انجام نہ ہوتا۔ جس راستے پر میری ماں کے آنسوؤں کے دھبے آج بھی خشک نہیں ہوئے۔

لیکن تم نے، تم نے اُسے بھی چھین لیا۔

آنکھیں آسمان کی طرف اٹھیں، اور بارش کی چند بوندیں دوبارہ زمین پر گرنے لگیں، ہر بوند اُس کے دل کی چھلنی کو اور بھی زیادہ چھیل رہی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

میں نہیں چاہتا تھا کہ کسی اور کا بچپن میری طرح قبرستان بنے، پر تم باز نہ آئے۔ میں رابیل سے بھی دور ہو گیا تاکہ وہ میری آگ میں نہ جلے، لیکن تم نے سب کچھ برباد کر دیا۔

سرمد کی چیخ آخری حد تک پہنچی، پورا وجود لرز رہا تھا، جسم سے خون کی بو، کیچڑ، اور بارش کے پانی کی ملی جلی مہک اُٹھ رہی تھی، لیکن اُس کی آواز میں اب خوف نہیں تھا،

اس کے قدم زمین پر زور سے جم گئے، کیچڑ اڑتے ہوئے اس کے ارد گرد چھوٹا، ہر جھٹکا، ہر حرکت ایک طوفان کی مانند تھی، جو ویران زمین اور خاموش فضا کو ہلا رہا تھا۔ اُس کے دل کی دھڑکن، اُس کے خون کی لالی، اور اُس کے اندر کی بھڑکتی آگ ہر شئے پر چھا گئی۔ زمین، پانی، ہوا اور سرمد، تینوں ایک ہی صدا میں مل گئے، ایک ایسی صدا جسے سن کر کوئی بھی جیتا جاگتا نہیں رہ سکتا۔

کچھ لمحے وہ مکمل خاموش روتا رہا، اس کا درد کسی صورت کم نہیں ہو رہا تھا۔ آج وہ کس اذیت کسی کرب سے گزرا ہے صرف وہی جانتا تھا۔ رابیل کو کھو دینے کا ڈر۔ اس کے مر جانے کے بعد اس کی ماں کا کیا بنے گا یہ سوچ سوچ کر اس کو مزید اذیت ہو رہی تھی، اور پھر رمیز کا احسان۔

زمین پر گرا سرمد آہستہ آہستہ اٹھنے لگا۔ مٹی اور کیچڑ اُس کے چہرے پر جمے ہیں، کپڑے بھیگے ہوئے، ہاتھوں سے خون بہہ رہا تھا،

تھوڑی دیر کے بعد وہ گھر کی طرف نکلا۔ ہر قدم کے ساتھ زمین کی نمی، خالی گلیوں کی آواز، اور اُس کے دل کا طوفان ایک ساتھ گونجتا جا رہا تھا۔

کچھ ہی لمحے بعد وہ گھر پہنچا!

دروازہ کھلا اور سرمد اندر داخل ہوا۔ بھیگا ہوا، زرد چہرہ، آنکھیں خالی، جیسے اب کچھ باقی نہیں رہا۔

لاؤنج میں ٹی وی کی بریکنگ نیوز کی آواز گونج رہی تھی، سرد، بے جان، اور حقیقت کی طرح سخت۔

دلاور اور نگزیب نے آج رات اپنے ہی بیٹے رمیز کو گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ پولیس کے مطابق یہ اقدام دونوں کے غیر قانونی کاروبار بند کرنے کے اعلان کے فوراً بعد ہوا۔ رمیز کو قریبی قبرستان میں دفنایا جائے گا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ٹی وی اسکرین پر رمیز کی تصویر ابھرتی جا رہی تھی۔ مسکراتا چہرہ، آنکھوں میں خواب، جنہیں وہ کبھی پورا نہیں کر سکا۔ رخسار صوفے پر بیٹھی، آنکھیں اسکرین پر جم گئی ہیں، جیسے وقت وہیں ٹھہر گیا ہو۔

سرمد کی نظریں بھی تصویر پر جم گئیں۔ پہلے چند لمحے ساکت، پھر ہونٹ لرزنے لگے، اور اچانک وہ زمین پر گر گیا گھٹنوں کے بل، کیچڑ میں لت پت۔ ایک کے بعد ایک مکلا مارتا ہے، ہر وار کے ساتھ اندر کا درد، ہر مکلا ایک چیخ کی طرح۔

کیوں؟؟

کیوں؟؟

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

بے قصور لوگوں کے بچپن کیوں برباد کیے۔ رمیز کی تصویر دیکھ کر اس کے دل میں ایک بار پھر اس کے لیے ہمدردی جاگی۔

رخسار نے سرمد کی آواز سنی تو گھبرا کر اُٹھیں۔ اور سرمد کے پاس پہنچی، اس کو بازو سے پکڑ کر سینے سے لگا لیا۔ دل کی دھڑکن تیز، خوف اور محبت سے لبریز

سرمد!!! رخسار بیگم اسے یوں ٹوٹا بکھرا ہوا دیکھ کر بولیں

سرمد نے آنکھیں اٹھا کر دیکھا، لال، بھیگی آنکھیں، آنکھوں میں وہ سب درد اور آگ، ممی

میں نے اپنا بچپن مرتے دیکھا، میں نے اپنے خواب سسکتے دیکھے، پر میں نے صبر کیا۔ کسی اور کا بچپن جلتا نہیں دیکھنا چاہا۔ ممی رمیز میری اور رابیل کی جان بچاتے بچاتے مر گیا۔ ممی میں کیسے اس کا بدلہ اتاروں؟؟ مجھے کچھ ہو جائے گا ممی میرے دل کو کچھ ہو رہا ہے۔ وہ درد سے بول رہا تھا۔

خاموشی چھا گئی۔ لاونج سسکیوں سے گونج رہا تھا۔

میں ہار گیا ممی!

میں کسی کی حفاظت نہیں کر سکتا میں بہت کمزور ہوں ممی۔

اگر آج رابیل کو کچھ ہو جاتا تو میں کیسے جیتا ممی کیسے؟؟؟ اگر میں جانے میں ذرا سی دیر کر دیتا۔۔۔ اتنا کہہ کر وہ خاموش ہو گیا۔

سرمد دیوار کے ساتھ سر ٹکا کر بیٹھ گیا۔ بے آواز آنسو ٹپک رہے تھے۔

میں کیا کروں ممی؟؟؟ کدھر جاوں؟؟ میں کیوں رمیز کو نہیں بچا پایا۔

رخسار بیگم نے سرمد کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں تھاما۔

تم مجرم نہیں ہو سرمد۔ یہ داغ تمہارے نصیب کا نہیں

Clubb of Quality Content

رمیز کی موت تمہارے ہاتھ کی لکیر نہیں تھی۔بس وہ ایک معصوم تھا جو آگ کے درمیان آ گیا۔

سرمد خود کو سنبھالو۔تمہاری کوئی غلطی نہیں ہے،اٹھو میرے ساتھ چلو۔رخسار بیگم اُسے اپنے ہاتھوں سے اٹھانے کی کوشش کر رہی تھیں لیکن وہ چپ بیٹھا رہا۔

سرمد بیٹا تمہیں آرام کی ضرورت ہے آؤ کمرے میں چلو۔

ممی رابیل کو نیند آجائے گی؟؟وہ بہت ڈر گئی تھی ممی؟؟وہ کانپ رہی تھی۔

رخسار بیگم کو پوری بات کا ابھی کچھ علم نہیں تھا لیکن سرمد کی باتوں سے وہ اندازہ لگا چکی تھی کہ اس واقعہ میں رابیل بھی بری طرح سے ہرٹ ہوئی ہے۔

ممی رابیل ٹھیک ہو جائے گی؟؟اسے اپنے سے زیادہ رابیل کی فکر ستائے جا رہی تھی۔

رخسار بیگم نے اسے سینے سے لگا لیا

وہ ٹھیک ہو جائے گی۔اُسے کچھ نہیں ہوا سرمد۔وہ ٹھیک ہے۔وہ آہستہ سے اسکی پیٹھ سہلاتے ہوئے بول رہی تھیں۔

سرمد کے سانس اب ہلکے اور بے ترتیب ہونے لگے۔،جسم تھکا ہوا،لیکن دل کی آگ ابھی بھی جل رہی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

(******)

کمرہ مدھم روشنی میں ڈوبا ہوا تھا۔ کھڑکی کے پردے آدھے بند تھے، باہر کی بارش رک چکی تھی، لیکن اندر کی ویرانی مسلسل برستی جا رہی تھی۔ دیواروں پر پڑی مدھم روشنی ہر زاویے میں خوف کے سائے بکھیر رہی تھی۔

رابیل بیڈ پر بیٹھی تھی، بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے وہ ابھی تک خوف میں تھی۔، آنکھیں بے مقصد خلا میں گھوم رہی تھیں، سانسیں بے ترتیب اور چھوٹی چھوٹی تھیں، جیسے ہر سانس کے ساتھ اُس کا دل بھی ٹوٹ رہا ہو۔

بی جان اُس کے ساتھ بیٹھی تھیں، ایک ہاتھ رابیل کے سر پر، دوسرا ہاتھ مسلسل دعائیں پڑھتا ہوا۔ لیکن اُن کی اپنی آنکھیں بھی رکی ہوئی تھیں، خوف اور صدمے کے بوجھ تلے دب گئیں۔ کمرے کی خاموشی میں صرف رابیل کی ٹوٹی ہوئی سانسوں کی آواز آ رہی تھی۔

رابیل جیسے ہی آنکھ بند کرتی اس کو سب یاد آنے لگتا،۔ ابھی بھی وہ آنکھیں بند کر گئی تھی کہ اچانک کھول کر چلانے لگی۔

بی جان...وہ...وہ بندوق تھی...اتنی پاس...رمیز کا چہرہ...خون...میں نے سب دیکھا، بی جان وہ ہمیں مار دیں گے بی جان۔ وہ اپنا چہرہ اپنے ہاتھوں سے ڈھک کر رونے لگی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

بی جان فوراً اُس کے قریب آتی ہیں اور اُسے سینے سے لگایا، دل کی دھڑکنیں ایک ساتھ گونج رہی تھیں۔ رابیل کی آنکھیں پھر بھی بند نہیں رہتیں، آواز ابھی بھی کانپ رہی تھی۔ مجھے لگا میں بچ نہیں پاؤں گی... میرے ہاتھ... دیکھیں... کانپ رہے ہیں

رابیل اپنے ہاتھ بی جان کے سامنے اٹھا کر دکھاتی ہے۔ ہاتھ پر تو کوئی نشانات نہیں، لیکن اُس کی آنکھوں میں وہ سب زخم، وہ خوف، وہ چیخیں اب بھی جلی ہوئی تھیں، اور ہر سانس کے ساتھ وہ چیخ باہر آ رہی تھی۔

بی جان آہستہ سے اسے سہلاتے ہوئے بولی۔

رابیل بیٹا... وہ وقت گزر گیا ہے، تم اب محفوظ ہو

دیکھو میں تمہارے پاس ہوں۔ بی جان اسے اس خوف سے نکالنا چاہ رہی تھیں۔

رابیل نے کمرے کے ارد گرد دیکھ لائٹ مدھم تھی۔ مدھم لائٹ دیکھ کر رابیل کی، آنکھیں پھیلیں، جسم تھر تھرانے لگا، اور اُسے لگا جیسے وہ چیخنے کی حد پر پہنچ گئی ہو۔

نہیں بی جان... وہ وقت نہیں گیا!

بی جان اتنا اندھیرا کیوں ہے پلیز لائٹ آن کریں بی جان۔ وہ چیختی جا رہی تھی۔ بی جان مجھے ڈر لگ رہا ہے لائٹ آن کریں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

بی جان کو سمجھ نہ آئیں وہ کیا کریں کمرے میں لائٹ تھی شائد وہ مدھم لائٹ دیکھ کر خوف کھا رہی تھی۔بی جان بیڈ سے اتری اور کمرے کی ساری لائٹس آن کر دی پورا کمرہ روشنی سے چمکنے لگا۔

بی جان واپس سے رابیل کے پاس آ کر بیٹھ گئی اور اسے اپنے سینے سے لگا لیا۔رابیل ایک منٹ بھی آنکھ نہیں بند کر رہی تھی وہ منظر اس کے ذہن سے جا ہی نہیں رہا تھا۔

بی جان۔خوف ہر پل میرے ساتھ ہے...بی جان مجھے ہر جگہ سے بو آ رہی ہے بارود کی خون کی۔بی جان۔

میں...میں اب کیسے سوؤں گی؟

آنکھیں بند کرتے ہی وہ منظر لوٹ آتا ہے۔

بی جان۔وہ کہتے کہتے رونے لگی۔

بی جان کا چہرہ آنسوؤں سے بھیگ رہا تھا۔وہ رابیل کے چہرے کو اپنے ہاتھوں میں لے کر اُس پر کچھ پڑھ کر پھونکنے لگیں ساتھ ساتھ اس کے لیے دعا بھی کرتی جا رہی تھیں۔

اللہ تمہیں سکون دے بیٹا...یہ سب خواب بن جائے گا،بس وقت دو۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

آنکھیں بند کرنے کی کوشش کرو رابیل میں ہوں ناں۔ تمہیں کچھ نہیں ہونے دوں گی تم تھوڑی دیر آرام کرو۔ صبح تک تم ٹھیک ہو جاو گی۔

رابیل کی آنکھوں میں نیند کا نام و نشان نہیں تھا۔خوف اور وحشت کی خاموش لہریں اُس کے ہر سانس میں گھس رہی تھیں۔رابیل کی ٹوٹی ہوئی سانسیں،اُس کے کانپتے ہاتھ اور لرزتی گردن کمرے کے ہر گوشے میں ایک خالی،خاموش دہشت چھوڑ رہی تھیں۔

وقت ساکت لگ رہا تھا،اور بی جان صرف اُس کے قریب بیٹھی،دعا کرتی ہوئی،اُس وحشت کو تھامنے کی کوشش کر رہی تھیں جو رابیل کے اندر اپنے آپ میں ایک مکمل طوفان بن چکی تھی۔

رابیل کی نظریں کمرے کے ایک کونے میں جم گئی تھی،جیسے اُس نے وہاں کوئی سایہ دیکھا ہو، کوئی شکل،کوئی منظر جو اسے دوبارہ اپنی روح میں زہر گھولنے کو آمادہ کر رہا ہو۔

ہر لمحہ،ہر سانس،ہر کانپتی حرکت،ہر گوشے میں اُس وحشت کی جھلک دکھا رہی تھی۔اور بی جان وہاں،خاموش مگر مستحکم،اُس کے خوف کو تھامے رکھنے کی کوشش کر رہی تھیں۔،جیسے وہ صرف اُس کی امید کی آخری روشنی ہوں۔

(*****)

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"گھر جہاں اب صرف خاموشی تھی۔

صبح کی روشنی دھندلی سی تھی، لیکن فضا میں ایسا بوجھ تھا کہ ہر چیز جیسے رُک گئی ہو۔ نیوز چینلز کی چیختی ہوئی ہیڈ لائنز نے گھر کے ہر کونے کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔

ہر چینل، ہر سکرین، ہر موبائل پر ایک ہی منظر تھا، دلاور اور نگزیب ہتھکڑیوں میں، سر جھکائے، اور خبر کے الفاظ،

اپنے ہی بیٹے کو قتل کر دیا۔

بی جان صوفے پر خاموش بیٹھی تھیں، ہاتھ میں ریموٹ، لیکن نظریں ٹی وی سے دور تھیں۔ دماغ سن، دل بوجھل، اور سینے میں ایک خالی جگہ جو پہلے کبھی محسوس نہیں ہوئی تھی۔ بی جان رابیل کی موجودگی میں ٹی وی لگانے سے گریز کر رہی تھیں کیونکہ رابیل کو پھر سے سب یاد آنے لگتا تھا۔

اچانک فون بجا۔ بی جان صوفے سے اٹھ کر ڈائننگ تک گئیں جہاں بی جان کھانے کے دوران اپنا موبائل چھوڑ گئیں تھیں۔ موبائل اٹھایا اور واپس لاونج میں آ گئیں۔

بی جان نے کال اٹھائی ہی تھی کہ آفتاب کی ہڑبڑائی ہوئی آواز کانوں میں گونجی، مگر بی جان کے الفاظ گلے میں اٹک گئے تھے۔ وہ کچھ بول ہی نہیں پا رہی تھیں۔

"بی جان یہ کیا ہر جگہ ہیڈ لائنز چل رہی ہیں کیا یہ سب سچ ہے؟؟ حقیقت ہے؟؟؟"

بی جان نے ابھی رابیل کے لاپتہ ہونے کی بات کسی کو نہیں بتائی تھی ورنہ تسنیم اور آفتاب نے اور ٹینشن لے لینی تھی۔بی جان نے خود کو سنبھالنے کی کوشش کی۔

وہ صرف اتنا بول پائیں،

مت پوچھو آفتاب،، میں خود اس وقت اس حالت میں نہیں ہوں کہ کچھ بول پاوں۔تم اور تسنیم کو شش کرنا کچھ دنوں تک اسلام آباد چکر لگاو۔پھر ساری بات ہوتی ہے۔

مگر بی جان!؟؟ دوسری طرف سے آفتاب صاحب بول رہے تھے جب فون بند ہو گیا اور وہ چند لمحوں کے لیے ایسے ٹوٹیں جیسے اندر کچھ مر گیا ہو۔

بی جان اس وقت کسی کا سامنا نہیں کر سکتیں تھیں۔وہ رابیل کی حفاظت اچھے سے نہیں کر پائیں یہ گلٹ انہیں اندر ہی اندر مار رہا تھا۔وہ خود کو مجرم ٹھہرا رہی تھی۔جب سے رمیز کی ساری سچائی پتہ چلی بی جان تب سے ہی اس گلٹ میں تھیں اور اب کل والے واقعہ نے انہیں بری طرح سے توڑ دیا تھا۔وہ رابیل کے سامنے کچھ بھی ظاہر نہیں کرتی تھی کیونکہ رابیل خود اس وقت مینٹلی ڈسٹرب تھی۔

(*****)

نگین کا گھر ویرانی میں ڈوبا ہوا تھا۔ صوفے پر وہ بے سدھ بیٹھی تھی، آنکھیں پتھر کی طرح جمی ہوئی تھیں، چہرہ زرد، سانسیں بوجھل۔ سامنے ٹی وی پر اپنے بیٹے کی لاش، خون آلود قمیض میں۔ نگین نے سکرین بند نہیں کی، جیسے خود کو سزا دے رہی ہو کہ یہ منظر دیکھنا ہے۔

میرا بچہ... میرا بیٹا... رمیز

جو مجھے کہتا تھا کہ وہ مجھے کبھی تنہا نہیں چھوڑے گا۔ آج... مجھے چھوڑ گیا

میرا رمیز مجھے چھوڑ گیا۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی،۔ درد تھا کہ کم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا وہ سسک رہی تھیں۔ تڑپ رہی تھیں اندر ہی اندر مر رہی تھیں۔

اپنے باپ کے ہاتھوں میرا بیٹا مارا گیا۔ میرا رمیز۔

اور میں... ایک ماں... کچھ نہ کر سکی

وہ دیوار کی طرف دیکھنے لگیں جیسے وہاں رمیز ابھی بھی کھڑا ہو، آنکھیں سسکتی ہوئی، لیکن آواز نہ نکلے۔ گلے میں کچھ پھنس گیا تھا، صرف دل چیخ رہا تھا، روح کچلی جا رہی تھی۔

ہر سانس ایک کانپتی دھاگے کی طرح، ہر لمحہ موت کے واقعے کی تازہ یاد دلاتا جا رہا تھا۔

دوپہر کے وقت رخسار نگین کے گھر پہنچیں۔ وہ جانتی ہیں کہ آج ہر رشتہ، ہر دشمنی، ہر پرانا گلہ بے معنی ہو چکا ہے۔ آج صرف ایک ماں کا درد ہے، اور ایک عورت کی ذمہ داری۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رخسار خاموشی سے اُس کے پاس جا بیٹھیں، نگین کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔اسے تسلی اور دلاسہ دینے کی کوشش کرنے لگیں۔

میں کسی صدمے کا مداوا نہیں کر سکتی...بس انسانیت کے ناطے آئی ہوں

"رمیز...ہمارے لیے جو بھی تھا...آپ کے لیے تو آپ کا بیٹا تھا۔"

"اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کرے۔اس کے درجات بلند کرے۔آمین۔"

نگین نے آنکھیں بند کر لیں، جیسے یہ الفاظ اور بوجھ دونوں ایک ساتھ اُس کے سینے پر گر پڑے ہوں۔آنکھوں کے کنارے سے خاموش آنسو بہنے لگے۔

رخسار اُس کے ہاتھوں کو مضبوطی سے تھامتی ہیں، جیسے کہ یہ ہاتھ اُسے زنجیروں سے آزاد کرنے کی کوشش کر رہے ہوں۔

نگین کی رُکی ہوئی سانسیں، کانپتی ہتھیلیاں، اور دھیما دل...یہ سب ایک ساتھ اُس درد کی تصویر بن گئے جو لفظوں میں بیان نہیں کی جا سکتی۔

وہ لمحات ایسے تھے جیسے وقت رک گیا ہو۔ہر آنسو، ہر دھڑکن، ہر خاموشی، ہر سانس ایک گہرا چیخ رہا ہو۔نگین کے اندر ایک ماں کا پورا وجود رمیز کی موت کے سامنے چھوٹ گیا تھا۔ہر

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

حصہ اُس کی روح کا، ہر احساس اُس کے دل کا، ہر لمحہ اُس کی یادوں کا، سب کچھ جیسے ایک باریک دھاگے سے بُنا ہوا صدمہ بن گیا ہو۔

رخسار اُس کے قریب رہیں،، ایک سہارا، ایک چھاؤں، ایک وعدہ کہ وہ اس غم میں اکیلی نہیں۔ نگین کے آنسو جیسے کسی سنّاٹے میں پھنس گئے، اور ہر آنسو کے ساتھ اُس ماں کی محبت، اُس کی بے بسی، اُس کی مکمل انسانیت کی شدت ظاہر ہو رہی تھی، وہ کافی دیر تک نگین بیگم کے ساتھ ان کے غم میں برابر کی شریک رہیں۔

(******)

دھوپ ہلکی تھی، لیکن فضا سُونی اور بھاری تھی۔ قبر کی مٹی تازہ تھی، ابھی بھی اُس کی خوشبو مٹی کی نمی کے ساتھ جمی ہوئی تھی۔ لوگ ایک ایک کر کے جا چکے تھے، صرف سرمد وہاں گھٹنوں کے بل بیٹھا تھا، مٹی کے اس تازہ ڈھیر کے سامنے۔ آنکھیں لالی اور نم، جیسے برسوں کے درد اور چھپے ہوئے زخم اب ایک ساتھ بہہ رہے ہوں۔

ہاتھ قبر کی گیلی مٹی پر جمے ہوئے تھے۔ لب کپکپا رہے تھے، لیکن دل کی آواز نہ رک سکی۔

رمیز... تمھارے ساتھ میرا کوئی جھگڑا نہیں تھا۔ نہ مقابلہ، نہ دشمنی۔

ہم دونوں کو تباہ کرنے والا صرف ایک شخص تھا... وہی، ہمارا باپ۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ہمیں لڑانے والا، نفرت بونے والا، ایک ہی تھا۔

لیکن تم چلے گئے۔

اور مجھے پتہ بھی نہ تھا... کہ تم میرے سوتیلے بھائی ہو۔

سرمد کی نظریں قبر کے کتبے پر جم گئیں، جیسے رمیز کی یادیں وہاں چھپی ہوں۔

تم نے مجھے اور رابیل کو بچانے کے لیے اپنی جان دی... اور میں؟ میں کچھ نہ کر سکا... بس

خاموش رہا، اندر ہی اندر ٹوٹتا رہا۔

سرمد نے مٹی پر ہاتھ رکھا۔ آنکھوں سے ایسے آنسو بہہ رہے تھے جیسے برسوں کی آگ بجھ

رہی ہو، ہر قطرہ ایک کڑوا سا احساس، ایک چھپی ہوئی پکار، ایک انسانی قصہ جو لفظوں میں نہیں

آسکتا تھا۔

رمیز... مجھے معاف کر دینا

اگر کبھی میری خاموشی نے تمھیں تکلیف دی ہو،

یا میرے خاموش غصے نے تمھارا دل دکھایا ہو... تو معاف کر دینا۔

وہ قبر کے ساتھ سر ٹکا دیتا ہے۔ سسکیوں کے درمیان روتا ہے، جیسے ایک بھائی اپنے کھوئے

ہوئے بھائی کو آخری بار گلے لگا رہا ہو۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سرمد اپنی آواز میں دھیرے سے کہتا ہے،

"تم نے جان بچائی، اور میں... میں آج بھی تمھارا احسان نہیں اتار سکا۔ کیوں تم نے جاتے جاتے مجھ پر اتنا بڑا احسان کیا کیوں؟؟؟"

لیکن میں وعدہ کرتا ہوں، تمھاری قربانی رائیگاں نہیں جائے گی... تمہاری یاد میری زندگی کی رہنمائی ہو گی۔

ہو سکے تو مجھے معاف کر دینا۔

(****)

گھر کی فضا کئی دنوں سے بھاری اور خاموش تھی۔

وقت جیسے رک گیا ہو، ہر لمحہ وہی منظر دہرا رہا تھا گولیاں، چیخیں، رمیز کا خون، اور ایک بچپن جو ہمیشہ کے لیے ختم ہو گیا۔ ہر کمرہ، ہر دیوار، ہر صوفہ، اس سانحے کی گواہی دے رہا تھا۔

سَرمد اپنے کمرے کے کونے میں بیٹھا تھا۔ رات کا وقت تھا، اور باہر ہلکی بوندا باندی ہو رہی تھی، فضا میں سردی اور تنہائی کا ایک عجیب سا ملاپ۔

سرمد آہستہ سے اُٹھا۔ چپ چاپ، جیسے ہر قدم اُس کے دل کی دھڑکن سے مماثل ہو۔ اور رخ رخسار بیگم کے کمرے کی طرف کر دیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

رخسار بیگم بستر پر لیٹی آرام کر رہی تھی جب سرمد کو اپنی طرف آتا دیکھ کر وہ اٹھ کر بیٹھ گئیں۔ سرمد خاموشی سے سر رخسار بیگم کی گود میں رکھ کر لیٹ جاتا ہے۔

رخسار بیگم اس کے بالوں کو سہلانے لگتی ہیں وہ کافی دیر چپ رہتا ہے کچھ نہیں بولتا۔ پھر جیسے اس نے اپنی خاموشی کو توڑ دیا ہو۔

وہ دھیرے سے بولا،

ممی!!

رابیل کیسی ہو گی؟ وہ کتنی ڈر گئی ہو گی۔ میں اُسے ایسے چھوڑ کر نہیں آنا چاہتا تھا۔

"میرا دل چاہتا ہے میں جا کر اس سے اس کا حال پوچھوں"

میں ٹوٹ گیا ہوں ممی، میں بکھر گیا ہوں ممی!!

میرے لفظ، میرے آنسو... سب بے بس ہیں

رخسار بیگم کے پاس اس بات کا کوئی جواب نہیں تھا وہ خاموش رہی۔

وہ سرمد کے بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے اُس کے درد کو محسوس کر رہی تھیں،

سرمد رخسار بیگم کو خاموش دیکھ کر پھر بولا،

Clubb of Quality Content

"ممی وہ ٹھیک ہو گی نا؟؟ کیا میں اُس کے گھر جا سکتا ہوں ممی؟؟ ممی میں کیا کروں؟؟ آپ اسے کال کر کے پوچھیں ناں پلیز۔ ایک دفعہ اس سے پوچھے کہ وہ ٹھیک ہے ممی۔"

میں پوچھوں گی اس کا حال تم آرام کرو ابھی۔ سرمد پچھلی کئی راتیں جاگ کر گزار رہا تھا۔ سکون جیسے اس کی زندگی میں آیا ہی نہیں تھا۔ وہ کب سے بے چین تڑپ رہا تھا۔

ممی لیکن!! وہ بولتے بولتے رک گیا۔

تم سو جاو سرمد۔ تمہیں آرام کی ضرورت ہے۔ وہ اس کی باتوں کو سنا ان سنا کر کے اس کو سلانے کی پوری کوشش کر رہی تھیں۔

(*****)

اگلی شام رخسار بیگم رابیل کے گھر پہنچی، گاڑی سے اتر کر وہ دروازے تک گئیں۔ دروازہ ناک کیا تو تھوڑی دیر بعد ملازم نے دروازہ کھولا۔

رخسار بیگم نے سلام کیا۔

السلام علیکم۔

وعلیکم السلام۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

مجھے رابیل سے ملنا ہے۔ملازم نے ان کی بات سن کر ان کو اندر آنے دیا۔لاونج میں بی جان بیٹھی تھیں۔وہ رابیل کو ابھی زبردستی کھانا کھلا کر برتن کچن میں رکھ کر آئی ہی تھی کہ رخسار بیگم لاونج میں داخل ہوئیں۔بی جان کو دیکھنے کے بعد رخسار بیگم کی نظر رابیل پر گئی تھی جو اس کی حالت دیکھ کر ٹھٹھک گئی تھیں۔

صوفے پر بیٹھی رابیل، بالکل ساکت، آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے، چہرہ زرد، لب سلے ہوئے، اور نظریں خلا میں۔

یہ وہ لڑکی تھی ہی نہیں جو کبھی ہر لمحے ہنستی، ہر دل کو جگمگاتی تھی،اور آج بس خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

رخسار بیگم نے سلام کیا۔بی جان نے چہرے اٹھا کر رخسار بیگم کو دیکھا۔

دونوں نے رسمی سلام دعا کی پھر رخسار رابیل کے پاس جا کر صوفے پر بیٹھ گئیں۔

رخسار بیگم نے نرمی سے رابیل کا ہاتھ تھاما۔رابیل پلکیں جھپکائے بغیر اُن کی طرف دیکھنے لگی،، لیکن آنکھوں میں ایک پوری زندگی کی وحشت اور درد موجود تھا۔

رابیل!! کیسی ہو؟؟ یہ سوال کرنا ان کا بنتا نہیں تھا لیکن رابیل کے ساتھ بات کرنے کا کوئی تو ذریعہ انہیں چاہیے تھا۔

رابیل رخسار بیگم کے ہر سوال کا سرسری سا جواب دے کر خاموش ہو جاتی تھی۔ یہ وہ رابیل تھی ہی نہیں ہر وقت بولنے والی۔

چند لمحے وہ دونوں بس ایک دوسرے کو دیکھتی رہیں، اور خاموشی میں وہ سب کچھ کہہ گئیں جو الفاظ میں نہیں کہہ سکیں۔

پھر سیدہ اماں تھوڑی دیر بعد، چائے اور کچھ کھانے کے ساتھ حاضر ہوئیں۔ سیدہ اماں کھانے کا سامان میز پر لگانے لگیں۔

جب رخسار بیگم بولیں۔

"نہیں بی جان، اس کی ضرورت نہیں... میں بس رابیل کی حالت دیکھنے آئی تھی۔ ابھی مجھے گھر جانا ہے۔"

"سرمد کو بتائے بغیر میں آئیں ہوں، مجھے گھر میں نہ دیکھ کر وہ پریشان ہو گا۔"

"میں انشاءاللہ پھر چکر ضرور لگاؤ نگی۔" رخسار بیگم صوفے سے اٹھتے ہوئے بولیں۔

رخسار بیگم نے رابیل کو گلے لگایا تو نہ جانے کیوں رابیل کی آنکھیں نم ہو گئیں۔، آنسو چھلکنے لگے۔

بی جان خاموشی سے، بس دیکھتی رہیں۔ کوئی لفظ نہیں، کوئی سوال نہیں

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رخسار بیگم نے رابیل کے ماتھے پر بوسہ دیا اور اس سے الگ ہوئیں۔

میں پھر چکر لگاؤنگی رابیل۔

رابیل نے بس ہاں میں سر ہلایا۔رخسار بیگم بی جان سے مل کر پھر خاموشی سے وہاں سے چلی گئیں۔

(****)

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

مزید بہترین ناول/افسانے/آرٹیکل/مختصر کہانیاں اور معیاری شاعری پڑھنے کے لئے

نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

شکریہ!

www.novelsclubb.com

ہماری ایپ ڈاؤنلوڈ کریں اور رسائی حاصل کریں بے شمار مزے دار ناولوں تک

Download our app

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842